رایزنی فرهنگی سفارت جمهوری اسلامی ایران
دهلی نو

مدینۂ سخن

مجموعہ
حمد۔نعت۔منقبت
(ہندوستان کے ممتاز شعرا کا نذرانۂ عقیدت)

الهدی
نشر و توزیع بین المللی

مدینۂ سخن

مجموعہ

حمد، نعت، منقبت

(ہندوستان کے ممتاز شعرا کا نذرانۂ عقیدت)

زیر نظارت:

ڈاکٹر سید عبدالحمید ضیائی

پیشکش:- خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران- نئی دہلی، ہند

نام کتاب : مدینہ سخن

زیر نظارت: ڈاکٹر سید عبدالحمید ضیائی

سن اشاعت: ۲۰۰۸ء

پروجیکٹ مینیجر: مجید احمدی

تزئین کار: عائشہ فوزیہ

ناظر چاپ: حارث منصور

ناشر: خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

۱۸۔ تلک مارگ، نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۱

فون: 34-23383232، فیکس: 91-11-23387547

Email:newdelhi@icro.ir

Website: newdelhi.icro.ir

ISBN: 978-964-439-317-4

الہدیٰ انٹرنیشنل پبلشر اینڈ ڈسٹریبیوٹر

Email:alhoda@icro.org

Website: www.al-hoda.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہ وَ مَلائکتہٗ یُصَلُّونَ علی النبی
یا اَیُّہا الذین آمنوا صَلُّوا علیہِ و سَلِّموا تسلیماً

(سورۂ احزاب آیت:۵۶)

فہرست

حرفِ اول

جمہوری اسلامی ایران کے تابناک ثقافتی روایات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر نئے سال ہجری شمسی کو پوری قومی سطح پر کسی ایک عنوان سے منایا جاتا ہے۔ چنانچہ ۱۳۸۵ھ ش کے سال کو "**سال پیامبرِ اعظم** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" کے عنوان سے منانے کی سعادت حاصل کی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ اِس کا اعلان رہبرِ انقلاب اِسلامی ولیِ امرِ مسلمین **حضرت آیۃ اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی** نے بہت ہی بروقت فرمایا۔ اس لئے کہ اُدھر — "دوسری دُنیا" — یا مغربی دُنیا نے مقدساتِ اسلامی خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تعلق سے نازیبا چیزیں شایع کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا، جو کہ ایک منصوبہ بند سازش کے تحت تھا اور جس کا مقصد مسلمانوں کی دل آزاری کے ساتھ ساتھ عالم انسانیت کی نظروں میں مقدساتِ اسلامی اور شخصیت و سیرتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین بھی تھی۔ اس کا مثبت جواب اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا تھا کہ ہم اپنے مقدسات کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کا اہتمام کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ پاک سے فضا کو منور رکھیں۔

اس سلسلہ میں خانۂ فرہنگِ جمہوری اسلامی ایران، نئی دہلی کی جانب سے جن چند امور کا اہتمام کیا جاسکا وہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) عید میلاد النبیؐ کے موقع پر محفلِ ذکر و بیانِ سیرت اور نعتیہ بزمِ مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا۔

(۲) یہ طے کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم الشان شخصیت اور سیرت کے مختلف گوشوں پر مقالات کا مجموعہ ترتیب دے کر شائع کیا جائے۔ چنانچہ وہ مجلۂ راہِ اسلام کی ایک خصوصی اشاعت کے طور پر سامنے آچکا ہے۔

(۳) یہ بھی طے کیا گیا کہ برصغیر کے شعراء کی فارسی اور اردو نعتوں کے معیاری انتخابات بھی شائع کیے جائیں۔ چنانچہ یہ کلام دو مستقل جلدوں میں (ایک جلد فارسی نعتیہ شاعری اور ایک جلد اردو نعتیہ شاعری کے انتخاب پر مشتمل) سامنے لایا جارہا ہے۔

برِ صغیر کے شعرائے گرامی کا نعتیہ کلام اردو "مدینۂ سخن" کے نام سے آپ کے سامنے ہے۔
صنفِ نعت گوئی کوئی معمولی صنف نہیں ہے۔ اس کے لیے حضرت مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

عرفی مشتاب این رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بردمِ تیغ است قدم را
دانش نکشاید بسزا عقدۂ نعتت
این جاست کہ اندیشہ نگون کرد علم را

اور حضرتِ غالب دہلوی کا یہ مقطع بھی بہت مشہور ہے:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کان ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

اور جس قدر صنفِ نعت تخلیقی جہات سے مشکل ہے اُسی قدر اِس صنف کی ادبی اور شعری ارزیابی، بررسی اور تنقید بھی نہایت دشوار گزار ہے۔ کاش ہمارے شعراء اور ادباء تخلیقی اور تنقیدی سبھی زاویوں سے اِس عظیم صنفِ سخن کی طرف اپنی پوری توجہ صرف کرنے کی سعادت حاصل کر سکیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ مجموعہ اس سلسلہ میں ایک اچھی تحریک پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکے گا۔

تخلیق و تنقید کے علاوہ صنفِ نعت کی تاریخ مرتب کرنا بھی ایک ضروری علمی اور ادبی فریضہ ہے جو ابھی تک کماحقہٗ انجام نہیں پا سکا ہے۔ مجھے امید ہے کہ محققینِ شعر و ادب اپنے توجہات اس طرف بھی مبذول کریں گے۔

اس موقع پر میں جناب مرتضیٰ شفیعی شکیب سابق کلچرل کاؤنسلر اور موجودہ ڈائریکٹر ایران کلچر ہاؤس جناب ڈاکٹر سید عبدالحمید ضیائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے انتھک زحمات اور کوششوں کے نتیجے میں اس کتاب کے مطالب کی جمع آوری اور اشاعت ممکن ہوئی۔

آخر میں میری دُعا ہے کہ رب اکبر اپنے حبیب حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تعلق سے ہماری اس ادنیٰ سی خدمت کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور اسے سببِ شفاعت و ذخیرۂ آخرت قرار دے، آمین!

ڈاکٹر کریم نجفی
رایزن فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران
نئی دہلی

پیغمبر اسلام اور شاعران

درحقیقت ظہور اسلام سے قبل ملت عرب کے درمیان شعروشاعری کو فقط ایک ہنر یا ہنر غالب کی حیثیت حاصل تھی اور کسی حد تک فن شاعری کو دورجاہلیت میں اظہار فکر واحساس کا واحد وسیلہ قرار دیا جاتا تھا لیکن وحی کلام الٰہی کی شکل میں قرآنی آیات کے نزول نے عرب شاعروں کو ایک عرصہ تک غیر معمولی تعجب اور حیرانی میں مبتلا کر رکھا تھا۔قرآنی آیات نے اکثر اشعار کو باطل قرار دیتے ہوئے شاعروں کو روحانی کشمکش اور فکری انقلاب سے دوچار کردیا تھا۔قرآنی آیات کو سننے کے بعد ان شاعروں کی فکر میں مختلف النوع تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔واضح رہے کہ قرآنی آیات اور دورجاہلیت کے شاعروں کے کلام کے درمیان کوئی مشابہت نہیں پائی جاتی تھی پھر بھی اس دور کے شعراء کلام الٰہی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔قرآن مجید پیغمبر اکرمؐ کی ۲۳ سالہ زندگی کے دوران وحی کی شکل میں نازل ہوتا رہا۔اسلام کی حقیقت کے ظہور کے ساتھ باطل شعراء کے اشعار منسوخ ہوکر رہ گئے اور جب تک آسمان کے دروازے کھلے رہے اور روئے زمین پر وحی الٰہی کی بارش ہوتی رہی اس دور کے کسی شاعر میں یہ حوصلہ پیدا نہ ہوسکا کہ دورقدیم کے شاعروں کی طرح جام وشراب اور عشق ومعاشقہ کی ستائش کرے۔اب اگر ستائش تھی تو فقط اسلام و پیغمبرؐ اسلام کی ستائش اور ہر طرف اسلام کے بنیادی اصولوں کا چرچا جاری تھا۔اس زمانے میں دینی احساسات کی تقویت کے لئے خطبے پڑھے جاتے تھے اور ہر طرف دینی ومذہبی رجحانات کا بول بالا دکھائی دیتا تھا اور معاشرہ میں دینی رجحانات واحساسات کی بالادستی کا یہ سلسلہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی قائم رہا۔

عہد پیغمبر اسلامؐ کے نامور شاعروں میں حسان بن ثابت کا نام لیا جاسکتا ہے۔جس کو''داھیہ کبری''،یعنی بلای بزرگ برای قریش کے نام سے یاد کیا جاتا تھا کیونکہ یہ پیغمبر کی تشویق وحوصلہ افزائی کے سایہ میں ان لوگوں کی ھجو کیا کرتا تھا چنانچہ پیغمبر اکرمؐ کے حکم کے بموجب مسجد نبوی میں لوگوں نے اس شاعر کے لئے ایک منبر بنا کر رکھا تھا جس پر بیٹھ کر وہ پیغمبرؐ اکرم کی بارگاہ رسالت میں مشرکین کی ہجو پیش کیا کرتا تھا اور پیغمبر اس کے لئے یوں دعا کیا کرتے

تھے "اللھم ایدہ بروح القدس" یعنی اے مالک وخالق کائنات! روح القدس کے ذریعہ اس کی مدد فرما۔ پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ حسان کی تعریف وتائید کیا کرتے تھے۔ وہ حسان سے کہا کرتے تھے کہ جب تک تم اپنی زبان سے ہماری تائید و حمایت کرتے رہو گے حضرت جبرئیل تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔ کعب بن زہیر جس نے شرک سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور البردہ نامی اپنے معرکۃ الآرا قصیدہ میں عشق رسول کا مطالبہ کیا تھا اور پیغمبر اکرمؐ نے اس کے مطالبے کو تسلیم کرلیا تھا۔ ان دو شاعروں کے علاوہ کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ نامی عظیم شاعروں کو روح القدس کی بھرپور تائید وحمایت حاصل رہی ہے اور پیغمبر اکرمؐ نے ان لوگوں کو مشرک شاعروں کا دندان شکن جواب دینے کے لئے مقرر و مامور کر رکھا تھا۔ یہ شعراء قرآنی آیات اور سیرت نبویؐ کے سایہ میں اکثر سیاست واخلاق کے میدان میں اپنی حکمت عملی کے ذریعہ بہت موثر تھے لیکن ابھی ان کی بنیاد کو خاطر خواہ استحکام نہیں حاصل ہوا تھا اور ان لوگوں کے اشعار کی حکمت اکثر انفرادی عمل کے دائرہ میں محدود رہ جاتی تھی اور یہ لوگ ایمان سے وابستہ تھے، بعض ذاتی روحانی تجربات بیان کرنے میں سرگرم رہا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ابھی ظاہر و باطن کے درمیان فاصلہ ظاہر نہیں ہوا تھا کہ کچھ شاعر اسلام کے ظاہری اوصاف یعنی جہاد اصغر سے اس کی نزدیکی اور کچھ شاعر اسلام کے باطنی اسرار اور رموز جو جہاد اکبر سے قربت کے حامل ہیں۔ روحانی عوامل کی ساتھ پیش کرسکیں۔ عصر پیغمبر کے مذہبی شعراء ہمیشہ حضرت جبرئیل سے مروی اسلامی روایات اور روح القدس کی خصوصی عنایات سے پوری طرح مطمئن تھے۔

جیسا کہ اس سے قبل اشارہ کیا جاچکا ہے بعض اعتقادات کے بموجب حسان اگرچہ مذہبی شعر وشاعری کے بانی تو نہیں ہیں لیکن وہ پیغمبر عظیم الشان کی الٰہی رسالت کی مدح میں شعر کہا کرتے تھے اور قرآنی آیات کو سند قرار دیتے ہوئے وہ حمد خداوندی میں مصروف رہا کرتے تھے۔

زیر نظر مجموعہ بارگاہ عالیہ رسالت میں گلہای عقیدت کی حیثیت سے پیش کئے گئے اشعار پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ ہماری یہ کوشش بارگاہ رسالت میں قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔ میں شکر گزار ہوں جناب مرتضیٰ شفیعی شکیب سابق کلچرل کاونسلر اور جناب محمد حسین مظفری سابق ڈائرکٹر خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، نئی دہلی، کا جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کا منصوبہ بنایا۔

ڈاکٹر سید عبدالحمید ضیائی
ڈائرکٹر
خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ نئی دہلی

مقدمہ

میرے لئے یہ امر قابل مسرت ہے کہ جناب ڈائرکٹر خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔نئی دہلی نے مجھے برصغیر کے شعرا کا نعتیہ کلام ترتیب دینے کی ذمہ داری سونپی۔ جو بہ عنوان ''مدینۂ سخن'' آپ کے رُوبرُو ہے۔

چونکہ برِ صغیر کے نعت گو شعراء کا ایک نمائندہ انتخاب ''خانۂ فرہنگ'' جیسے نمائندہ ادارے اور ''سالِ پیامبرِ اعظم''، جیسی یادگار مناسبت سے شائع ہونا تھا اِس لیے اِس انتخاب کا دائرہ بہت وسعت اختیار کرتا چلا گیا۔ میں نے کوئی سوا سو سے زائد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نعتیہ مجموعوں، دَوادین وکلیاتِ شعراء، تذکروں اور بیاضوں کو جمع کرلیا، اور پھر بھی دل کو اطمینان حاصل نہ ہوسکا۔ یہ جستجو اب بھی جاری ہے۔ کتابی مآخذ ومصادر کو جمع کرنے کے ساتھ ساتھ معاصر شعراء سے تازہ اور غیر مطبوعہ نعتوں کی فرمائشیں بھی کیں۔ جن میں سے بہت کم حضرات نے پوری کیں، بقیہ حضرات سے میری استدعا اَب بھی برقرار ہے۔ ظاہر ہے اس کے بعد اِس جلد کے لئے انتخاب وترتیب کا مرحلہ بہت دشوار ہوگیا تھا اور کام اتنا پھیل گیا تھا کہ اس کے سمٹنے کی کوئی صورت ہی نظر نہیں آرہی تھی۔

بالآخر یہ طے کیا گیا کہ سردست، اس سال کی مناسبت سے — عُجلۃً — علامتی طور پر ایک مجموعہ مرتب کرکے شائع کردیا جائے۔ اور بقیہ تمام نعتیہ کلام کا ذخیرہ جو قہری طور پر متعدد جلدوں میں مدون ہوسکے گا، سلسلہ وار کتابوں کی شکل میں مرحلہ وار شایع کیا جائے۔ جو یقیناً مختلف اشاعتی اداروں کے ذریعہ سے طبع ہوکر منظرِ عام پر آسکیں گی۔

یہ مجموعہ نعتیہ مضامین پر مشتمل مختلف اصنافِ سخن کا ایک متنوع انتخاب ہے۔ نعت گوئی کے لیے کسی ہیئت کا مخصوص کردیا جانا نہ فنّی لحاظ سے قابلِ قبول ہوسکتا ہے، نہ معنوی اعتبار سے۔ چنانچہ عملاً ایسا ہو بھی نہیں سکا۔ ہمارے شعراء نے، کوئی بھی صنفِ شاعری ایسی نہیں ہے جس میں نعتیہ مضامین نہ پیش کیے ہوں۔ نعتیہ قصائد سے لے کر نعتیہ

غزلوں تک، نعتیہ رباعیات سے لے کر نعتیہ دوہوں اور گیتوں تک، نعتیہ مثنویوں سے لے کر نعتیہ ثلاثیوں اور ماہیوں تک — مربع، مخمس، مسدس، مسبع، مثمن، ترکیب بند، ترجیع بند، ہائیکو، سانٹ، ماہیے، چہار بیتیاں، غرض کون سی ہیئتِ کلام اور کون سی صنفِ سخن ایسی ہے جس میں نعتیہ مضامین اور معانی کی جلوہ نمائی نہ کی گئی ہو۔ چنانچہ اس مجموعہ میں سبھی اصناف کی کم و بیش نمائندگی پائی جاتی ہے۔

ہیئتِ کلام اور صنفِ سخن میں تنوع کے علاوہ پیشِ نظر انتخاب میں ادوارِ سخن اور مراتبِ اہلِ سخن کا تنوع بھی موجود ہے۔ یعنی اردو شاعری کے عہدِ آغاز سے لے کر زمانۂ حال تک کے شعراء کا نعتیہ کلام اس مجموعے میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ شعراء کے انتخاب میں کسی بھی دبستان یا مکتبِ فکر حتیٰ کہ دین و مذہب اور مسلک و مشرب کا امتیاز بھی روا نہیں رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ایک کثیر تعداد ہندو شعراء کی بھی اس مجموعے میں شامل کی گئی ہے۔ اس لیے کہ ان کے یہاں بھی نعت گوئی کی اچھی اور قابلِ ذکر بلکہ بعض شعراء کے یہاں تو ناقابلِ فراموش مثالیں پائی جاتی ہیں۔

سوا چار سو سے زائد شعراء کے کلام سے تقریباً ۵۰۰ سو مختلف نعتیہ تخلیقات پر مشتمل یہ نعتیہ انتخاب غالباً اب تک دنیا کی کسی بھی زبان میں شایع ہونے والا سب سے بڑا نعتیہ مجموعہ قرار دیا جائے گا۔ اس کے باوجود ہمیں شدت کے ساتھ یہ احساس ہے اور اپنی اس بڑی کمزوری کا عاجزانہ اعتراف ہے کہ جس طرح کے مجموعہ کے تیاری ابتداء میں ہمارے پیشِ نظر تھی ہم خود اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق یہ مجموعہ مرتب نہ کر سکے۔ جس کے لیے اربابِ فکر و نظر سے معذرت خواہی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ ہم نے چاہا تھا کہ ہر شاعر کا مختصر ترین لفظوں میں ضروری تعارف بھی شامل رہے، سو یہ بھی نہ ہو پایا۔ بہر حال نعتیہ شاعری کے باب میں ہمارے منصوبے کی یہ پہلی کڑی ہے۔ آئندہ زیرِ ترتیب کتابوں میں ان کمزوریوں کے ازالے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ خود اس مجموعے کے دوسرے اڈیشن میں بھی اس میں رہ جانے والی کمزوریوں کو دور کرنے کا امکان موجود ہے۔

نعت گوئی کی جتنی بھی سعادت جس شاعر کے نصیب میں آئی وہ قابلِ تبریک و تہنیت ہے کہ اس کا رزقِ سخن، رزقِ کریم ہے!

اس مقام پر برِ صغیر کی اردو- فارسی نعتیہ شاعری اور اس کے تعلق سے تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی ماخذ و مصادر کی

فراہمی میں جن اصحابِ قول وقلم نے مدد فرمائی ہے ان کی تعداد اچھی خاصی ہے، ان میں سے کسی کا بھی حق شکر ادا کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ تاہم جن بعض اصحاب نے بیحد خلوص، پوری توجہ اور پورے انہماک کے ساتھ اعانت فرمائی ہے ان میں بزرگ مرتبہ شاعر وادیب جناب مخمور سعیدی، بچوں کے معتبر ادیب جناب غلام حیدر، معروف محقق اور نقاد جناب ڈاکٹر شمس بدایونی اور نعتیہ شاعری پر مختلف عناوین کے تحت خود اپنے اور اپنے تلامذہ کے توسط سے ڈاکٹریٹ کے چھ ضخیم مقالے عطا کرنے والے، تحقیق کے حوالے سے نعتیہ شاعری کے سب سے بڑے خدمت گذار جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتحپوری کے نام بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔

لائق تبریک وتحسین ہیں خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران نئی دہلی کے سابق کلچرل کاؤنسلر جناب مرتضی شفیعی شکیب، سابق ڈائرکٹر جناب محمد حسین مظفری اور جناب سید عبدالحمید ضیائی ڈائرکٹر خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔ نئی دہلی جنہوں نے مدینۂ سخن کی اشاعت کا منصوبہ بنایا اور اسے پائے تکمیل کو پہنچانے میں ہر طرح کی مدد فرمائی۔ میں تہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس مقام پر خصوصیت کے ساتھ برادرِ مکرم ڈاکٹر عظیم امرہوی صاحب کا ذکر نہ کروں جنہوں نے از اول تا آخر پورے مجموعے کو پریس میں جانے سے پہلے ملاحظہ فرمایا اور اپنی تمامتر مصروفیتوں کے باوجود اس کی تصحیح، ترتیب اور تنقیح وتہذیب میں اپنا خاصا وقت صرف کیا۔ ربِ کریم ان کے توفیقات میں بیش از پیش اضافہ فرمائے۔

ماہ رجب ۱۴۲۹ھ ق
مطابق جولائی ۲۰۰۸ء

سید عقیل الغروی
سفینۃ الہدایہ، دہلی

مرزا محمد رفیع سودا

المتوفی: ۱۷۸۰ء

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
وہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیحِ سلیمانی

ہنر پیدا کر اوّل ترک کیجو تب لباس اپنا
نہ ہو جوں تیغِ بے جوہر وگرنہ ننگِ عُریانی

فراہم زر کا کرنا باعثِ اندوہِ دل ہووے
نہیں کچھ جمع سے غنچہ کو حاصل جُز پریشانی

خوشامد کب کریں عالی طبیعت اہلِ دولت کی
نہ جھاڑے آستینِ کہکشاں شاہوں کی پیشانی

عروجِ دستِ ہمّت کو نہیں ہے قدرِ بیش و کم
سدا خورشید کی جگ پر مساوی ہے زر افشانی

کرے ہے کلفتِ ایام ضائع قدر مَردوں کی
ہوئی جب تیغ زنگ آلود کم جاتی ہے پہچانی

اکیلا ہو، کہ دنیا میں اگر چاہے بہت جینا
ہوئی ہے فیضِ تنہائی سے عمرِ خضرؑ طولانی

اذیت وصل میں دونی جدائی سے ہو عاشق کو
بہت رہتا ہے نالاں فصلِ گُل میں مرغِ بُستانی

موقّر جان اربابِ ہنر کو بے لباسی میں
کہ ہو جو تیغِ باجوہر اُسے عزت ہے عُریانی

برنگِ کوہ رہ خاموش حرفِ نا سزا سُن کر
کہ تا ابد گو صدائے غیب سے کھینچے پشیمانی

یہ روشن ہے برنگِ شمع ربطِ باد و آتش سے
موافق گر نہ ہووے دوست ہے وہ دشمنِ جانی

نہیں غیر از ہوا کوئی ترقی بخش آتش کا
نفس جب تک ہے داغِ دل سے فرصت کیونکہ ہے پانی

کرے ہے دہر زینت ظالموں پر تیرہ روزی کو
کہ زیبِ ترکِ چشمِ یار سُرمہ ہے صفاہانی

طلوعِ مہر ہو پامالِ حسرت آسماں اوپر
لکھوں گا پھر غزل گر اس زمیں میں مطلعِ ثانی

عجب ناداں ہیں جن کو ہے عجب تاجِ سلیمانی
فلک بالِ ہُما کو پل میں بخشے ہے مگس رانی

نہیں معلوم اس نے خاک میں کیا کیا مِلا دیکھا
کہ چشمِ نقشِ پا کی تا عدم نکلی نہ حیرانی

ہماری آہ دل تیرا نہ نرما دے تو یا قسمت
وگر نہ دیکھ آئینے کو پتھر ہوگئے پانی

تری زُلفوں سے اپنی رو سیاہی کہہ نہیں سکتا
کہ ہے جمعیتِ خاطر مجھے اُن کی پریشانی

زمانہ میں نہیں کھلتا ہے کارِ بستہ حیراں ہوں
گرہ غنچے کی کھولے ہے صبا کیونکر بآسانی

جنوں کے ہاتھ سے سر تا قدم کا ہیدہ اتنا ہوں
کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہیں مژگانی

نہ رکھا جگ میں رسمِ دوستی اندوہِ روزی نے
مگر زانو سے اب باقی رہا ہے ربطِ پیشانی

سیہ بختی میں اے سودا نہیں طولِ امل لازم
نمطِ خامہ کے سر کٹوائے گی ایسی زباں دانی

سمجھ اے ناقباحت فہم کب تک یہ بیاں ہوگا
ادائے چین پیشانی و لطفِ زُلفِ طولانی

خدا کے واسطے باز آ تو اب ملنے سے خوباں کے
نہیں ہے اس سے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

نظر رکھنے سے حاصل اُن کے چشم و زلف و ابرو پر
مگر بیمار ہووے صعب یا کھینچے پریشانی

نکال اس کفر کو دل سے کہ اب وہ وقت آیا ہے
برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیفِ مسلمانی

زہے دینِ محمدؐ پیروی میں اس کی جو ہووے
رہے خاکِ قدم سے ان کی چشم عرش نورانی

ملک سجدہ نہ کرتے آدمِ خاکی کو گر اس کی
امانت دارِ نورِ احمدی ہوتی نہ پیشانی

خیالِ خُلق اُس کا گر شفیعِ کافراں ہووے
رکھیں بخشش کے سر منت یہودی اور نصرانی

زباں پر اُس کے گزرے حرف جس جا گہ شفاعت کا
کرے واں ناز آمرزش پہ ہر اک فاسق و زانی

رکھا جب سے قدم مسند پہ آ اُن نے شریعت کا
کرے ہے موجِ بحرِ معدلت تب سے یہ طغیانی

اگر نقصان پر خس کے شرر کا ٹک ارادہ ہو
گرہ کو آگ کے دُو ہیں کرے غرق آن کر پانی

موافق گر نہ ہوتا عدل اُس کا آب و آتش کو
تو کوئی سنگ سے بندھتی نہ شکلِ لعلِ رُمانی

یہ کیا انصاف ہے یارو کہ طیر و وحش تک جگ میں
اس امن و عیش سے اپنی بسر اوقات لے جانی

پلے ہے آشیاں میں باز کے بچہ کبوتر کا
شباں نے گرگ کو گلّہ کی سونپی ہے نگہبانی

ہُما آسا ہے پرواز ملخ اوجِ سعادت پر
کرے ہے مور چڑھ کر سینۂ دَد پر سلیمانی

کھلے ہے غنچۂ گل باغ میں خاطر سے بُلبُل کے
جواب اوراقِ جمعیت کو ہوتی ہے پریشانی

جہاں انصاف سے ہر گاہ اب معمور ہے اتنا
تو اس کے آگے ہوگی عدل کی کیا کچھ فراوانی

ہزار افسوس اے دل ہم نہ تھے اُس وقت دنیا میں
وگرنہ کرتے یہ آنکھیں جمال اُس کے سے نورانی

نہ ہونے سے جدا سایہ کے اس قامت سے پیدا ہے
قیامت ہووے گا دلچسپ وہ محبوبِ سبحانی

جسے یہ صورت و سیرت، کرامت حق نے کی ہووے
بجا ہے کہیے ایسے کو اگر اب یوسفِ ثانی

معاذ اللہ یہ کیا حرفِ بے موقع ہُوا سرزد
جو اس کو پھر کہوں تو ہوں میں مردودِ مسلمانی

کدھر اب فہمِ ناقص لے گیا مجھ کو نہ یہ سمجھا
کہ وہ مہرِ الوہیت ہے یہ ہے ماہِ کنعانی

جو صورت اُس کی ہے لاریب وہ ہے صورتِ ایزد
جو معنی اوس میں ہیں بیشک وہ ہیں معنیِ ربانی

حدیث مَن رَآنی دال ہے اس گفتگو اُوپر
کہ دیکھا جن نے اوس کو اون نے دیکھی شکلِ یزدانی

غرض مشکل ہمیں ہوتی کہ پیدا کرکے ایسے کو
خدا گر یہ نہ فرماتا نہیں میرا کوئی ثانی

بس آگے مت چل اے سوداؔ میں دیکھا فہم کو تیرے
کر استغفار اس منہ سے اب ایسے کی ثنا خوانی

میرتجلی دہلوی

المتوفی: ۱۷۹۸ء

حضرتِ خیر البشرؐ سیدِ عالی جناب
صورتِ بحرِ کرم معنی گنجِ صواب

پیش روِ انبیاؑ راہبرِ اصفیا
نائبِ ذاتِ خدا صاحب وحی و کتاب

حاکمِ ملکِ وریٰ بلکہ شہ دوسرا
صلِّ علی مصطفیٰؐ شافعِ یومِ حساب

اس کا ہے رُو درمیان شاہدِ تحقیق کو
کرتا ہے ہر اک سے وہ وعدہ رفعِ نقاب

جلوہ سے اس ذات کے چونک پڑا نیند سے
ورنہ خدا کے تئیں تھی تری راحت سے خواب

مرکزِ افلاک بود کرۂ ارضِ وجود
شاہدِ بزم شہود گوہر فیض انتساب

بحر میں قدرت کے گر حق بھی ہو غواص تو
ہو نہ سکے اس پہ پھر ایسا گہر انتخاب

ماہ کو ہر رات ہے رُو کے تمہاری تلاش
مہر کے بھی دل میں ہے ذرہ نمط اضطراب

احمدؐ بے میم تم صاحبِ تعظیم تم
تم ہو تشبّہ جناب تم ہو تنزہ مآب

لیس کمثلہٖ کی نص تم پہ ہووے ہے ثبوت
تم ہو تنزہ لقب تم ہو تشبہ خطاب

وہ ترے ہر کام کو جانے ہے کارِ خدا
نص رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ جس نے کری انتخاب

بحرِ ازل اور ابر قطرہ ترے وصف میں
جوش محیطِ دو کون نعت میں تیری سراب

ایسا میں عاجز سخن تس پہ ہو الفت کنے
پشۂ بے بال و پر ہو سکے کیونکر عقاب

جذبۂ خورشید سے اس کو ملے بال و پر
شبنمِ بے پر ہوں میں، ذات تری آفتاب

بھائی تمہارا علیؑ کاشفِ رمزِ جلی
مظہرِ آیاتِ حق شہر کا علموں کے باب

حق کے تئیں بوتراب ہوتا نہ منظور اگر
خاک کے پتلے تئیں ہوتا نہ آدم خطاب

صلِّ علیک الرسولؐ بعد علیؑ و بتول
بعدِ حسینؑ و حسنؑ سید عالی جناب

اے صمدِ بے نیاز خاک تجلی پہ رحم
کیونکہ وہ اب تو ہوا خاکِ رہِ بوتراب

راسخ عظیم آبادی

المتوفی: ۱۸۲۳ء

خلقِ عالم کا نہیں تیرے سوا کوئی معین
رحم کر عالم پہ اب یا رحمۃ للعالمین

اے شفیعِ عاصیاں اے بادشاہِ نیم روز
خواجۂ ہر دوسرا پشتِ پناہِ اہلِ دین

اے طبیب علت ارواح اے فخرِ بشر
باعثِ ایجادِ عالم اے یقینِ اوّلین

عاصیوں کی کس سے ہو اصلاحِ باطن تجھ سوا
ذات سے تیرے ہی رکھتے ہیں توقع مجرمین

صالح و طالح کی مرجع ہے تری ذاتِ کریم
موجِ دریائے کرم ہے گی جبیں کی تیرے چین

واہ کیا شانِ کریمی ہے کہ جس عاصی کا تو
عذر خواہِ جُرم ہو اے افتخار اکرمین

حکمِ حق پہنچے کہ کردیں محو سب اعمال زشت
نامۂ اعمال سے اس کے کراماً کاتبین

یا نبیؐ اللہ یہ تیرا ہی رتبہ ہے کہ ہے
وقف امت کا ترے سرتا سرِ خلد برین

باعثِ رونق ہوا عالم کا تیرا ہی ظہور
نام تیرا خاتمِ ہستی کا ہے نقشِ نگین

آفرینش حدقۂ بے چشم رہتی تا بہ حشر
گرنہ پیدا کرتا تجھکو ایزدِ خلق آفرین

عینِ رحمت ہے تو اے انسان عین انبیاؑ
خاکِ در ہے تیری کحلِ دیدۂ روح الامین

وہ ترا جسمِ مقدّس تھا خلاصہ روح کا
ہاتھ تھا جبریلؑ کا خرقہ کی تیرے آستین

عرش کا پایہ کیا معراج نے تیرے بلند
وسعتیں کُرسی کی جو تھیں اور افزوں ہوگئیں

طے کیا یہ نو طلسمِ بستہ تو نے آن میں
وہ جو سب سے دُور تھا سو ہوگیا تیرے قرین

تو ہے وہ اُمت نواز اے سرپرستِ عاصیاں
وہ شفاعت پیشہ ہے تو اے پناہ طالحین

میں وہ عاصی ہوں کہ ہوتا گرنہ تو میرا شفیع
کرتے روزِ حشر مجھکو پیش خیلِ فاسقین

ایسا عاصی ہوں پر اُمیدِ شفاعت تجھ سے ہے
سرپرستِ امت ایسا کوئی پیغمبرؐ نہیں

کیا ثنا ہو آگے اب راسخ سے تیری جز درود
طول دینا حرف کا سوءِ ادب ہے بعد ازیں

ناسخ لکھنوی

المتوفی: ۱۸۳۸ء

دکھا اس کو جہاں میں غل ہے جس کی آمد آمد کا
الٰہی! ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا

بہارِ گلشنِ دینِ محمدؐ اب دکھا یارب!
ترصّد بلبلِ دل کو ہے فصلِ گل کی آمد کا

گہی مثلِ قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا
بسانِ سایۂ احمدؐ نشاں تصویرِ احمدؐ کا

شجاعت میں، کرم میں، عدل میں، صورت میں سیرت میں
امامِ آخری ہے مثل اپنے جدِ امجد کا

عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علمِ باطن پر
لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرفِ ابجد کا

نفاق اس سے نہاں کیا ہو، چھپے شرکِ خفی کیونکر
محک ہے اس کا سنگِ آستانہ نیک اور بد کا

کرے گا جبکہ وہ اتمام آکر حجتِ حق کو
زمانے میں رہے گا نام ملحد کا نہ مرتد کا

مسیحا بہرِ بیعت آئے گا چرخِ چہارم سے
نہیں موسیٰ سے کم رتبہ ترے جلوہ کی بے خود کا

جو نزدیک اس سلیمانِ زماں کا دَور آئے گا
بیابانوں میں ہوگا ایک مسکن دام اور دد کا

خدا تیرا معرّف ہے ملک تیرے موصّف ہیں
نہیں حدِ بشر کہنا ترے اوصافِ بے حد کا

بنا اے مہرتاباں قصرِ یاقوت اپنے جلوہ سے
سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا

نہ سوئے جانِ دنیا منہ کیا اے شاہِ دیں تونے
سریرِ سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا

گراتے رُکنِ دیں یاجوج ماجوج آکے دینا میں
جو پشتیبان تو ہوتا نہ ذوالقرنین کی حد کا

نمازوں میں مسیحا و پیمبر مقتدی ہوگا
وہی رتبہ ہے تیرا بھی جو رتبہ تھا ترے جَد کا

بھرا تجھ میں یہ حق نے علم رطب و یابسِ عالم
کہ جلد و جسم کو رتبہ ہے قرآنِ مجلد کا

معانی قل ھو اللہ احد کے ہیں عیاں ناسخ
برائے قافیہ رکھا ہے مَیں نے میم احمد کا

منیرؔ شکوہ آبادی

فریادِ زندانی معروف بہ نالۂ مظلوم

سید اسمٰعیل حسنین نقوی منیرؔ شکوہ آبادی نے یہ نعتیہ قصیدہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کی قید و بند میں رہ کر جزیرۂ انڈمان میں تصنیف فرمایا تھا۔ اس کی تشبیب میں انہیں حالات اور کوائف کی عکاسی ہے، جس کی بنا پر اِس قصیدے کی ادبی اور شاعرانہ اہمیت کے ساتھ تاریخی اور ثقافتی اہمیت بھی مسلم ہے۔ منیرؔ نے اس قصیدہ کا نام و لقب خود ہی تجویز کیا ہے اور اس کی صراحت اس طرح فرمائی ہے۔

نہیں ہے یہ قصیدہ نالۂ مظلوم اسے سمجھو
لقب اس کا یہ ہے، پر نام ہے فریادِ زندانی

☆☆☆☆

رخِ احباب سے ظاہر ہوا ہے بغضِ پنہانی
صفائی کے گواہوں میں ہے کاذب صبحِ پیشانی

شکایت بختِ کج کی لکھنے پر آئیں جو زندانی
الف آزادوں کے ماتھے سے مانگے خط کی پیشانی

ابھی بننا ہے تجھ کو نرگسِ گلزارِ حیرانی
نگاہِ آخری سے ہو وداع اے چشمِ قربانی

بہت سی فکر کی لیکن سبک باری نہیں ممکن
مرے زانو کی چھاتی کا ہے پتھر خشتِ پیشانی

جو ہیں عاشق مزاج ان کو نہیں برداشت پردے کی
کسی خلعت سے چھپ سکتی نہیں شعلہ کی عریانی

بگڑنا بھی ہے بننا بھی ہے ہردم اپنی قسمت میں
مگر ہے تختہ مشقِ طفلِ مکتب لوحِ پیشانی

مضرّت تشنہ کامانِ شہادت کو نہ پہنچائے
بجھاتے ہیں اسی سے لوہے میں تلوار کا پانی

ہوئے ہیں کفر و اسلام اس قدر آپس میں ہم صحبت
گلے ملتے ہیں ہر زاہد کے زُنّارِ سلیمانی

تکلّف خوش لباسی کا رہا ہے بدمزاجی پر
ہزاروں چولیوں میں صرف ہوگی چینِ پیشانی

ہوا بازار خود بینی میں آئینے کو بھی نقصاں
نہ کھول اے چشمِ قربانی یہاں دکّانِ حیرانی

حصیرِ خاک پر نقشِ قدم کی طرح تکیہ کر
سمجھ پا در ہوا افسانۂ تختِ سلیمانی

گلِ داغِ جگر پائے شگفتہ طبع دنیا میں
بجز زخمِ جبیں کوئی نہیں ہے خندہ پیشانی

ملوّث ہو چلے اہلِ صفا بھی صحبتِ بد میں
نہیں رہنے کی آب صبح دم میں پاکدامانی

سوائے استخواں زانوئے فکرت میں نہیں باقی
بھلا کس تکیہ پر سر رکھ کے سوئے بختِ پیشانی

سیہ کاروں کے سر پر افسرِ عزت نظر آئے
بنے ہیں مرغِ عیسیٰ ان دنوں مرغِ سلیمانی

پھنسا ہے موذیوں کے قبضے میں حسنِ جہاں آرا
قمر در عقرب ان روزوں بنا ہے ماہِ کنعانی

غنی ہیں اژدہا و سیل و چغد و بوم ان روزوں
کسے دیں گے سلاطینِ جہاں جاگیرِ ویرانی

چنے کھانے کو ترسیں صاحبانِ گوہرِ عالی
صدر کو دے نوالہ موتیوں کا ابرِ نسیانی

پھنسے ہیں ایک جا ادنیٰ و اعلیٰ واہ ری قسمت
برابر خانۂ زنجیر میں ہے سب کی مہمانی

بچھونا ٹاٹ کمبل اوڑھنا ٹھہرا ہے ان روزوں
کوئی اوڑھے بچھائے لے کے ایسا رحمِ سلطانی

امیروں سے بلائے غدر پہنچی ان غریبوں تک
کہ بے قدری وضعفِ حال میں جن کا نہیں ثانی

ہوئے فرماں روا خود مدعی ماخوذ فرماں بر
تامّل کی نظر سے ان کو دیکھیں انسی و جانی

کہ جو ہے مدعی قاضی وہی مفتی وہی شاہد
اگر ہو غیر ثالث تو عدالت کی ہو آسانی

کرے جو استغاثہ خدمتِ حکّامِ اعلیٰ میں
بحالی حکمِ اول کی سنائیں قاضی و دانی

مثال اس کی یہ ہے جیسے بہت بیمار ہو کوئی
گھٹے طاقت مدام اس کی بڑھیں امراضِ جسمانی

نہایت منت و زاری کرے حاذق طبیبوں کی
نہ سنتے ہوں وہ اس کا شکوۂ آلامِ روحانی

سنیں بھی تو کہیں بے فائدہ کیوں غل مچاتا ہے
وہی کافی ہے پہلا نسخہ اے بیمارِ نادانی

سزا جو ظالموں کو دی وہ حق تھی چشمِ ما روشن
مگر ہم سے غریبوں کی عبث کی خانہ ویرانی

سوائے نیش زن زنداں میں مل سکتا نہیں کوئی
ہوئی ہے خانۂ زنبور میں دنیا کی مہمانی

ہوا ہے مشتری محبوس گویا برجِ عقرب میں
نظر آتے ہیں اہلِ علم وفضل اس سال زندانی

مٹا ہے نام شاہی ہند سے اس درجہ ان روزوں
نہیں ممکن کہ اب بانات بھی کہلائے سلطانی

جو کل مزدور تھے وہ آج ٹھہرے راج کے مالک
جو شب کو مہترانی تھی ہوئی دن کو مہارانی

عدالت ان دونوں ایسی بڑھائی ہے زمانے نے
کہ شمشیر وگلو پیتے ہیں اک ہی گھاٹ سے پانی

زمانے کا پتہ ملتا نہیں معدوم ہونے سے
مسافر ڈھونڈھتے ہیں اب سرائے عالمِ فانی

ہوا ہتھیار چھن جانے کی عالم میں چلی جب سے
چلیں گھر چھوڑ کر جنگل کو گجراتی الیمانی

بنائیں بیڑیاں تلواروں کو تڑوا کے گردوں نے
کیا اربابِ جوہر کو ہر اک حیلے سے زندانی

بہادر نوحہ گر ہیں ماتمِ مرگِ شجاعت میں
بجائے نعرۂ شیرانہ سیکھی مرثیہ خوانی

ہوئے ہیں بے کفن مدفون مثلِ میتِ مفلس
سنانِ گیو، تیغِ رُستمی، گرزِ نریمانی

ہوا چترِ ہما عنقا سے بھی معدوم ان روزوں
پڑے ہیں دھوپ میں محتاجِ سایہ ظلِ سبحانی

پڑے ہیں ٹھوکروں میں کاسۂ سر بادشاہوں کے
الٰہی روئے کس کا سر پکڑ کر تاجِ سلطانی

کسی نے کوڑیوں کے مول بھی پوچھا نہ ان روزوں
چڑھی نیلام پر سلطانی و نوابی و خانی

کیا زاغ و زغن نے آشیانہ چترِ منزل پر
سرِ تختِ ہما ہیں بوم صرفِ بال افشانی

پڑے ہیں خاک پر شاہانِ عالم واہ ری قسمت
کمینے ٹھوکروں سے توڑتے ہیں تختِ سلطانی

محل سونے ٹوٹے کھدگئے ایوانِ مینائی
بنا ہے کہہ گورستان کی صورت قصرِ سلطانی

محل و باغ کا بئس البدل وحشت فزا سڑکیں
کہ جن کے عرض سے نادم ہے طولِ عمرِ شیطانی

جہاں دیکھو سڑک پر مجمعِ وحشت کی کثرت ہے
نظر آتا ہے ہر میلے میں انبوہِ پریشانی

عدالت سے ملی ہے چغد و بوم و زاغ کو ڈگری
ہوئی ہے ضبط مِلکِ بلبل و طاؤس بستانی

گلستانِ ارم میں دھوم ہے مرگھٹ کی دعوت کی
تکلف سے ہے قیصر باغ میں گھوڑے کی مہمانی

ہوئے فاقہ کشوں کے پیٹ نعمت خانۂ شاہی
بنی ہے کیسۂ مفلس درِ دولت کی دربانی

پریشانی کے ٹھیکے میں ہر اک دربار و مجمع ہے
اجارہ بستیوں کا لے کے خوش پھرتی ہے ویرانی

اگر اس وقت میں ہوتے تو ڈر سے پھنکتے پھرتے
جنابِ میرزا خانی متاعِ خانخانانی

کیانی رختِ آہنگر کی صورت داغِ حسرت ہیں
ستم سے سانس لے سکتا نہیں ہے کوئی ساسانی

کوئی دریا میں ہے گریاں کوئی خشکی میں بے ساماں
اب اس میں نوحِ طوفانی ہو یا ہو فوجِ سامانی

خوشی کے دن بھی عریاں تھے امیرانِ فلک رفعت
ہلالِ عید کرتا کس کے جامے کی گریبانی

بہار آئی بھی دنیا میں تو دیوانے کہاں ہوں گے
کرے گی بوئے گل کس کے دماغِ جاں کی مہمانی

اولی الابصار کو تقدیر نے بالکل مٹا ڈالا
کرے گی سوزنِ تقدیر کن آنکھوں کی مژگانی

ملا ہے عہدۂ خورشید شاید سعدِ ذابح کو
کہ لاکھوں ہر سحر تلوار سے ہوتے ہیں قربانی

قضا جتنی معلق تھی وہ مبرم ہوگئی اب کی
لٹک کر پھانسی میں جاتی رہی بنیادِ انسانی

جو دیکھے ناوکِ بیداد حیرت صیدِ زخمی کی
لبِ سوفار دانتوں میں دبائے لعلِ پیکانی

کئی سرخی سڑک پر جانتے ہیں دیکھنے والے
ہوا ہے خونِ ناحق سے یہ فرشِ خاک افشانی

کہاں کی دایہ آغوشِ لحد میں اب وہ سوتے ہیں
ملک کرتے تھے جن اطفال کی گہوارہ جنبانی

لگادی ہے جھڑی بھی تیرِ بارانِ حوادث کی
فلک نے تیرہ بختی کی اگر بخشی ہے بارانی

کہاں کا دانۂ گندم نہ پائی جَو کی بھوسی تک
خواتینِ عظیمہ نے اگرچہ خاک بھی چھانی
لڑے ہیں گورے کالے ہند میں باہم غضب آیا
غراب البین کے سایہ سے پہلے ہے یہ ویرانی
جہاں دیکھو سپاہی مست ہیں حکام مجنوں ہیں
اب اس کو فوجداری کوئی سمجھے خواہ دیوانی
فقیری رنگ کے پردے میں پنہاں اہلِ ہمت ہیں
جہاں کی خاک دیکھو ان دنوں مٹی ہے ملتانی
وہی پہنچائے ایذائیں سہارا ڈھونڈھیے جس کا
عصائے پیر سے مطلب نہ نکلے غیر ثعبانی
رسائی مہر کی مشکل ہے اب ذرّے کی خدمت میں
فلک پر جائے ظلمانی ہے زیرِ خاکِ نورانی
ترقی کو تنزّل ہے تنزّل کو ترقی ہے
فلک پیشِ زمیں حاضر ہے بہرِ تہنیت خوانی
نکل کر ہند سے آنا ہوا جب اس جزیرے میں
اسیروں کی سیہ بختی سے کالا ہوگیا پانی
نکلوا کر وطن سے بھر دیا لاکھوں کو جنگل میں
جگہ رہنے کی اب پاتے نہیں غولِ بیابانی
نظر آئے ہزاروں دیو جن جس دن سے گھر چھوڑا
سوادِ شامِ غربت تھا مگر کحلِ سلیمانی
سلاطینِ قدیمہ کی وفائیں ہاتھ آئی ہیں
بلندی اور پستی کی یہاں دیکھی فراوانی
بلندی پر چڑھے تو دار پر گویا چڑھے ناحق
جو اترے تو کنویں میں لے گرے گویا گراں جانی
سیاہی جنگلیوں کی ہے سفیدی گورے رنگوں کی
دو رنگی میں پھنسے روز و شب اس ٹاپو کے زندانی
اگر اشیاء میسر ہیں تو خود محتاج ہیں قیدی
بڑی قسمت جو روٹی دال مل جائے بآسانی
اگرچہ گندمی رنگوں کو پیسا اس جزیرے نے
نہ پائی ایک دن بھی آردِ گندم کی ارزانی
کرو آرہ کشی یا مٹی کھودو چکیاں پیسو
اگر ہو جاں بلب منہ میں نہ ٹپکائے کوئی پانی
شکر کے بدلے ریگِ ساحلِ دریا ہزاروں من
کرے کیا خاک کوئی دعوتِ مورِ سلیمانی
سمجھ کر شورِ محشر اس کو مردے چونک پڑتے ہیں
یہ دریا شور کرتا ہے کہ ہوتا ہے جگر پانی
شب و روز اپنی قسمت پھوڑتا ہے سنگِ ساحل سے
مفیدِ قیدیاں ہو خاک پتھر اس کی طغیانی
ثقالت آبِ دریا میں ہے نرمی سنگِ ساحل میں
کلیجا پانی کا پتھر ہے پتھر کا جگر پانی
برستا ہے برابر ابرِ دریا بار روز و شب
پھرا جاتا ہے سب کے مزرعِ امید پر پانی
ملائک قیدیوں کے حال پر شاید کہ روتے ہیں
کہ ایک اک قطرۂ باراں میں ہے دریا کی طغیانی
"شبِ تاریک و بیمِ موج و گردابے چنیں ہائل"
ہجومِ کربِ جسمانی، وفورِ رنجِ روحانی
کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحل ہا
کہ کس بحرِ بلا میں کشتیِ ہستی ہے طوفانی
ہوائے تند سے نخلِ فلک فرسا اکھڑتے ہیں
بہی جاتی ہے بارش کے سبب بنیادِ انسانی

عذابِ قوم نوح و قوم ہود آپس میں توام ہیں
نئی آب و ہوا سے دعوتِ اصحابِ زندانی

وطن سکھپروں کا جاگیر ہے یہ مارو گرو دُم کی
کھلانا زہرِ قاتل ہے یہاں کی عین مہمانی

جہاں دیکھو ہے اکلِ میّت و خنزیر کی کثرت
حریص اس کے ہیں از بس چینی و برہما و نصرانی

فغانِ خوکِ مخوق و نصیقِ زاغ سنتے ہیں
یہی ہے راگ صبح و شام توڑی ہے نہ ملتانی

سحر تک شام سے غوغا ہے خرچنگ و ضفادع کا
محالِ ممتنع ہے دیدۂ مردم میں نیند آنی

وہ گرمی ہے یہاں جو ہند میں موسم ہے سردی کا
حرارت دھوپ کی ہے دوزخِ اجسامِ انسانی

گئی گرمی تو پھر برسات ٹھہری نو مہینے تک
اسی برسات سے ہے ہم بغل فصلِ زمستانی

یہاں اربابِ لندن کی بھی رنگت تیرہ ہوتی ہے
بنے مشکی اگر نقرہ دکھائے اپنی جولانی

سحر کی بھیر دیں کو شام کلیاں اس جگہ سمجھو
کدارا چاندنی میں ہے اندھیری رات کا بانی

اگر بگلے کے انڈے تم بٹھا دو اس جزیرے میں
عجب کیا ہے کہ پیدا اس سے ہوں زاغِ بیابانی

یہاں بیماریاں دیکھیں زیادہ ساری دنیا سے
بنا ہے کیسۂ امراض گویا جسم انسانی

تمامی عمر کا سرمایۂ طاقت لٹاتا ہے
جو بھولے سے کوئی کر بیٹھتا ہے تپ کی مہمانی

دوا کا قحط ہے امراض بے مانگے میسّر ہیں
گرانی ہوشیاری کی ہے بیہوشی کی ارزانی

خبر بھی آ نہیں سکتی شفائی اس جزیرے میں
کیا ہے امتِ عیسیٰ نے کیا اس کو بھی زندانی

اجل جس دن سے غوطے کھا کے پہنچی اس جزیرے میں
نکلتی ہی نہیں ایسی ڈری ہے دیکھ کر پانی

کریں کیا مردوں کی خدمت کہ ہیں بے دست و پا زندے
بتاؤ ہاتھ کس سے مانگیں بحرِ فاتحہ خوانی

مناجات و دُعا و استغاثہ پڑھتے جاتے ہیں
نہیں جاتی نہیں جاتی نہیں جاتی پریشانی

پرِ روح الامیں دے طائرِ فریاد کو یارب
کہ اڑ کر صاف جا پہنچے مدینے میں بآسانی

خزاعہ کی صدا کعبے میں سن لی جس نے یثرب سے
نہ سُنئے میں ہماری آہ کے کیا مصلحت جانی

نہیں آتا ہے رحم اس رحمۃ للعالمیں کو اب
ہماری آہ ہے کیا نالۂ ناقوسِ رہبانی

نہیں سنتا وہ اب فریاد اپنے کلمہ گویوں کی
مگر مصروفِ خوابِ عیش ہے وہ نورِ یزدانی

ملائک پاسبانوں میں ہیں حفظ حق ہے پہرے پر
بمشکل خازنِ جنت نے پایا کارِ دربانی

گذر ممکن نہیں ہے اس جگہ پیکِ تصوّر کا
یہاں تاخیر میں ہے کشتیِ امید طوفانی

سفارش چاہتا ہوں راکبِ دوشِ پیمبرؐ سے
جنابِ خامسِ آلِ عبا محبوبِ ربانی

لپٹ کر اپنے نانا کے گلے سے جلد چونکا دیں
سفارش میری فرمائیں کہ ہو مشکل کی آسانی

کسی سے یہ قصیدہ محفلِ اقدس میں پڑھوائیں
کہ جس کے مطلعِ نُو میں ہے سورج کی درخشانی

مطلع

جو اُن کے نقشِ پا پر سر جھکائے بندۂ جانی
پرستش گاہ، ہر سجدے کی ٹھہرے، اس کی پیشانی
نہیں ممکن کرے کوئی گمانِ بطنِ نورانی
عبث باندھے ہے پتھر پیٹ پر مہرِ سلیمانی
بڑھے گی اس قدر حیرت جو صبرِ پاک دیکھے گا
بنے گا سورۂ صاد اک نظر میں چشمِ قربانی
علاقہ کفر سے رکھے جو اس کے عہد میں شیطاں
گلوئے دیو کی پھانسی ہو زُنّارِ سلیمانی
مگر فرشِ زمیں پر روضۂ اقدس بنانا ہے
سروں پر ڈھونڈتے ہیں حور و غلماں خشتِ پیشانی
غلام اس کے اگر جویندۂ اخبارِ غیبی ہوں
خبر تارِ نفس کی ڈاک پر بھجوائے روحانی
سوا پایا مزا اصلی وطن سے آپ کے دل میں
اُتر کر لامکاں سے آئیں جب آیاتِ قرآنی
پڑھوں میں ایک مطلع اور دربارِ معلّی میں
اُٹھائیں آج روحانی بھی لطفِ فکرِ انسانی

مطلع

پسند آئے جو اس کو اہلِ عصیاں کی پشیمانی
حضورِ اشکِ حسرت چشمۂ کوثر بھرے پانی
تجلّی پر اگر آجائے اس کا روئے نورانی
تو دیکھے کورِ مادر زاد بھی اسرارِ ربّانی
دکھادے، طفلِ طبعی سلطنت کے، فقر، اگر اس کا
چلے انگلی پکڑ کر خاتمِ دستِ سلیمانی
اگر سہواً بھی تسبیحِ درودِ پاک کو چھوڑیں
کواکب بھول جائیں اپنی اپنی سبحہ گردانی
کفِ پائے منور کی تجلّی سے غش آیا ہے
دہانِ مہر میں شبنم چوانے جاتی ہے پانی
ہوئے ہیں گوسفند و گرگ اس کے عدل سے باہم
شبانِ دادیٔ ایمن کرے کس کی نگہبانی
کہوں کیا سایۂ پرنور کے معدوم ہونے میں
سمجھوں کے توسنِ فکرت نے کی ہے اس میں جولانی
نہ ہوتا جمع یہ سایہ اگر مدِّ امانت میں
نہ ہوتی خوش سواد اس مرتبہ اقلیمِ روحانی
سیاہیٔ چشم و زلفِ حور کی اس کی بدولت ہے
قلم نے لوح پر لکھے اسی سے حکمِ ربّانی
کلامِ پاک میں واللیل اسی کو حق نے فرمایا
امانت ہے قسم کے واسطے یہ ظلِّ نورانی
یہی تو پردہ دارِ عاشق و معشوق ٹھہرا تھا
شبِ معراج بن کر کی اسی نے نور افشانی
اسی سائے نے شاید لے لیا ظلِّ حمایت میں
کہ طوبیٰ کی ملائک کرتے ہیں اتنی نگہبانی
بنی شامِ جوانی بھی اسی سائے کے صدقے میں
لباسِ کعبہ نے پائی اسی سے مشک افشانی
کمالِ فقرِ حضرت کی اگر سن پائیں گے لذّت
لبِ نانِ جویں کے بوسوں کو ترسیں گے روحانی

جو زر بخشی کی خاطر نام لکھے وہ فقیروں کا
نوالہ کھائے سونے کا دہانِ میمِ مہمانی

جو اس کے گیسوئے پُر نور، حکمِ عام فرمائیں
کسی گھر میں نہ کرنے پائے جمعیت پریشانی

جلا سکتے نہیں عیسیٰ بھی پیشِ مصحفِ اکبر
برنگِ مردہ تابوتِ سکینہ میں ہے عبرانی

موحد امہاتِ پاک و آبائے مقدس ہیں
سوا ہے قدسیوں کے پر سے جن کی پاک دامانی

جو برگِ خشک پائے راہِ یثرب سے کوئی دہقاں
سکھادے خازنِ جنّت کو برسوں کارِ رضوانی

جہاں ہے پنجۂ دستِ خدا شانہ کشِ گیسو
وہاں سے خاک اڑاتی پھرتی ہے کوسوں پریشانی

یہ اس کے عہد میں امن واماں حاصل ہے دنیا کو
کہ آتی ہے نظر جمعیّتِ دل کی فراوانی

حواسِ شخص دیوانہ بھی سونگھے سے فراہم ہوں
جو کھنچوں سنبلِ آشفتہ سے عطرِ پریشانی

چراغاں کوچۂ شق القمر میں رات نے دیکھا
فروغِ ناخنِ انور نے جب کی نور افشانی

لہو میں تر دہانِ پاک تھا پتھر کے صدمے سے
ہلالِ لب نے کی عینِ شفق میں نور افشانی

نہیں نکلے لہو کے قطرے دندانِ منوّر سے
خدا نے موتیوں میں تولے ہیں یاقوتِ رُمّانی

شفاعت امتِ عاصی کی جب فرمائیں گے حضرتؐ
کرے گا سایہ ہم سب پر ہُمائے ظلِّ ربانی

حسینؑ ابن علیؑ کی تشنہ کامی پر جو روئے ہیں
انہیں کے واسطے ہے کوثر و تسنیم ارزانی

بھلا تعریف اس کی لکھ سکے کوئی بشر کیوں کر
کہ جس کے وصف میں ناطق ہیں خود آیاتِ قرآنی

نہیں ہے یہ قصیدہ نالۂ مظلوم اسے سمجھو
لقب اس کا یہ ہے پر نام ہے فریادِ زندانی

خدائے پاک کا میں واسطہ دیتا ہوں حضرتؐ کو
بحقِ اسمِ حق اور بہرِ وحی و فیضِ ربانی

قسم دیتا ہوں میں زخمِ سرِ حیدرؑ کی حضرت کو
کہ جس کی تیغِ آہن سے دلِ اعدا ہوا پانی

وہی حیدرؑ کہ جس کو نفسِ حضرتؐ حق نے فرمایا
اسی سے آپ کو تھا اتحادِ جسمی و جانی

وہی حیدرؑ کے جس کے واسطے کی شمس نے رجعت
وہی حیدرؑ کہ جس کا آئینہ ہے ماہِ کنعانی

قسم دیتا ہوں اب میں بضعۂ حضرت کی حضرت کو
جنابِ فاطمہ خاتونِ جنت رازِ ربانی

وہی زہرا کہ جس کی آپؐ خود تعظیم کرتے تھے
وہی زہرا کہ جس کی حوریں کرتی تھیں مگس رانی

جنابِ سبطِ اکبر کی قسم دیتا ہوں حضرتؐ کو
امامِ مجتبیٰ نورِ الٰہی فیضِ رحمانی

قسم اُس سیدِ مظلوم کی حضرت کو دیتا ہوں
نہ پایا جس نے دشتِ کربلا میں تین دن پانی

وہی مظلوم جس کی لاش پامالِ شدائد تھی
وہی بیکس کہ جس کا ہے کفن ملبوسِ عریانی

قسم دوں ان شہیدانِ رہِ خالق کی یا مولاؐ
ہوئی شمشیرِ اربابِ ستم سے جن کی قربانی

قسم اس آدمِ آلِ عبا کی آپ کو دوں میں
کہ جس نے قید میں اہلِ حرم کی، کی شتربانی

جنابِ سید سجاد زین العابدیں ہیں وہ
کہ جن کے گریہ سے تھی کشتیِ افلاک طوفانی

قسم حضرت کو ہے ان بانوانِ پاک و طاہر کی
برہنہ سر رہیں جو شام کے زنداں میں زندانی

قسم ہے حضرتؑ والا کو روحِ پاک باقرؑ کی
وہی باقر ملائک جس کی کرتے تھے ثنا خوانی

قسم دیتا ہوں اب میں جعفرِ صادقؑ کی یا مولا
وہی جعفرؑ جسے کہئے مجسّم فضلِ ربانی

قسم پر موسیٰؑ و کاظمؑ کی مولا رحم فرماؤ
وہی کاظمؑ کہ جو تھے عمر بھر مظلوم و زندانی

امامِ ضامن و ثامن کی دیتا ہوں قسم تم کو
کہ جس کا روضہ ہے خورشیدِ اقلیمِ خراسانی

قسم دیتا ہوں مہرِ تابعِ برجِ امامت کی
کہ جس کی ذاتِ انور ہے فروغِ عرشِ یزدانی

علیِ چارمیں کی اب قسم مقبول فرماؤ
کہ جس کے وصف سے خالی نہیں آیاتِ قرآنی

سمیِ سبطِ اکبر کی قسم دیتا ہوں حضرتؑ کو
کہ برقِ طور جس کے سایہ کی ہے نور افشانی

جنابِ مہدیِ ہادی کی یا مولا قسم تم کو
وہی مہدی کہ جو اللہ کا ہے رازِ پنہانی

چکاچوند آنکھوں میں ہو، ہوش اُڑ جائیں، غش آجائے
کلیم اللہ اگر اس مہر کی دیکھیں درخشانی

یہ قسمیں دے کے کہتا ہوں کہ جلدی رحم فرماؤ
رہائی قید سے بخشو کہ ہو مشکل کی آسانی

ملاؤ جلد احباب و عیال و اقربا سے اب
دکھا دو جلد تر مجھ کو وطن کی صبح نورانی

ملال و رنج و غم سے آج ہی امن و اماں بخشو
رہوں صحت سے ہو شادی و راحت کی فراوانی

کروں ہندوستاں سے قصد پھر حج و زیارت کا
غبارِ یثرب و بطحا سے جلد آنکھیں ہوں نورانی

اسی ذلحجہ تک مطلب مرے دل کے عنایت ہوں
کرے اب کارِ مُحرِم ہند میں یہ بندۂ جانی

غلام اہلِ بیت آگے میں تھا مشہور اب بھی ہوں
غریب و بےنصیب و بےکس و محتاج و زندانی

منیرؔ بے حقیقت پر کرو اب رحم یا حضرتؑ!
کہ فوجِ انتظار اب سخت کرتی ہے ستم رانی

نظم طباطبائی

المتوفی: ۱۹۳۳ء

جہاں کو مژدہ اس جانِ جہاں کی آمد آمد کا
قیامت مصرعِ ثانی ہے جس کے مصرعِ قد کا

ہوئے افلاک پیدا نام جب آیا محمدؐ کا
طلسمِ عالمِ امکاں تھا یارب! قفلِ ابجد کا

مواعظ کے گہر عالم میں بکھرانے کو نور آیا
اُبھر آیا ہے غوطہ مار کر دریائے سرحد کا

زباں سے گو نہیں کہتے ہمیں تھا انتظار اس کا
گواہی دے رہا ہے دل ہر اک قیس و موبد کا

کسی میں ہے کہ عالم کا تسلّی دینے والا ہے
کسی انجیل میں لکھا ہوا ہے نام احمدؐ کا

تری رفتار میں بے شک ہے اعجازِ مسیحائی
ہما بن کر فلک پر اڑ گیا سایہ ترے قد کا

براقِ تیزتگ جب عازم افلاک سے گذرا
تو مثلِ گرد رنگ اڑنے لگا چرخِ زبرجد کا

تجھے معراج کی رفعت ہے فرشِ خاک پر حاصل
سریرِ عرش اعلیٰ متکا ہے تیری مسند کا

جبھی سے عالمِ اسرارِ علمِ کُن فکاں ہے تو
سبق روح الامیں مکتب میں جب پڑھتے تھے ابجد کا

دعا مقبول ہوجاتی ہے تیرا نام لینے سے
ملا بندوں کو موقع حق تعالیٰ کی خوشامد کا

ملا اللہ اکبر کیا صلہ تیرے نواسوں کو
کہ ان کا قصر ہے یاقوت کا ان کا زمرّد کا

مسیرِ فرش تا عرش اک قدم مرکب کا ہے تیرے
مقامِ قابَ قوسین ایک گوشہ تیری مسند کا

تعالیٰ اللہ ہے اس شاہ کی شانِ کرم ایسی
بھرم کھلنے نہیں پاتا منافق کی خوشامد کا

نہ چھوڑے گا درِ حیدر کو اب نظمِ ثنا گستر
یہی در ہے رسولؐ اللہ کے شہرِ علمِ بے حد کا

کہاں ہے کعب سیکھے ہم سے آئینِ ثنا خوانی
کہ نعتِ مصطفیٰؐ اور ذکرِ شمشیرِ مہند کا

کرامت علی شہیدؔی

المتوفی: ۱۸۴۰ء

رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
سرِ دیواں لکھا ہے میں نے مطلع نعتِ احمدؐ کا

طلوعِ روشنی جیسے نشاں ہو شہ کی آمد کا
ظہورِ حق کی حجّت ہے جہاں میں نورِ احمدؐ کا

دبستانِ ازل میں وہ معلّم عقلِ کُل کا تھا
نہ تھا نام و نشاں جن روزوں اس لوحِ زبرجد کا

چمن پیرائے کُن فرّاش جس کی بزمِ رنگیں میں
بہارِ آفرینش ایک بوٹہ اس کی مسند کا

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور تھا جس وقت اُس کی آمد آمد کا

شرف حاصل ہوا آدمؑ اور ابراہیمؑ کو اس کے
نے تنہا فخرِ عالم فخر تھا اپنے ابؑ و جد کا

شب و روز اس کے صاحبزادوں کا گہوارہ جنباں تھا
عجب ڈھب یاد تھا روح الامیں کو بھی خوشامد کا

وہ اس عالم میں رونق بخش تھا حوروں کی تسکیں کو
گیا جنت میں طوبیٰ بن کے سایہ اس سہی قد کا

شبِ معراج چڑھ کر عرش پر دم میں اُتر آیا
بیاں اس قلزمِ معنی کی ہو کیا جزر اور مد کا

رواں تسنیم و کوثر ایک قطرہ آب سے جس کے
کروں کیا وصف اُس درِّ یتیمِ بحرِ سرمد کا

کشادہ عقدۂ باطن میں کافی نام حق اس کو
کھلا کرتا ہے بن کنجی ہمیشہ قُفل ابجد کا

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

گزر وحدت سے کثرت میں نہ ہوتا ذاتِ مطلق کو
نہ بنتا صفر گر نقشِ احد پر میم احمدؐ کا

خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہے بندوں کو
ترا دستِ دعا ضامن ہے جیسے کُل کے مقصد کا

بٹیں گے جس گھڑی عشرت کے ساماں بزمِ جنت میں
کھلے گا حالِ امت کو ترے انعامِ بے حد کا

لبِ گوہر فشاں وا ہوں گے جب عرضِ شفاعت کو
تماشا گاہِ محشر میں تکیں گے نیک منہ بد کا

رہا کعبہ میں تیرے روضے کے در پر نہ جا پائی
اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگِ اسود کا

عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت کا
محل باقی رہے اللہ کے قولِ مؤکّد کا

تری تعریف میں میری زباں میں آئی جو تیزی
صفاہاں تک مسخر ہوگا اس تیغِ مہند کا

کبھی نزدیک جاکر آستانے پر ملوں آنکھیں
کبھی گر دور بیٹھوں میں کروں نظارہ گنبد کا

فراغِ دل سے گرداں زندگی کا کوئی دم گزرے
حسد ہو خضرؑ و عیسیٰؑ کو مرے عیشِ مخلّد کا

مدینہ کی زمیں کے گر نہ لائق ہو مرا لاشہ
کسی صحرا میں واں کے طعمہ ہوں میں دام اور دد کا

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقیّد کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدؔ کی کس محبت سے
زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمدؐ کا

محسن کاکوروی

(المتوفی: ۱۹۰۵)

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل

گھر میں اشنان کریں سرو قدانِ گوکل
جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہے اک طولِ امل

خبر اُڑتی ہوئی آئی ہے جہاں میں یہ ابھی
کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا میں بادل

کالے کوسوں نظر آتی ہیں گھٹائیں کالی
ہند کیا ساری خدائی میں بُتوں کا ہے عمل

جانبِ قبلہ ہوئی ہے یورشِ ابرِ سیاہ
کہیں پھر کعبہ میں قبضہ نہ کریں لات و ہُبل

نہ کھلا آٹھ پہر میں کبھی دو چار گھڑی
پندرہ روز ہوئے پانی کو منگل منگل

دیکھیے ہوگا سری کرشن کا کیوں کر درشن
سینۂ تنگ میں دل گوپیوں کا ہے بیکل

راکھیاں لے کے سلونوں کی برہمن نکلیں
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل

ابکی میلا تھا ہنڈولے کا بھی گردابِ بلا
نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رَتھ نہ بہل

ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے
نوجوانوں کا سنیچر ہے یہ بڑھوا منگل

تہ و بالا کیے دیتے ہیں ہوا کے جھونکے
بیڑے بھادوں کے نکلتے ہیں بھرے گنگا جل

کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہِ نو کی کشتی
بحرِ اخضر میں تلاطم سے پڑی ہے ہل چل

شبِ دیجور اندھیرے میں ہے بادل کے نہاں
لیلیٰ محمل میں ہے ڈالے ہوئے منہ پہ آنچل

شاہدِ کفر ہے مکھڑے سے اٹھائے گھونگھٹ
چشمِ کافر میں لگائے ہوئے کافر کاجل

جوگیا بھیس کیے چرخ لگائے ہے بھبُوت
یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمبل

شب کو مہتاب نظر آئے تو دن کو خورشید
ہے یہ اندھیر مچائے ہوئے تاثیرِ زُحل

وہ دھواں دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈے اسے لے کر مشعل

نور کی پتلی ہوئی پردۂ ظلمت میں نہاں
چشمِ خورشیدِ جہاں بیں میں ہیں آثارِ سبل

آتشِ گل کا دُھواں بامِ فلک تک پہنچا
جم گیا منزلِ خورشید کی چھت میں کاجل

ابر بھی چل نہیں سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

جس طرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی
قلعۂ چرخ میں ہے بھول بھلیاں بادل

فیضِ تر طیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر
زرِ محلول ہے اخگر تو کھرل ہے منقل

آبِ آئینہ تموّج سے بہا جاتا ہے
کہیے تصویر سے گرنا نہ کہیں دیکھ سنبھل

آج یہ نشو و نما کا ہے ستارہ چمکا
شاخ میں کاہکشاں کی نکل آئی کوپل

دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار
دیدۂ نرگسِ شہلا کو نہ سمجھو احول

عطر افشاں ہے شبیہِ گلِ نسرین و سمن
نخلِ داؤدیِ موی سے ٹپکتا ہے عسل

لہریں لیتا ہے جو بجلی کے مقابل سبزہ
چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمیں پر مخمل

جگنو پھرتے ہیں جو گلبن میں تو آتی ہے نظر
مصحفِ گل کی حواشی پہ طلائی جدول

ہمزباں وصفِ چمن میں ہوئے سب اہلِ چمن
طوطیوں کی جو ہے تضمین تو بلبل کی غزل

جس طرف دیکھئے بیلے کی کھلی ہیں کلیاں
لوگ کہتے ہیں کہ کرتے ہیں فرنگی کونسل

آہِ قمری میں مزہ اور مزے میں تاثیر
سرو میں دیکھیے پھول آنے لگے پھول میں پھل

شاخ پر پھول ہیں جنبش میں زمیں پر سنبل
سب ہوا کھاتے ہیں گلشن میں سوار اور پیدل

پھول ٹوٹے ہوئے پھرتے ہیں روشوں پر ہیں نسیم
یا سڑک پر ہیں ٹہلتے ہوئے گلگوں کوتل

شجرۂ پیرِ مغاں میں نکل آئیں شاخیں
حرمتِ دخترِ رز میں نظر آتا ہے خلل

ساتھ ساتھ آتے ہیں نالوں کے جگر کے ٹکڑے
شجرۂ آہِ رسا میں نکل آئی کوپل

سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگی سرخیِ لب
چمنِ حسن سے لال اڑ گئے بن کر ہریل

صاف آمادۂ پرواز ہے شاماں کی طرح
پر لگائے ہوئے مژگانِ صنم سے کاجل

خندہائے گل و قالیں سے ہوا شورِ نشور
کیا عجب ہے جو پریشان ہے خوابِ مخمل

طرفہ گردش میں گرفتار عجب پھیر میں ہے
سرمہ ہے نیند مرے دیدۂ بیدار کھرل

شاخِ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیڑے ملار
نونہالانِ گلستاں کو سنائے یہ غزل

غزل

سمت کاشی سے گیا جانبِ صحرا بادل — تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل
خُوب چھایا ہے سرِ گوکل و متھرا بادل — رنگ میں آج کنہیا کے ہے ڈوبا بادل
شاہدِ گل کا لیے ساتھ ہے ڈولا بادل — برق کہتے ہیں مبارک تجھے سہرا بادل
سطحِ افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی — روپ بجلی کا سنہرا ہے یہ پہلا بادل
چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے — نیزہ چمکائے ہلاتا ہوا برچھا بادل
جب تلک برج میں جمنا ہے یہ کھلنے کا نہیں — ہے قسم کھائے اٹھائے ہوئے گنگا بادل
بجلی دو چار قدم چل کے پلٹ جائے نہ کیوں — وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل
چشمۂ مہر ہے عکس زرِ گل سے دریا — پرتوِ برق سے ہے سونے کا بجرا بادل
میری آنکھوں میں سماتا نہیں یہ جوش و خروش — کسی بے درد کو دکھلائے کرشمہ بادل
دلِ بیتاب کی ادنیٰ سی چمک ہے بجلی — چشمۂ آب کا ہے ایک کرشمہ بادل
طپشِ دل کا اُڑایا ہوا نقشہ بجلی — چشمِ پر آب کا دھویا ہوا خاکہ بادل
اپنی کم ظرفیوں سے لاکھ فلک پر چڑھ جائے — میری آنکھوں کا ہے اُترا ہوا صدقہ بادل
کچھ ہنسی کھیل نہیں جوششِ گریہ کا ضبط — یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل
جامِ عمرِ فلکِ پیر ہوا ہے لبریز — لیے آتا ہے جنازہ دیئے کاندھا بادل
جوش پر رحمتِ باری ہے چڑھاؤ خمِ مے — چشمکِ برق سے کرتا ہے اشارہ بادل
پھر چلا خامہ قصیدے کی طرف بعد غزل — کہ ہے چکّر میں سخن گو کا دماغِ مختل
باغ میں ابر سیہ مست چڑھا کر آیا — جامِ خورشید مع میکدہ و برج حمل
چشم میکش میں گلابی ہے کہ پھولا ہے گلاب — پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھلی ہے بوتل
جامِ بے بادہ سے کہتے ہیں کہ رندوں کو نہ چھیڑ — دستِ بے جام سے کہتے ہیں کلیجوں کو نہ مل

گوہرِ دل کو بڑی سنگدلی سے پیسا
کشتیِ مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل

سیر میں دشت کی مصروف ہے جو پاؤں ہے لنگ
شغل میں چاک گریبان کے جو ہاتھ ہے شل

مصر والوں کو یہ ڈر ہے کہ زلیخا کے لیے
سرِ بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل

مے گلرنگ ہے کیا شمعِ شبِ فکر کا پھول
چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے پھسل

کیا جنوں خیز ہے لکھنے میں صریرِ نے کلک
کہ سیاہی سے ہے ہر حرف کو سودے کا خلل

ہر سخن گو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر
ہوگئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل

کتنا بے قید ہوا کس قدر آوارہ پھرا
کوئی مندر نہ بچا اس سے نہ کوئی استھل

کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمنا پر
گھاگرا پر کبھی گزرا کبھی سوئے چمبل

چھینٹے دینے سے نہ محفوظ رہے قلزم و نیل
نہ بچا خاک اڑانے سے کوئی دشت و جبل

ہاں یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اڑایا جو غبار
ہوئی آئینۂ مضموں کی دو چنداں صیقل

روئے معنی ہے بہکنے میں بھی اعلیٰ کی طرف
تاکتا ہے تو ثریا کی سنہری بوتل

اک ذرا دیکھتے کیفیتِ معراجِ سخن
ہاتھ میں جامِ زحل شیشۂ مہ زیرِ بغل

گرتے پڑتے ہوئے مستانہ کہاں رکھا پاؤں
کہ تصوّر بھی وہاں جا نہ سکے سر کے بل

یعنی اس نور کے میدان میں پہنچا کہ جہاں
خرمنِ برق تجلّی کا لقب ہے بادل

تارِ بارانِ مسلسل ہے ملائک کا دُرود
پے تسبیحِ خداوند جہاں عزّ و جل

کہیں طوبیٰ کہیں کوثر کہیں فردوسِ بریں
کہیں بہتی ہوئی نہرِ لَبَن و نہرِ عَسل

کہیں جبرئیل حکومت پہ کہیں اسرافیل
کہیں رضواں کا کہیں ساقیِ کوثر کا عمل

کنزِ مخفی کے کسی سمت نہاں تہ خانے
اک طرف مظہرِ قدرت کے عیاں شیش محل

عاشقِ جلوہ طلب گار کہیں چشمِ قبول
نازِ معشوق کے پردے میں کہیں حسنِ عمل

باغِ تنزیہہ میں سرسبز نہالِ تشبیہ
انبیا جس کی ہیں شاخیں تو عُرفا کوپل

گلِ خوش رنگ رسولِ مدنی و عربی
زیبِ دامانِ ابد طرّۂ دستارِ ازل

نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
نہ کوئی اس کا مماثل نہ مقابل نہ بدل

اوجِ رفعت کا قمر نخلِ دوعالم کا ثمر
بحرِ وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول

مہرِ توحید کی ضو اوجِ شرف کا مہِ نو
شمعِ ایجاد کی لَو بزمِ رسالت کا کنول

مرجعِ روحِ امیں زیب دہِ عرشِ بریں
حامیِ دینِ متیں ناسخِ ادیان و ملل

ہفت اقلیم ولایت میں شہِ عالی جاہ
چار اطراف ہدایت میں نبیِٔ مرسل

جی میں آتا ہے لکھوں مطلع برجستہ اگر
وجد میں آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ اچھل

منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روزِ ازل
کہ نہ احمدؐ کا ہے ثانی نہ احد کا اوّل

دورِ خورشید کی بھی حشر میں ہوجائے گی صبح
تا ابد دورِ محمدؐ کا رہے روزِ ازل

شبِ اسرا میں تجلی سے رُخِ انور کی
پڑگئی گردنِ رفرف میں سنہری ہیکل

سجدۂ شکر میں ہے ناصیۂ عرشِ بریں
خاک سے پائے مقدس کی لگاکر صندل

افضلیت پہ تری مشتمل آثار و کتب
اوّلیت پہ تری متفق ادیان و ملل

لطف سے تیرے ہوئی شوکتِ ایماں محکم
قہر سے سلطنتِ کفر ہوئی مستاصل

مبحث جاہ میں اعلیٰ کی ہیں معنی ادنیٰ
مصرفِ جُود میں اکثر کا مرادف ہے اقل

شانہ حضرت کا ہے تشدید دو لامِ واللیل
صاد مازاغ بصر سرمۂ چشمِ اکحل

جس طرف ہاتھ بڑھیں کفر کے ہٹ جائیں قدم
جس جگہ پاؤں رکھیں سجدہ کریں لات و ہبل

تیری تشبیہ کا ہے آئینہ خانہ تنزیہ
شانِ بیرنگیٔ مطلق ہے تجھے رنگ محل

ہے حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام
بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل

ہوسکا ہے کہیں محبوبِ خدا غیرِ خدا
اک ذرا دیکھ سمجھ کر مری چشمِ احول

رفع ہونے کا نہ تھا وحدتِ کثرت کا خلاف
میمِ احمدؐ نے کیا آکے یہ قصہ فیصل

نظر آئے مجھے احمدؐ میں اگر دال دوئی
روزِ محشر ہوں الٰہی! مری آنکھیں احول

پھر اسی طرز کی مشتاق ہے موّاجِ طبع
کہ ہے اس بحر میں اک قافیہ اچھا بادل

(۲)

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہے قبلہ بادل
سجدہ کرتا ہے سوئے یثرب و بطحا بادل

چھوڑ کر میکدۂ ہند و صنم خانۂ بُرج
آج کعبے میں بچھائے ہے مصلاّ بادل

سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا
شہسوارِ عربیؐ کے لیے کالا بادل

بحرِ امکاں میں رسول عربیؐ دُرِّ یتیم
رحمتِ خاصِ خدا وندِ تعالیٰ بادل

قبلۂ اہلِ نظر کعبۂ ابروئے حضورؐ
موئے سر قبلے کو گھیرے ہوئے کالا بادل

رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہے برق
برق کے منہ پہ ہے رکھے ہوئے پلاّ بادل

دُور پہنچی لبِ جاں بخش نبیؐ کی شہرت
سن ذرا کہتے ہیں کیا حضرت عیسےٰؑ بادل

چشمِ انصاف سے دیکھ آپؐ کے دندان شریف
دُرِ یکتا ہے ترا گرچہ یگانہ بادل

تھا بندھا تار فرشتوں کا درِ اقدس پر
شب معراج میں تھا عرشِ معلاّ بادل

آمد و رفت میں تھا ہم قدم برق بُراق
مرغزارانِ چمن عالمِ بالا بادل

ہفت اقلیم میں اس دیں کا بجایا ڈنکا
تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

دینِ اسلام تری تیغِ دو دم سے چمکا
یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل

آستانے کے ترے دہر میں وہ رتبہ ہے
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل

تو وہ فیاض ہے در پر ترے سائل لی طرح
فلکِ پیر کو لایا دئے کاندھا بادل

تیغ میدانِ شجاعت میں چمکتی بجلی
ہاتھ گلزارِ سخاوت میں برستا بادل

محسنؔ اب کیجئے گلزارِ مناجات کی سیر
کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھِرتا بادل

سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیرے خالی
نہ مرا شعر، نہ قطعہ، نہ قصیدہ، نہ غزل

دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے
صرف تیرا ہو بھروسا تری قوّت ترا بل

ہو مرا ریشۂ امید وہ نخلِ سرسبز
جس کی ہر شاخ میں ہوں پھول ہر اک پھول میں پھل

آرزو ہے کہ ترا دھیان رہے تا دمِ مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

نام احمدؐ بزباں سِرّ بلا میم بصدر
لب پہ ہو صَلِّ علیٰ دل میں مرے عزّ و جل

روح سے میری کہیں پیار سے یوں عزرائیل
کہ مری جان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل

دمِ مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا ترے
فکرِ فردا تو نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل

میزباں بن کے نکیرَین کہیں گھر ہے ترا
نہ اُٹھا تا کوئی تکلیف نہ ہوتا بیکل

رخِ انور کا ترے دھیان رہے بعدِ فنا
میرے ہمراہ چلے راہِ عدم میں مشعل

حذف ہوں میرے گناہانِ ثقیل اور خفیف
آئیں میزاں میں جب افعال صحیح و معتل

میری شامت سے ہو آراستہ گیسوئے سیاہ
عارضِ شاہدِ محشر ہو اگر حسنِ عمل

صفِ محشر میں ترے ساتھ ہو ایسا مدّاح
ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

کہیں جبریل اشارے سے کہ ہاں بسم اللہ
سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل

خواجہ الطاف حسین حالؔی

(۱۸۳۷ء - ۱۹۱۴ء)

بنے ہیں مدحتِ سلطانِ دوجہاں کے لیے
سخن زباں کے لیے اور زباں دہاں کے لیے

وہ شاہ جس کا عدو جیتے جی جہنم میں
عداوت اس کی عذابِ الیمِ جاں کے لیے

وہ شاہ جس کا محبّ امن و عافیت میں مدام
محبت اس کی حصارِ حصیں اماں کے لیے

وہ چاند جس سے ہوئی ظلمتِ جہاں معدوم
رہا نہ تفرقۂ روز و شب زماں کے لیے

وہ پھول جس سے ہوئی سعیِ باغباں مشکور
رہی نہ آمد و رفتِ چمن خزاں کے لیے

ہلال مکہ کا ماہِ دو ہفتہ یثرب کا
فروغِ قوم کے اور شمعِ دو دماں کے لیے

گھر اس کا موردِ قرآن و مہبطِ جبریل
در اُس کا کعبۂ مقصود انس و جاں کے لیے

سپہر گرمِ طواف اس کی بارگاہ کے گرد
زمین سر بسجود اس کے آستاں کے لیے

وہ لحظہ لحظہ تفقد وہ دمبدم الطاف
رضائے خاطرِ یارانِ جانفشاں کے لیے

وہ گونہ گونہ مدارا وہ بات بات میں مہر
کشائشِ گرہِ کینِ دشمناں کے لیے

گہِ افتخار مقابل میں اہلِ نخوت کے
گہِ انکسار مداراتِ میہماں کے لیے

کہیں ہلاک میں تاخیرِ قوم سرکش کے
کہیں نماز میں تعجیل ناتواں کے لیے

صفائے قلب حسودانِ کینہ خواہ کے ساتھ
دعائے خیر بد اندیش و بدگماں کے لیے

کہیں مقدمۃ الجیشِ انبیاء و رسل
کہیں وہ خاتمۃ الباب داستاں کے لیے

مدینہ مرجع و ماوائے اہلِ مکہ ہوا
مکیں سے رتبہ یہ حاصل ہوا مکاں کے لیے

اسی شرف کے طلب گار تھے کلیم و مسیح
نویدِ امتِ پیغمبرِ زماں کے لیے

بس اب نہ ہَول نہ کھٹکا، نہ راہزن کا خطر
ہوا وہ قافلہ سالارِ کارواں کے لیے

شفیعِ خلق سراسر خدا کی رحمت ہے
بشارت اُمتِ عاصی و ناتواں کے لیے

شفاعتِ نبویؐ ہے وہ برقِ عصیاں سوز
کہ حکمِ خس ہے جہاں کفر دو جہاں کے لیے

خدا کی ذات کریم اور نبیؐ کا خُلق عظیم
گنہ کریں تو کریں رخصت انس و جاں کے لیے

اُسی کا دیں ہے کہ ہے گلشنِ ہمیشہ بہار
وگرنہ، ہر گل و گلزار ہے خزاں کے لیے

نہ حرف وصوت میں وسعت نہ کام ولب میں سکت
حقیقتِ شبِ معراج کے بیاں کے لیے

ارادہ عرش پہ اک آن میں پہنچنے کا
کیا تھا عزم الوالعزم نے کہاں کے لیے

کرم کا دیکھئے دامن کہاں تلک ہو فراخ
ہو میزبان خدا جب کہ میہماں کے لیے

زمیں پہ ٹھہرا ہے ماوائے شاہِ عرش نشیں
رہی نہ اب کوئی فوقیت آسماں کے لیے

اسی سے ہوتا ہے ظاہر عیارِ استعداد
محک ہے حُبِ نبیؐ دل کے امتحاں کے لیے

اگر نصیب ہو یثرب میں جاکے شربتِ مرگ
پیوں نہ آبِ بقا عمرِ جاوداں کے لیے

اگر بقیع میں گز بھر زمیں میسّر ہو
کروں نہ طولِ امل روضۂ جناں کے لیے

سمایا اس کا جو نقشِ قدم تصوّر میں
ہجومِ عشق میں بوسے کہاں کہاں کے لیے

حریفِ نعتِ پیمبرؐ نہیں سخن حاؔلی
کہاں سے لائیے اعجاز اس بیاں کے لیے

نبیؐ کا نام ہو وردِ زباں رہے جب تک
سخن زباں کے لیے اور زباں دہاں کے لیے

مولانا الطاف حسین حالی

(۱۸۳۷ء - ۱۹۱۴ء)

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے در گزر کرنے والا　　بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیرو زبر کرنے والا　　قبائل کو شیرو شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا　　کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب، جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا　　پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا　　حقیقت کا گر، ان کو اِک اِک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا　　بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھا کر

سکھائی انہیں نوعِ انساں پہ شفقت　　کہا، ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت　　شب و روز پہنچاتے ہیں ان کو راحت

وہ، جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہیں

دیئے پھیر دل اُن کے مکر و رِیا سے
بھرا ان کے سینے کو صِدق و صفا سے
بچایا انہیں کِذب سے افترا سے
کیا سرخرو، خلق سے اور خدا سے
رہا قولِ حق میں نہ کچھ باک ان کو
بس اک شوب میں کردیا پاک ان کو

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کرچکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت
نبیؐ نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی

المتوفی: ۱۹۳۶ء

نہیں کٹتی شبِ فرقت لبوں پہ گھٹ کے جان آئی
کہاں تک اے دلِ رنجور دعوائے شکیبائی

میانِ رہگزر بیدم پڑا ہے تیرا شیدائی
دکھا دے جانے والے آج اعجازِ مسیحائی

قدم رکھتے نہیں ہو ناز سے اللہ ری رعنائی
نظر یہ آگیا کس کا نشانِ ناصیہ سائی

مَے گلرنگ سے لازم ہے تجھ کو جام پیمائی
پلادے پھول ساقی دیکھ وہ فصلِ بہار آئی

کسے زیبندہ ہے کون و مکاں کی مسند آرائی
محمدؐ رحمۃً للخلق آقائی و مولائی

لکھی تھی تلخ کامی کیا ہمارے ہی مقدر میں
ہمیں اس زہر کے قابل تھے کیا اے چرخِ مینائی

بلا سے کوئی مرجائے، بلا سے کوئی رُسوا ہو
اگر ہے امتحاں مقصود تو کیا خوفِ رسوائی

بلا کا جذب ہے کافر ادا اس حُسنِ دلکش میں
تری جانب سے پھرتی ہی نہیں چشمِ تماشائی

علاجِ داغ کرتا ہے بسعیِ کاوشِ ناخن
مقدر سے ملا ہے چارہ گر بھی مجھ کو سودائی

وہ کم ہے جو نہ ہو اس دل کا عالم وقتِ نظارہ
ترے نقشِ قدم کے جب ہزاروں ہیں تماشائی

خوشا قسمت کیا ہے حرفِ زینت بزم میں اپنی
دلِ عشاق سے شیشوں کی جا ہے محفل آرائی

کسی پہلو قرار آتا نہیں اللہ ری بے تابی
ہُوا ہے جب کبھی دل اس بُتِ کافر کا شیدائی

پڑے ہیں ہجر کے صدموں سے اتنے داغ سینے میں
کہ گن سکتا نہیں چاہے اگر کوئی تماشائی

مگر ہاں کر سکے احصاء جو احمدؐ کے فضائل کا
وہ احمدؐ بعد حق زیبا ہے جس کو نازِ یکتائی

پڑھوں رنگیں وہ مطلع بزمِ میلادِ مبارک میں
کہ سُن کر وجد میں آجائے جس کو رُوحِ صہبائی

نظر ہے ہم سیہ کاروں کی ساقی جوشِ رحمت پر
خدا کا شکر قبلہ کی طرف کالی گھٹا چھائی

چھکا دے تشنہ کاموں کو جما دے رنگ محفل میں
پلادے ساقیا سرجوش ریحانی و حمرائی

بفیضِ مدح ہو معراج آزادوں کو، مستوں کو
سُنے صلِّ علیٰ کا شور گوشِ چرخِ مینائی

عزیز بادہ پیا دورِ مے کا وقت آپہنچا
پڑھو جب تک کوئی مطلع برائے محفل آرائی

یہ سبحٰن الّذیٓ اسریٰ بعبدہ سے ظاہر ہے
کہ تھی منظورِ حق کس درجہ ان کی عزت افزائی

ہوا کرتی تھیں باتیں راز کی پردے ہی پردے میں
خدا تھا ان کا شیدا اور خدا کے تھے وہ شیدائی

ابوالقاسم محمدؐ شہسوارِ عرصۂ ایماں
کہ جن کی خاکِ پا ہے چشمِ دل کو کحلِ بینائی

اُنھیں کے فیض سے ادریسؑ علموں کے ہوئے واضع
سلیمانؑ نے کیا حاصل انہیں سے درس دانائی

چمکتا تھا انہیں کا نور پیشانیِ یوسفؑ میں
انہیں سے دیدۂ یعقوبؑ نے پائی تھی بینائی

پلٹ آئے نبی معراج کی شب اتنے عرصہ میں
کہ بستر گرم اور زنجیرِ در ہلتی ہوئی پائی

زہے عزّ و شرف ایں ہدیۂ احقر قبول افتد
طبق میں گوہرِ انجم لیے ہے چرخِ مینائی

گلستاں اُن پہ کیونکر آتشِ نمرود ہوجاتی
نہ ہوتے گر محمدؐ کے خلیل اللہ شیدائی

پئے احیائے اموات آپ جنبش دیں اگر لب کو
ابھی تو مردۂ صد سالہ میں پیدا ہو گویائی

وہ اندھے ہیں جو اس کو گردشِ دوراں سمجھتے ہیں
نثارِ روضۂ شہؐ ہورہا ہے چرخِ مینائی

پڑھی ہے اس قدر اوراقِ گل نے مدح حضرت کی
کہ اب تک خشک ہے نوکِ زبانِ خارِ صحرائی

الٰہی یہ خراباتِ جہاں آباد ہے جب تک
رہے جب تک کہ گردش میں فلک کا طاس مینائی

عزیز آخر کہاں تک دیگا صہبائے سخن بس بس
دُعا وہ مانگ منہ سے خود اثر جس کا ہے شیدائی

جناب مولوی ناصر حسین پاک طینت کو
بحق احمد مرسلؐ مبارک محفل آرائی

مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی

گہری نظر سے دیکھو تاریخ کو عرب کی — تھے کیسے کیسے ظالم فتنے اُٹھانے والے
انسان تھے بہ ظاہر، باطن میں تھے بہائم — دن رات بدعتوں کے طوفاں اٹھانے والے
تو نے بدل دئے سب اخلاق ان کے آکر — تاریک جنگلوں میں مشعل دکھانے والے
بے شک تری ضرورت تھی کور باطنوں کو — ہاں ان عرب کے دل پر سکّہ بٹھانے والے
اسلام نقش تیرا وہ نقش دیرپا ہے — مٹ جائیں گے جہاں سے تجھ کو مٹانے والے
اے جلوۂ مجسم جذبات صادقہ کے — کھنچتے نہ تیری جانب کیونکر زمانے والے
اخلاق کے اثر سے کرتے ہیں دل مسخر — شیرینیِ سخن سے کلیاں کِھلانے والے
اسلام کی اشاعت باتوں میں کر رہے ہیں — اعجازِ لب سے اپنے مُردے جلانے والے
نامی مورّخوں نے یورپ کے کیا لکھا ہے — دیکھیں تو چشم دل پر عینک لگانے والے
قدسی صفت، عرب کا وہ اک یتیم بچہ — کس طرح لائے ایماں اس پر زمانے والے
صرف اس کی راستی پر، صرف اس کے موعظے سے — آئے ہیں راہِ حق پر دنیا میں آنے والے
شدّت سے ایک قوت تھی موعظے میں اُس کے — دب دب گئے جہاں میں سب کو دبانے والے
جو کچھ کہا زباں سے، دل سے کیا وہ تو نے — تھرّا کے رہ گئے سب تیغیں اُٹھانے والے
پڑھوا دیا ہے کلمہ تو نے بڑے بڑوں کو — ہنگام بزلہ سنجی کوثر بہانے والے
مقیاسِ دین کامل کرتا ہے ناز تجھ پر — اے گرمیِ نگہ سے پارہ بڑھانے والے
انسان فطرتاً تھا محتاج رہنمائی — اے خضر راہ بن کر جلوہ دکھانے والے
روحوں کو اہلِ دل کی چونکا دیا ہے تو نے — صبحِ الست اٹھ کر جلوہ دکھانے والے

مولانا محمد قاسم نانوتوی

(المتوفی: ۱۸۸۰ء)

نہوئے نغمہ سرا کس طرح سے بُلبُلِ زار
کہ آئی ہے نئے سر سے چمن چمن میں بہار

ہر اک کو حسبِ لیاقت بہار دیتی ہے
کسی کو برگ کسی کو گل اور کسی کو بار

خوشی سے مرغِ چمن ناچ ناچ گاتے ہیں
کفِ ورق سے بجاتے ہیں تالیاں اشجار

نزاکتِ چمنستاں بیان کیا کیجئے
کہ صنعِ حق کے تئیں دیکھ عقل ہے بیکار

کہاں زمین کہاں یاسمین و لالہ و ورد
فلک بھی گرد ہُوا دیکھکر چمن کی بہار

زمین و چرخ میں ہو کیوں نہ فرق چرخ وزمیں
یہ سب کا بار اٹھائے وہ سب کے سر کا بار

کرے ہے ذرّۂ کوئے محمدیؐ سے خجل
فلک کے شمس و قمر کو زمینِ لیل و نہار

فلک پہ عیسیٰؑ و ادریسؑ ہیں تو خیر سہی
زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمدِؐ مختار

فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمدؐ
زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار

نثار کیا کروں مفلس ہُوں نام پر اس کے
فلک سے عقدِ ثریا لوں دے اگر وہ ادھار

جو تُو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار

کہاں وہ رُتبہ کہاں عقلِ نارسا اپنی
کہاں وُہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار

جہاں کہ جلتے ہوں پرِ عقلِ کُل کے بھی پھر کیا
لگی ہے جان جو پہنچیں وہاں مِرے افکار

جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہوں کہ جہان کے سردار

تو فخرِ کون و مکاں، زبدۂ زمین و زماں
امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرارؐ

خدا ترا تُو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا کو عشق ہے تجھ سے تو اس کا عاشقِ زار

تو بُوئے گل ہے اگر مثلِ گل ہے اور نبیؐ
تو نورِ شمس گر اور انبیاء ہیں شمسِ نہار

حیات جان ہے تو ہیں اگر وُہ جانِ جہان
تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

طفیل آپؐ کے ہے کائنات کی ہستی بجا ہے آپ کو کہیے جو مبدا الآثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بہ وجود قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اِک رفتار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں ترے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار
گرفت ہو تو ترے ایک بندہ ہونے میں جو ہوسکے تو خدائی کا اک تری انکار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
جو دیکھیں اپنے کمالوں پہ تیری یکتائی رہے کسی کو نہ وحدت وجود کا انکار
تُو آئینہ ہے کمالاتِ کبریائی کا وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوۂ دیدار
کہاں بلندیِ طور اور کہاں تری معراج کہیں ہوئے ہیں زمین آسمان بھی ہموار
جمال کو ترے کیا پہنچے حُسن یوسفؑ کا وُہ دلربائے زلیخا تو شاہد ستار
رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریّت نہ جانا مرتبہ تیرا کسی نے جز ستار
جو آئینہ میں پڑے عکس خال کا تیرے تو رشک مہر کا ہوجائے مطلع الانوار
خوشا نصیب یہ نسبت کہاں نصیب مرے تو جس قدر ہے بھلا، میں بُرا اسی مقدار
گناہ کیا ہے اگر کچھ گناہ میں نے کئے تجھے شفیع کہے کون گر نہوں بدکار
اگر جواب دیا بیکسوں کو تونے کبھی تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار
مدد کر اے کرمِ احمدیؐ کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسمؔ بیکس کا کوئی حامیٔ کار
دیا ہے حق نے تجھے سب سے مرتبہ عالی کیا ہے سارے بڑے چھوٹوں کا تجھے سردار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار
اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پسِ مرگ کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ثنا کر اُس کی فقط قاسمؔ اور سب کو چھوڑ
کہاں کا سبزہ، کہاں کا چمن، کہاں کی بہار

مولانا نعیم الدین مُرادآبادی

(المتوفی: ۱۹۴۸ء)

اے زائرِ کوئے نبی اتنا تو کر اے مہرباں
اہلِ مدینہ کو سنا حالِ نعیمِ خستہ جاں

مایوسیوں کی کثرتیں ناکامیوں کی حسرتیں
تنہائیوں کی وحشتیں اندوہ و غم کی داستاں

بیتابیوں کا سلسلہ، بے چینیوں کا مشغلہ
ناصبریوں کا غلغلہ اور شدّتِ دردِ نہاں

سر میں ہے سودائے جنوں وحشت سے ہے حالت زبوں
دل سے ہوا رخصت سکوں آنکھوں سے اشکِ خوں رواں

شدت پہ ہے دورانِ سر، زوروں پہ ہے دردِ جگر
خوں رو رہی ہے چشمِ تر، پھٹ کر ہوا ہے دل کتاں

جاتے رہے تاب وتواں، اعضا میں ہے قوّت کہاں
غم نے کیا ہے نیم جاں، دردِ جدائی الاماں

یہ شورشِ طوفانِ غم، یہ سوزشِ رنج و الم
ہجراں کے یہ جَور وستم اور یہ ضعیف و ناتواں

دن حسرتوں میں کاٹنا، راتوں کو رونا جاگنا
ہر وقت غم کا سامنا ہر لحظہ آنکھیں خُوں فشاں

اعدا کے نرغے میں، جُدا، اپنے ہوئے ہیں بے وفا
ہر سمت سے آئی بلا آفت کا ٹوٹا آسماں

جَور وستم کی بارشیں اور دشمنوں کی سازشیں
بیکار ہیں سب نالشیں، مسلم کا خوں ہے رائیگاں

ہم کیا کہیں حالِ تباہ ہم سے ہوئے بے حد گناہ
بیشک ہیں ہم نامہ سیاہ نادم ہیں اب ہم بے گماں

فریاد اے سلطانِ دیں اے رحمۃً للعالمیںؐ
تمؐ ہو شفیع المذنبیں، اس در سے ہم جائیں کہاں

فریاد اے محبوبِ رب، فریاد اے شاہِؐ عرب
ہم تجھ سے کرتے ہیں طلب دل کی مرادیں ہر زماں

دل کی مرادیں دیجیے، مسرور ہم کو کیجیے
اب تو خبر لے لیجیے، غم ہو چکے ہیں بیکراں

اب کیجیے ایسا کرم، ہو دین کا اونچا علم
کفار کی گردن ہو خم، اُن کا مٹے نام و نشاں

اسلام کی لیجیے خبر اور کفر کو پہونچے ضرر
کفار ہوں زیر و زبر سب بھول جائیں مستیاں

مُسلم کو پھر شوکت ملے اسلام کو قوت ملے
بدخواہ کو ذلت ملے اے دینِ حق کے پاسباں

ذوقِ عبادت ہم کو دو، شوقِ ریاضت ہم کو دو
سنت کی رغبت ہم کو دو، ہم سے ادا ہوں نیکیاں

مسلم ہوں باہم متحد، بھائی کا بھائی ہو ممد
مٹ جائے سب آپس کی ضد رشک وحسد سے ہولماں

طیبہ میں اپنے لطف سے اذنِ اقامت دیجئے
فرقت سے دل بیتاب ہے، کب تک رہوں ہندوستاں

راہِ مدینہ دور ہے، بندہ بہت رنجور ہے
اور حاضری منظور ہے امداد سلطانِ جہاں

یَا رَبَّنَا سَلِّمْ عَلیٰ رُوحِ النَّبِیِّ المصطفیٰ
والآلِ والصَّحبِ اِلیٰ مَا دَارَ دَوْرانُ الزَّماں

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

المتوفی: ۱۹۲۱ء

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن دُرُود
گُل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہرِ یارِ اِرم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

نقطۂ سِرِّ وحدت پہ یکتا درود
مرکزِ دور کثرت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہود و تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بیکس کی دولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال
اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

معنیِ قد رایٰ مقصدِ ما طغٰی
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
اس جہاں گیر بعثت پہ لاکھوں سلام

خندۂ صبحِ عشرت پہ نوری درود
گریہ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

پارہ ہائے صحف غنچہائے قُدس
اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰؐ
جملہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمدؐ کی راحت پہ لاکھوں سلام

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اوجِ مہر ہدیٰ موجِ بحرِ ندا
روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہدِ خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

اس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا
بے کسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلا

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

اصل نسلِ صفا، وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

شیرِ شمشیرزن، شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہلِ محبت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو، اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضؔا
مصطفیٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

احمد رضا خاں بریلوی

لَمْ یَأْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ ، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے، تجھ کو شہہ دوسرا جانا

البحر علی والموجُ طغیٰ ، من بے کس وطوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظرت اِلیٰ لَیْلِیْ ، چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی میری شب نے نہ دن ہونا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّ سَخَاکَ اَتَم اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْهِ الاجمل خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

القلبُ شَجٌ والھَمّ شُجُوْنٌ دل زار چناں جاں زیر چنیں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں میرا کون ہے تیرے سوا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ میرا
ارشادِ احباء ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

احمد رضاؔ خاںؒ بریلوی

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
یاد پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسرو عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان و زمیں اور زمانہ مہماں
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا، تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جگر تازہ ہوں، جانیں سیراب
سچے سورج! وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

خوار و بیمار و خطاوار و گنہ گار ہوں میں
رافع و دافع و شافع لقب آقا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

دور کیا جایئے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ پڑا بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

مولانا حامد حسن قادری (بچھرایونی)

المتوفی : ۱۹۶۴

هو أفصح بمقالہٖ　　　هُوَ أكْمَلُ بنوالہٖ
هو اَعْظَمُ بِجَلالِہٖ　　　هُوَ اَفْقَدُ بِمِثَالِہٖ
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ و آلِہٖ
هُوَ حَامِدٌ و مُحَمَّدٌ　　　هُوَ مَاجِدٌ و مُمَجَّدٌ
هُوَ اَمْجَدُ هُوَ اَحْمَدُ　　　هُوَ مُرْشِدُ هُوَ اَرْشَدُ
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
وہ بشیر بھی وہ نذیر بھی　　　وہی آپ اپنی نظیر بھی
وہ زمیں پہ شاہ و امیر بھی　　　وہ فلک پہ عرش مسیر بھی
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
وہ قسیم بھی وہ جسیم بھی　　　وہ نسیم بھی وہ وسیم بھی
وہ رؤف بھی وہ رحیم بھی　　　وہ خلیل بھی وہ کلیم بھی
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
وہ رفیع اپنے کمال میں　　　وہ حسین اپنے جمال میں
وہ عزیز اپنی خصال میں　　　وہ فنا خدا کے وصال میں
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

وہی اَرفع الدرجات بھی   وہی اکمل البرکات بھی
وہی جامع الحَسنات بھی   وہ جدا بھی، واصلِ ذات بھی

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

ہے انہیں کا فیض جہان میں   وہ نماز میں وہ اذان میں
وہ یگانہ آن میں شان میں   وہ گئے فلک پہ اک آن میں

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

وہ ورائے ہفت فلک گئے   کہ جہاں نبی نہ ملک گئے
وہ مقامِ قُرب تلک گئے   جو نہاں تھے نور جھلک گئے

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

یہ جو قصر سبز رواق ہے   یہ جو چرخ ہفت طباق ہے
یہ انہیں کے قصر کا طاق ہے   یہ انہیں کے زیرِ براق ہے

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

انہیں بے حجاب خدا ملا   انہیں مرتبہ یہ بڑا ملا
انہیں کیا دیا انہیں کیا مِلا   جو دیا دِیا جو مِلا مِلا

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ و آلِہٖ

شبیر حسن خاں جوشؔ ملیح آبادی

المتوفی: ۱۹۸۲ء

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بُتانِ آذری

خشک عرب کی ریگ پر لہر اٹھی نیاز کی
قلزمِ نازِ حسن میں اُف رے تری شناوری

اے کہ ترا اغبارِ راہ تابشِ روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا نازشِ مہر خاوری

اے کہ تیرے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندہ ہے بندہ پروری

اے کہ ترے دماغ پر جنبشِ پرتوِ صفا
اے کہ ترے خمیر میں کاوشِ نورگستری

چھین لیں تونے مجلسِ شرک وخودی سے گرمیاں
ڈال دی تونے پیکرِ لات وہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہہ سا روم وعجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین وعرب کی خودسری

تیرے قدم نے ڈال دی طرح خلوص بندگی
تیرے کرم نے بندکی رسم و رہِ ستم گری

تیرے سخن میں دب گئے لاف وگزاف کفر کے
تیرے نفس سے بُجھ گئی آتشِ سحرِ سامری

لحن سے تیرے منتظم پست و بلندِ کائنات
ساز سے تیرے منضبط گردشِ چرخِ چنبری

چین ستم سے بے خبر تیری جبین دل کشی
حرفِ وفا سے تابناک تیری بیاضِ دلبری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
بخشا گدائے راہ کو تونے شکوہِ قیصری

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا
راہزنوں کو دی ندا بن گئے شمعِ رہبری

سُلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغِ حق رسی
پگھلا ہوا تھا کس قدر تیرا دلِ پیمبری

چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری

زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالؓ حق نوا
صاعقہ تیرے ابر کا لرزشِ روحِ بوذریؓ

آئینہ تیرے خُلق کا طبعِ حسنؑ کی سادگی
جذبہ تیرے عروج کا آلِ عبا کی برتری

جھلکیاں تیرے ناز کی جنبشِ کاکلِ حسینؑ
رنگ ترے نیاز کا گردشِ چشمِ جعفریؑ

شان ترے ثبات کی عزمِ شہیدِ کربلا
شرح ترے جلال کی ضربتِ دستِ حیدریؑ

رنگ ترے شباب کا جلوۂ اکبرؑ قتیل
نقش ترے شکیب کا خونِ گلوئے اصغریؑ

تیرا لباسِ فاخرہ چادرِ کہنۂ بتول
تیری غذائے خوش مزا نانِ شعیرِ حیدریؑ

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری

تیرے گدائے بے نوا تیرے حضور آئے ہیں
چہروں پہ رنگِ خستگی سینوں میں دردِ بے پری

آج ہوائے دہر سے ان کے سروں پہ خاک ہے
رکھی تھی جن کے فرق پر تو نے کلاہِ سروری

تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا
تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری

جتنی بلندیاں تھیں سب ہم سے فلک نے چھین لیں
اب نہ وہ تیغِ غزنوی، اب نہ وہ تاجِ اکبری

اٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا
دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحنِ حرم میں ابتری

جوشؔ کے حالِ زار پر رحم کہ تیری ذات ہے
شعلۂ طورِ معرفت شمعِ حریمِ دلبری

جوشؔ ملیح آبادی

اے مسلمانو! مبارک ہو نویدِ فتح یاب
لو وہ نازل ہو رہی ہے چرخ سے ام الکتاب

وہ اٹھے تاریکیوں کے بامِ گردوں سے حجاب
وہ عرب کے مطلعِ روشن سے اُبھرا آفتاب

گم ضیائے صبح میں شب کا اندھیرا ہوگیا
وہ کلی چٹکی، کرن پھوٹی سویرا ہوگیا

خسروِ خاور نے پہنچا دیں شعاعیں دُور دُور
دل کھلے شاخیں ہلیں، شبنم اڑی، چھایا سرور

آسماں روشن ہوا، کانپی زمیں پر موجِ نور
پو پھٹی، دریا بہے، سنکی ہوا، چہکے طیور

نورِ حق فاران کی چوٹی کو جھلکانے لگا
دلبری سے پرچم اسلام لہرانے لگا

گرد بیٹھی کفر کی، اٹھی رسالت کی نگاہ
گر گئے طاقوں سے بُت، خم ہوگئی پشت گناہ

چرخ سے آنے لگی پیہم صدائے لاالہ
ناز سے کج ہوگئی آدم کے ماتھے پر کلاہ

آتے ہی ساقی کے، ساغر آگیا، خم آگیا
رحمتِ یزداں کے ہونٹوں پر تبسّم آگیا

جوشؔ ملیح آبادی

آگیا جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسولؐ
روحِ فطرت پر ہے جس کی حکمرانی وہ رسولؐ

جس کا ہر تیور ہے حکم آسمانی وہ رسولؐ
موت کو جس نے بنایا زندگانی وہ رسولؐ

فقر کو جس کے تھی حاصل کج کلاہی وہ رسولؐ
گلہ بانوں کو عطا کی جس نے شاہی، وہ رسولؐ

زندگی بھر جو رہا بن کر سپاہی، وہ رسولؐ
جس کی ہر اک سانس قانونِ الٰہی وہ رسولؐ

واہ کیا کہنا ترا، اے آخری پیغامبر
حشر تک طالع رہے گی تیرے جلوؤں کی سحر

کروٹیں دنیا کی تیرا قصر ڈھا سکتیں نہیں
آندھیاں تیرے چراغوں کو بجھا سکتیں نہیں

تیری پنہاں قوتوں سے آج بھی دنیا ہے دنگ
کس طرح تو نے مٹایا امتیازِ نسل و رنگ

سید قائم مہدی ساحر لکھنوی (کراچی)

(اس قصیدہ کا دعائیہ جزو کراچی کی ایک وحشیانہ خوں ریزی کے حوالے سے لکھا گیا)

تھی پسِ پردۂ تخلیق ابھی صبحِ ازل — ہُو کا عالم تھا نہ گلشن تھے، نہ صحرا نہ جبل
نہ کوئی حور نہ غلماں نہ ملائک نہ بشر — پردۂ غیب میں تھی صنعتِ صانع اوجھل
خاک اڑتی تھی تصوّر کے گلستانوں میں — نہ کہیں برگ و شجر تھے نہ کہیں پھول نہ پھل
نہ مہ و مہر کے فانوس نہ تاروں کے چراغ — نہ کوئی شمعِ فروزاں نہ کہیں جھاڑ کنول
نہ ثوابت تھے نہ سیّار، نہ برج اور نجوم — عقرب و ثور نہ جوزا، نہ عطارد، نہ زحل
نہ اُجالا نہ اندھیرا نہ سحر اور نہ شام — نہ حرارت نہ برودت نہ حیات اور نہ اجل
نہ لپکتا ہوا کوندا نہ کڑکتا ہوا رعد — نہ چمکتی ہوئی بجلی نہ گرجتا بادل
ابرِ باراں کی جھماجھم نہ ترشّح نہ پھوار — خونِ ناحق کی نہ بارش نہ لہو کی دلدل
نہ کہیں دشتِ جنوں خیز کی اُڑتی ہوئی خاک — نہ کہیں بچھی ہوئی سبزۂ نو کی مخمل
نہ چٹکتی ہوئی کلیاں نہ مہکتے ہوئے پھول — نہ لہکتے ہوئے گلشن نہ گھنیرے جنگل
نہ غزالانِ در و دشت نہ مرغانِ چمن — نہ کہیں کرمکِ شب تاب نہ زنبورِ عسل
نہ زمیں اور نہ زمیں پر کوئی تعمیر و بناء — نہ کوئی کاخ نہ ایواں، نہ رواق اور نہ محل
نہ المناکیِ عُسرت گہہِ نادار و فقیر — نہ طرب ناکیِ عشرت کدۂ اہلِ دوَل
کوئی نمرود نہ آزر نہ صنم زار و حرم — نہ پجاری نہ پروہت نہ کوئی لات و ہبل
نہ سماعت نہ صدائیں نہ کوئی ساز نہ سوز — نہ ترانے نہ ترنم نہ مغنی نہ غزل
نہ معاش اور نہ معیشت نہ سماج اور رسوم — نہ یہ ادیان و مذاہب نہ یہ اقوام و ملل
نہ کوئی راہ ہدایت نہ ہدایت کی کتاب — نہ کوئی مُرشد و ہادی نہ نبیؐ و مرسلؑ
نہ کوئی چاند سا چہرہ نہ یہ چاندی سے بدن — نہ غزالوں کی سی آنکھیں تھیں نہ انمیں کاجل
چشم و ابرو، لب و دنداں نہ جبین و رخسار — نہ کوئی سر، نہ دماغ اور نہ دماغوں میں خلل

وقت ایسا کہ کوئی وقت کا پیمانہ نہیں
کوئی ساعت نہ کوئی پل، نہ کوئی آج نہ کل

منظر ایسا کہ حدِ چشمِ تصور میں نہیں
وہ سماں جو نگہہِ وہم و گماں سے اُوجھل

تھی نہاں خواب گہہِ ''کُن'' میں ابھی رحمتِ حق
دستِ قدرت نے نہ چھیڑا تھا ابھی سازِ ازل

یہ ہی عالم تھا کہ اک نور کا سوتا پھوٹا!
جگمگا اٹھا وہ جس نور سے عالم جھل جھل

رسمساتی ہوئی اک ناز سے بیدار ہوئی
لیکے انگڑائی اٹھی رحمتِ حق صبحِ ازل

پھر عطا کرکے اُسے پیکرِ انساں حق نے
بھیجا اِس کرۂ خاکی پہ بنا کر مُرسل

وہ بھی نازل ہوا اللہ کی رحمت بن کر
مطلعِ نُو بھی ملا صورتِ وحیِ منزّل

اُٹھ گیا شب کا شبستانِ حقیقت سے عمل
ہوگئی صُبحِ ازل صبحِ ربیع الاوّل

پڑگئی بت کدۂ دہر میں ہرسو ہلچل
مارے دہشت کے گرے کتنے ہی بت مُنھ کے بَل

جھوم کر میکدۂ دہر پہ چھایا بادل
رُت بدلنا تھی کہ ساقیؑ نے اٹھالی بوتل

اِس طرح بھردئے اِس ابرِ کرم نے جل تھل
''جیسے سرطاں میں ہوا نیّرِ اعظم کا عمل''

حسرتِ دید میں جن کی تھا بہت تو بیکل
آگئے سامنے وہ، اے دلِ بیتاب سنبھل

یہ مرقع نہ ہو کیوں نازشِ نقاشِ ازل
اُس کے ہر نقش سے بہتر ہے یہ نقشِ اوّل

کیسا سج دھج سے یہ محبوبِ دل و جاں آیا
رُخ جو قرآں تو نظر حسنِ عمل کی مشعل

سایۂ قد کی جگہ قامتِ روشن کی ضیا
فرق پر سایہ فگن رحمتِ حق کا بادل

نورِ ''والشمس'' سے ماتھے کا ستارہ روشن
چشمِ پُر نور میں ''واللیل'' کا گہرا کاجل

شافعِ روزِ جزا، مالکِ خلد و کوثر
خِضرِ راہِ بقا، چشمۂ حیواں کا کنول

جلوۂ اولِ تخلیق پسِ پردۂ ''کُن''
آخرِ کلِّ رُسل، خلق میں سب سے اول

راہِ سدرہ کی تجلّی، شبِ اِسریٰ کا چراغ
مہرِ رخشانِ ابد، نیّرِ تابانِ ازل

جلوۂ قدرتِ خلاق کا پہلا مظہر
خاتمِ دستِ نبوّت کا نگینِ اوّل

منزلِ اوّلِ خلقت، شہِ ''لو لاک لما''
علّتِ غائیِ تخلیقِ جہاں روزِ ازل

روحِ ایجاد، گُلِ سرسبدِ گلشنِ ''کُن''
چمنِ ہستیِ مطلق کی بہارِ اول

کنزِ احسان و عطا، جود و سخا کا مخزن
فیض کا قلزمِ ذخّار، کرم کا بادل

رہبرِ منزلِ حق، ناشرِ احکامِ خدا — شارعِ شرعِ متیں، ماحیِ بدعات و ذلل
اہلِ دُنیا کی نظر میں شہِ شاہانِ جہاں — اہلِ حق کے لئے ہادی و نبیٔ مرسل
پیکرِ جلوۂ حق، شمعِ شبستانِ قدم — پرتوِ نورِ خدا، آئینۂ حسنِ ازل
صلح میں صبر کا پیغام دِلوں کی قوت — جنگ میں چینِ جبیں تیغ دو پیکر کا بدل
ہاتھ وہ ہاتھ کہ بیعت کو یداللہ بڑھے — پَیر وہ پَیر کہ جو سجدہ گہہِ لات و ہبل
لب وہ لب جن سے رواں نطق کے شیریں چشمے — نُطق وہ نُطق زباں جس سے ہوئی موجِ عسل
نام وہ نام کہ جس نام پہ پڑھتے ہیں درود — کام وہ کام کہ جس کام سے خوش عزّ وجل
عزم وہ عزم کہ جس عزم سے ہٹ جائیں پہاڑ — رزم وہ رزم کہ میداں میں مچا دے ہلچل
غیظ وہ غیظ کہ سرچشمۂ صد عفو و کرم — تیغ وہ تیغ کہ ہے خُلق کی جس پر صیقل
قہر وہ قہر کہ دشمن کا ہو پتہ پانی — خُلق وہ خُلق جو دل جیت لے بے جنگ وجدل
عدل وہ عدل کہ ہو داد طلب کسریٰ بھی — بذل وہ بذل کہ صحرا و چمن سب جل تھل
صدق وہ صدق کہ کہتے ہیں عدو بھی صادق — خُلق وہ خلق کہ دنیا کے لئے ضربِ مثل
اسم وہ اسم کہ نقطہ بھی نہیں رکھ سکتے — ان سے پہلے جو کبھی بھی نہ ہوا مستعمل
عارضِ پاک پہ یہ ریش مبارک کا حصار — مصحفِ نور پہ ''وَالّیل'' کی جیسے جدول
رُخِ پُرنور کے پہلو میں یہ گیسوئے سیہ — یا ہم آغوش ہیں شامِ ابد و صبحِ ازل
پُتلیاں دیدۂ شفاف میں یوں ہیں، جیسے — چشمۂ نور کی موجوں پہ حقیقت کے کنول
ایک اس جلوہ سے روشن ہوئے یوں ارض و سما — جیسے وہ شمع ہو اور کون و مکاں شیش محل
چاند کے گرد ہے ہالا کہ گلے میں اُس کے — پرتوِ نورِ محمدؐ کی پڑی ہے ہیکل
دیکھ کر دبدبۂ حسنِ خدا ساز اِن کا — گر گئے سجدۂ تعظیم میں عزّیٰ و ہبل
میوۂ باغِ جناں اِن کی محبت کا ثمر — گلشنِ خلدِ بریں اِن کی اطاعت کا پھل
حشر میں جن کو نہ حاصل ہو شفاعت ان کی — کام آسکتا نہیں اُس کے کوئی حُسنِ عمل
اُس کے پھل ہوں نہ اگر اِن کے مُحبوں کے لئے — نخلِ طوبیٰ میں ثمر آئیں، نہ پھوٹے کوپل
بڑھ کے خود پوششِ کعبہ بھی اُسے دے بوسہ — زینتِ دوشِ مبارک ہو جو کالا کمبل

نقشِ پا پر جو کریں سجدہ ولی و اقطاب / اِن کی چوکھٹ پہ کریں سجدے نبیؐ و مُرسلؐ
آپ کا دین جو ہے ناسخِ ادیانِ سلف / سربخم آپ کے در پہ ہیں سب ادیان و مِلل
عقلِ کل ہو جو محمدؐ سا بشر کوئی تو پھر / تابعِ عقلِ بشر کیوں نہ ہو عقلِ اوّل
عرش و کرسی و فلک، خلد و جناں، کون و مکاں / کون سا ہے وہ جہاں جس میں نہیں اِن کا عمل
اِن کی خدمت سے چمک اُٹھے بلالِؓ حبشی / بن گیا حسن کا معیار بس اب حُسنِ عمل
بدّوؤں نے بھی تمدّن کے طریقے سیکھے / اس نے یوں آئینۂ فکر پہ کردی صیقل
اِن کے اوصافِ حمیدہ کا قصیدہ قرآں / اور قُرآن کی تفسیر ہے حضرتؐ کا عمل
آپؐ کی مدح میں ہر آیتِ قرآنی کی / لاکھ تفصیل سے تفسیر ہو پھر بھی مجمل
ایسا بے سایہ شجر یہ ہے کہ خود اِس کا وجود / خَلق کو سایۂ لطف و کرمِ عزّ و جل
دن کو خورشید کو ہے آپ کے سائے کی تلاش / رات کو ماہ لیے پھرتا ہے اپنی مشعل
قوتِ بازوئے احمدؐ نہ ہو گر ببرِ مدد / ''تیغِ اردی سے نہ ہو ملکِ خزاں مستاصل''
ناخنِ عقدہ کشا اُن کا جو کھولے یہ گرہ / رازِ ہستی نہ رہے عقدۂ مالا ینحل
دیکھے یہ بحرِ کرم تو سوئے طیبہ مڑ جائے / ''سمت کاشی سے چلے گر سوئے متھرا بادل''
خشکیِ چشم سے اِن کی ہو فضا اتنی خنک / ابر خورشید کو خود اٹھ کے اُڑھا دے کمبل
جانبِ عرش یہ جائیں جو سرِ پشتِ بُراق / ساتھ میں ابلقِ ایام رواں ہو کوتل
جیسا اِس دستِ سخا سے ہوا بارانِ کرم / اِس طرح سے تو کبھی کھل کے نہ برسا بادل
عرش پر آپؐ نے وہ نورِ الٰہی دیکھا / طور کی برق بھی تھی جس سے کم از یک مشعل
یہ وہ پروردۂ آغوشِ ابوطالبؑ ہے / جس کا کونین میں ثانی نہ مماثل نہ بدل
اس طرح گود میں آئے یہ ابوطالبؑ کی / جیسے ہو رحل پہ ایمان کی وحیِ مُنزل
یوں گلِ آمنہؑ ہے دستِ ابوطالبؑ پر / جیسے زمزم کی وہ موجیں یہ نبوت کا کنول
یہ وہ آغوش، جس آغوش کی زینت ٹھہرا / ایک پیغمبرؐ آخر، اک امامؑ اول
کائنات ان کی غلامی میں خدا نے دے دی / ہوگیا عرش سے تا فرش محمدؐ کا عمل
ان کی ٹھوکر نے سرِ نخوتِ شاہی توڑا / ڈھا دیئے قیصر و کسریٰ کے فلک بوس محل

یہ نہ آتے تو نہ انساں کو شرف ہاتھ آتا
یہ نہ ہوتے تو یہ دنیا تھی جہنم کا بدل

اِن کے در سے جو میسّر ہو تو مٹی اکسیر
اِن کے گھر سے جو نہ ہاتھ آئے وہ سونا پیتل

جو گیا عرشِ الٰہی پہ بھی نعلین سمیت
اس کی خدمت میں چل اے میرے قلم سر کے بل

پیش کر لکھ کے عریضہ یہ کہ اے رحمتِ حق
مظہرِ نورِ خدا، منزلِ وحیِ مُنزَل

تو وہ ممدوح کہ معبود ہے تیرا مدّاح
کیا قصیدہ ترا لکھے گا کوئی عبدِ اقل

تیری عظمت کو سمجھ سکتا ہے پھر کون بھلا
اس کے ادراک سے عاجز ہو جو عقلِ اوّل

میرے اشعار میں آ ہی نہ سکا عکسِ جمال
لاکھ کی آئینۂ فکر پہ فن کی صیقل

بس دُعا یہ ہے کہ اے خسروِ ملکِ رحمت
اے شہِ عرش حشم، سرورِ اقلیم ازل

میرے اس شہر پہ یوں قہرِ خدا کا ہے نزول
بن گیا دشتِ قضا گلشنِ امید و امل

زخمیوں کی کہیں چیخیں، کہیں بارود کی بُو
ہر نفس موت ہے، ہر گام پہ ہے اک مقتل

کشتِ احساس میں خود نفرتیں بوئیں ہم نے
دل کی کھیتی میں تعصب کے اُگائے حنظل

اب وہی فصلِ جنوں خیز ہوئی بار آور
اب وہی بغض و تعصب کے شجر لائے ہیں پھل

ہم سمجھتے ہیں یہ اپنے ہی کئے کی ہے سزا
اک نہ اک دن تو ہے دُنیا میں مکافاتِ عمل

چکھ لیا ہم نے بہت بُغض و تعصب کا مزا
اب سزا ختم ہو، اے رحمتِ حق روحِ ازل

ختم ہو آپ کے صدقے میں بس اب دَورِ عذاب
مرکزِ امن و اماں پھر سے بنے یہ مقتل

خوں کی بارش کی جگہ بارشِ رحمت ہو یہاں
خوب گھِر گھِر کے اُٹھے رحمتِ حق کا بادل

قلزمِ خوں ہو، نہ لاشوں کے جزیرے اس میں
کھیت زَخموں کے کہیں ہوں نہ لہو کی دلدَل

شر بشر میں ہو نہ انساں میں درندہ صفتی
آدمی پھر سے ہو مخلوقِ خدا میں افضل

پھر مُسلمان بنے عظمتِ انساں کا امیں
پھر سے پھولے پھلے اسلام کا گلزارِ امل

آپؐ کے دشمنوں کے واسطے دوزخ کا عذاب
اور غلاموں کے لئے حشر میں جنّت کے محل

گلشنِ نعت رہے تابہ قیامت شاداب
شجرِ فکر میں آتے ہی رہیں مدح کے پھل

بعد مرنے کے بھی زندہ رہے اشعار سے نام
تیرے مداح کو مرنے پہ بھی آئے نہ اجل

ساحرؔ اس صاحبِ اعجاز کا اعجاز ہے یہ
نعت لکھتا ہوں تو قرطاس پہ کھلتے ہیں کنول

صہبا اختر

صبح دم جب بزمِ گل میں چہچہاتے ہیں طیور
پُو پھٹے جب جھلملاتا ہے فضائے شب میں نُور
روشنی جب پردۂ ظلمت سے کرتی ہے ظہور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

چاندنی کے تار جب بنتے ہیں دامِ عنکبوت
صورتِ غارِ حرا ہوتا ہے جب شب کا سکوت
جب ابھرتی ہے اُفق سے اک جبین صدرشکِ طور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

جب مہکتی ہیں ہوائیں، جاگتے ہیں دشت و راغ
جب سرِ ہر برگِ گل جلتے ہیں شبنم کے چراغ
جب اُجالے توڑ دیتے ہیں اندھیروں کا غرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اک ہوائے سرخوشی میں جھومتے ہیں جب نہال
جب اذاں بن کر چمک اٹھتی ہے آوازِ بلالؓ
دل پہ جب اسمِ محمدؐ سے برستا ہے سرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

دھڑکنوں سے آتی ہے جس دم صدائے یارسولؐ
جب مرے سینے میں کھلتے ہیں ولائے حق کے پھول
جب مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دُور دُور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

کوزۂ دل میں سما جاتی ہے جب ارضِ بسیط
نیم خوابی نیم وا آنکھوں پہ ہوتی ہے محیط
اور جب پوری طرح بیدار ہوتا ہے شعور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

صبحِ صادق کی طرح صدیق تھا جو وہ حسیں
دولتِ لوح و قلم کا جو امیں تھا وہ امیں
جب قلم کی روشنی بنتے ہیں یہ القابِ نور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

عرش سے تا فرش جب آتی ہے آوازِ درود
ہر طرف ہوتا ہے جب پاکیزہ کرنوں کا ورود
جب نظر آتا ہے ہر ذرّہ مثالِ کوہِ طور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

ضو بداماں صوت میں جب گونجتی ہے برملا
المزمّل، المدثر، المبشّر کی صدا
اور جب قرآن کی آیات سے اٹھتا ہے نور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

کچھ نہیں ہے پاس میرے اک تصور کے سوا
یہ تصوّر بھی نہیں کچھ اک تحیّر کے سوا
پھر بھی جب میرا تصور دیکھتا ہے کچھ ضرور

تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

جب فضا ہوتی ہے زلفِ عنبریں سے مشکبار
جب نگاہوں پر برستے ہیں سماوی آبشار
جب خیالوں میں ابھرتے ہیں لب و رخسارِ نور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

جب ملک بھی نعت خواں ہوتے ہیں میرے ساتھ ساتھ
جب مرے شانوں پہ ہوتا ہے کسی سورج کا ہاتھ
جب مرا دل ظلمتِ دنیا سے ہوتا ہے نفور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

بجلیاں جب ٹوٹتی ہیں خون کے اوراق پر
آندھیاں جب سنسناتی ہیں مرے آفاق پر
ان کے صدقے، مطمئن رہتا ہے قلبِ ناصبور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

اُن کے قدموں کی تجلی میرے صبح و شام پر
دائماً رحمت ہیں صہباؔ اور ان کے نام پر
بخش دیتا ہے خدا جب مجھ سے عاصی کے قصور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہوں گے حضورؐ

امیرؔ مینائی لکھنوی

المتوفی: ۱۹۰۰ء

خلق کے سرور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مرسلِ داور، خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ مجسّم، نیّرِ اعظم، سرورِ عالم، مونسِ آدم
نوحؑ کے ہمدم، خضرؑ کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ جہاں ہیں عرش مکاں ہیں شاہِ شہاں ہیں، سیف زباں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

قبلۂ عالم، کعبۂ اعظم، سب سے مقدم راز کے محرم
جانِ مجسّم، روحِ مصوّر، صلی اللہ علیہ وسلم

دولتِ دُنیا خاک برابر، ہاتھ کے خالی دل کے تونگر
مالکِ کشور تخت بہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم

رہبرِ موسیٰؑ، ہادیٔ عیسیٰؑ تارکِ دنیا، مالکِ عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ، خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

سروخراماں، چہرہ گلستاں، جبہہ تاباں، مہرِ درخشاں
سنبلِ پیچاں، زلفِ مُعَنبر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ نعت امیرؔ اپنا ہے پیشہ
ورد ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

امیرؔ مینائی لکھنوی

سکہ رائج جب سے دینِ مصطفیؐ کا ہوگیا
غلغلہ ساری خدائی میں خدا کا ہوگیا

جب سے دل دیوانہ محبوبِ خدا کا ہوگیا
مصطفیؐ اس کے ہوئے وہ مصطفیؐ کا ہوگیا

اوّلِ بعثت میں ختم الانبیا پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا میں اِنتہا کا ہوگیا

طوق دینِ مصطفیؐ کا جس کی گردن میں پڑا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہوگیا

التجا پر اُمّت عاصی کی جب آمیں کہی
بول بالا ان غریبوں کی دعا کا ہوگیا

دونوں رخساروں کی مِدحت میں ہوا موزوں جو شعر
ترجمہ شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ کا ہوگیا

نعت میں ہم نے جو لکھا ایک پرچہ بھی امیرؔ
مل گئی دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہوگیا

بیدمؔ شاہ وارثی

الـمتوفی : ۱۹۴۴ء

آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحفِ ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لے کے مرادِ دل آئیں گے مرجائیں گے مٹ جائیں گے
پہنچیں تو ہم تا کوئے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

طوبیٰ کی جانب تکنے والو، آنکھیں کھولو، ہوش سنبھالو
دیکھو قدِ دل جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نام اسی کا بابِ کرم ہے دیکھ یہی محرابِ حرم ہے
دیکھ خمِ ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو مہکی، بیدمؔ دل کی دُنیا لہکی
کھُل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ بیدمؔ شاہ وارثی

کیا پوچھتے ہو گرمیِ بازار مصطفیٰؐ
خود بک رہے ہیں آ کے خریدارِ مصطفیٰؐ

دل ہے مرا خزینۂ اسرارِ مصطفیٰؐ
آنکھیں ہیں دونوں روزنِ دیوار مصطفیٰؐ

پھیلا ہوا ہے چاروں طرف دامنِ نگاہ
اور لٹ رہی ہے دولت دیدار مصطفیٰؐ

تفسیرِ مصحفِ رخِ پرنور والضحیٰ
واللیل شرحِ گیسوئے خمدار مصطفیٰؐ

نعلین پا سے عرش معلےٰ کو ہے شرف
روح الامیں ہیں حاشیہ بردارِ مصطفیٰؐ

بیدمؔ نہ آؤں جا کے دیار رسولؐ سے
تربت ہو زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفیٰؐ

حسرتؔ موہانی

المتوفی: ۱۹۵۱ء

مظہرِ شانِ کبریا صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

آئینۂ خدا نما صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

موجبِ نازِ عارفاں، باعثِ فخرِ صادقاں

سرور و خیرِ انبیا صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

مرکزِ عشقِ دل کشا، مصدرِ حسنِ جاں فزا

صورتِ و سیرتِ خدا صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

مونس دل شکستگاں، پشت پناہِ خستگاں

شافعِ عرصۂ جزا صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

حسرتؔ اگر رکھے ہے تو بخششِ حق کی آرزو

وردِ زباں رہے سدا صَلِّ علیٰ محمدٍؐ

حسرتؔ موہانی

(۲)

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں
پھر پیش نظر ہوگئیں جنت کی فضائیں

اے قافلے والو، کہیں وہ گنبدِ خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل یہ عبائیں یہ قبائیں

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرتؔ انہیں دیتے ہیں وہ سب دل سے دعائیں

(۳)

پھر یاد جو آئی ہے مدینے کی بلانے
کیا یاد کیا پھر مجھے شاہِ دوسرا نے

ایسا ہے تو پھر فکر ہے کیا زادِ سفر کی
کیا غیب کے کھل جائیں گے مجھ پر نہ خزانے

میں غلبۂ اعدا سے ڈرا ہوں نہ ڈروں گا
یہ حوصلہ بخشا ہے مجھے شیرِ خداؑ نے

تھا شب کو جو میں حاضرِ دربارِ محمدؐ
چھوڑا ہے اثر دل پہ عجب اس کی فضا نے

حسرتؔ مجھے اُس جانِ جہاں سے ہے تعلق
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی جانے کہ نہ جانے

بہزآد لکھنوی

المتوفی: ۱۹۵۵ء

آنکھ فدائے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم
قلب نثارِ کوئے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

خوشبوئے کونین سے بہتر، پھولوں سے برتر کلیوں سے بڑھکر
خوشبوئے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دُنیا میری ذکرِ مدینہ، دین مرا دینِ شہِ بطحا
ایماں میرا روئے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

صرف نظر کا ذکر ہی کیا ہے، ذکر ہی کیا ہے فکر ہی کیا ہے
کہتا ہے دل چل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

روح ہے لرزاں دل ہے پریشاں آنکھ ہے تر چہرہ افسردہ
لائی صبا پھر بوئے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

رنج والم کب ہیں مرے شایاں کیوں نہ رہوں بہزآد میں شاداں
بن کے گدائے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بہزؔاد لکھنوی

نبیؐ مکرم، شفیع دو عالم — جو ہے رحمتِ کرد گار اللہ اللہ
امیدِ کل و آرزوئے زمانہ — جو ہے نازشِ روزگار اللہ اللہ
غریبوں کا مولیٰ، یتیموں کا والی — کرم گستر و غم گسار اللہ اللہ
سرِ بزم اک شمع ہر رنگ ہر گوں — سرِ رزم اک شہسوار اللہ اللہ
یہ عالم کہ باوصف مختاریؔ کل — یہ حلم اور یہ انکسار اللہ اللہ

ادب سے جھکائے ہیں سر دونوں عالم
یہ شان اور یہ عز و وقار اللہ اللہ

(۲)

درِ خیر الوریٰ ہے اور میں ہوں — مرے غم کی دوا ہے اور میں ہوں
مرادوں کو ملی ہے منزلِ شوق — دعاؤں کا صلہ ہے اور میں ہوں
مرے ارمان مچلتے جارہے ہیں — درِ حاجتِ روا ہے اور میں ہوں
خوشا قسمت کہ محراب النبیؐ میں — کسی کا نقشِ پا ہے اور میں ہوں
بھرا ہے جس نے دامانِ دو عالم — وہی دستِ سخا ہے اور میں ہوں
درِ اقدس کے آگے دل ہے لرزاں — کہ ان کا سامنا ہے اور میں ہوں
ہوا ہوں بابِ رحمت سے جو داخل — عطاؤں پر عطا ہے اور میں ہوں

دکھا بہزؔاد کو ہر سال بطحا
یہی پیہم دُعا ہے اور میں ہوں

مولانا مناظر احسن گیلانی

المتوفی : ۱۹۵۶

پیارے محمدؐ جگ ساجن
تم پر واروں تن من دھن

تم ری صورتیا من موہن
کبھو کرائیو تو درشن

جیا کلپھڑے دلوا ترسے
صل اللہ علیک نبینا

تم ری ڈوریا کیسے چھوڑوں
تم سے توڑوں کس سے جوڑوں

تم ری گلی کی دھول بٹوروں
تم رے نگر میں دم بھی توڑوں

جی کا اب ارمان یہی ہے
آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے
صل اللہ علیک نبینا

یوسف ظفرؔ

المتوفی : ۱۹۷۲ء

حامل قرآں، نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم
شاہِ عرب، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ظاہر و باطن نور کا مامن ظاہر انساں باطن قرآں
دہر میں وہ اللہ کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم

بت خانے برباد ہوئے اور کفر سے دل آزاد ہوئے
اس سے خدا کا دین ہے محکم صلی اللہ علیہ وسلم

عصمت و عفت کا رکھوالا، درسِ اخوت دینے والا
عظمت کے اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

بے کس و ناکس کا وہ حامی، رحمتِ ایزد کا وہ پیامی
بارگہِ حق میں ہے مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھوں سلام اے ہادیٔ برحق! امت پھر محتاج ہے تیری
جس کی زباں پر اب بھی ہے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

یوسف ظفر

وہ مظہرِ ذات، تیرے محبوب
ہم جن کے وسیلے سے ہیں محبوب
رُکتی ہے زباں کہ نام لیجیے
ہو دل ہی زباں تو کام لیجئے
کیا شان ہے ان کی اللہ اللہ
کونین تمام ان کا صدقہ
یہ نور و ظہور ان کی خاطر
منزل ہیں وہی، جہاں مسافر
افلاک پہ ہے درود خواں تو
ہے جن و ملک کا ہم زباں تو
یاں ہم ہیں ترے کرم کے مظہر
ہے صلِ علیٰ وہ نام لب پر
میں کیسے لکھوں وہ ذات کیا ہے
تو جانتا ہے، کہ تو خدا ہے
کوثر کی شراب ہو تو لکھوں
اظہار کی تاب ہو تو لکھوں
آنکھوں میں ہو نورِ سرمۂ طور
سینہ ہو تجلیوں سے معمور
حاصل ہو خیال کو رسائی
معدوم ہو میری بے نوائی
ہو جلوۂ طور اور میں ہوں
پھر ذکرِ حضورؐ اور میں ہوں
دل شمع صفت ہے، ان کے دم سے
لایا ہوں چراغ یہ حرم سے

لولاک لما ہے شانِ احمدؐ
قرآن ہے ترجمانِ احمدؐ

آغا شورشؔ کاشمیری

الشوفی : ۱۹۷۵ء

ہم پہ ہو تیری رحمت جم جم صلی اللہ علیک وسلم
تیرے ثنا خواں عالم عالم صلّی اللہ علیک وسلم
ہم ہیں تیرے نام کے لیوا اے دھرتی کے پانی دیوا
یہ دھرتی ہے برہم برہم صلّی اللہ علیک وسلم
تیری رسالت عالم عالم، تیری نبوت خاتم خاتم
تیری جلالت پرچم پرچم صلّی اللہ علیک وسلم
دیکھ تری اُمّت کی نبضیں ڈوب چکی ہیں ڈوب رہی ہیں
دھیرے دھیرے مدھم مدھم صلّی اللہ علیک وسلم
دیکھ صدف سے موتی ٹپکے دیکھ حیا کے ساغر چھلکے
سب کی آنکھیں پُرنم پُرنم صلّی اللہ علیک وسلم
قریہ قریہ بستی بستی دیکھ مجھے میں دیکھ رہا ہوں
نوحہ نوحہ ماتم ماتم صلّی اللہ علیک وسلم
اے آقا اے سب کے آقا ارض و سما ہیں زخمی زخمی
ان زخموں پر مرہم مرہم صلّی اللہ علیک وسلم

آغا شورشؔ کاشمیری

خود ربّ دو جہاں ہے خریدارِ مصطفیٰؐ
دیکھے تو کوئی گرمیِ بازارِ مصطفیٰؐ
لاؤں کہاں سے شہپرِ جبریل کی اُڑان
دل کھینچ رہا ہے جانبِ دربارِ مصطفیٰؐ
ڈھلنے لگی ہے سورۂ واللیل میں صبا
کھلنے لگے ہیں گیسوئے خمارِ مصطفیٰؐ
غارِ حرا سے کرب و بلا کے مقام تک
دیدہ وروں پہ فاش ہیں اسرارِ مصطفیٰؐ
قرآں کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا
تمثیلِ بے مثال ہے کردارِ مصطفیٰؐ
شورش بہ فیضِ خواجۂ کونین دیکھ لیں
جی چاہتا ہے کوچۂ بازارِ مصطفیٰؐ

نصراللہ خاں عزیزؔ

المتوفی: ۱۹۷۶ء

صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ رسالت ہادیِ اکرم مہبطِ قرآں رحمتِ عالم
سب سے مکرم سب سے معظم ماہِ منور نیّرِ اعظم

صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے پیارے ناموں والا اچھے اچھے کاموں والا
جنت کے انعاموں والا مرسلِ برحق، نازشِ آدم

صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی سیرت خُلقِ قرآں جس کی صورت آیۂ رحماں
راہِ ہدیٰ کی شمعِ فروزاں پیکرِ خُوبی حسنِ مجسم

صلی اللہ علیہ وسلم

حفیظ جالندھری

المتوفی: ۱۹۸۲ء

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبؐ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے سرِّ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزّت افزائی زہے تشریف ارزانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربّانی

سلام اے صاحبِ خُلقِ عظیم انساں کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی

تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسّم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

اگرچہ فقرِ فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِّ کسرائی و خاقانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہوچکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہوجائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرّے کو تابانی

ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

حفیظؔ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروّت سے ہے نورانی

حفیظ جالندھری

محمد مصطفیٰؐ محبوب داور، سرورِ عالم
وہ جس کے دم سے مسجودِ ملائک بن گیا آدم

دلائے حق پرستوں کو حقوقِ زندگی جس نے
کیا باطل کو غرقِ موجۂ شرمندگی جس نے

غلاموں کو سریرِ سلطنت پر جس نے بٹھلایا
یتیموں کے سروں پر کردیا اقبال کا سایا

گداؤں کو شہنشاہی کے قابل کردیا جس نے
غرورِ نسل کے افسوں کو باطل کردیا جس نے

محمد مصطفیٰؐ موجِ سپہرِ اوجِ عرفانی
ملی جس کے سبب تاریک ذرّوں کو درخشانی

وہ جس کا ذکر ہوتا ہے زمینوں، آسمانوں میں
فرشتوں کی دعاؤں میں مؤذن کی اذانوں میں

بہادر شاہ ظفرؔ

المتوفی :۱۸۶۲ء

اے سرورِ دو کون شہنشاہِ ذو الکرم
سرخیل مرسلین و شفاعت گر امم

موکبِ ترا ملائک و مرکب ترا براق
مولد ہے تیرا مکّہ و معبد ترا حرم

رنگِ ظہور سے ترے گلشن رُخِ حدوث
نورِ وُجود سے ترے روشن دل قدم

ہوتا کبھی نہ قالبِ آدمؑ میں نفخِ روح
بھرتا اگر خدا نہ محبت کا تری دَم

ٹوٹا جو کفر قوّتِ اسلام سے ترے
صد جائے سے شکستہ ہے زنارِ موجِ یم

تو تھا سریرِ اوجِ رسالت پہ جلوہ گر
آدمؑ جہاں ہنوز پسِ پردۂ عدم

کرتا تھا تیرے اسمِ مبارک کو دل پہ نقش
اس واسطے عزیزِ جہاں ہوگیا ورم

اے معدنِ کرم تری ہمت کے روبرو
کمتر ہے سنگریزہ سے قدرِ نگینِ جم

محروم تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا
کیونکر نہ چاک اپنا گریباں کرے قلم

عالم کو تیرا نور ہوا باعثِ ظہور
آدم ترے ظہور سے ہے مظہرِ اتم

والّیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثناء
والشّمس ہے ترے رُخِ پر نور کی قسم

قرآں میں جبکہ خود ہو ثنا خواں ترا خدا
کیا تاب پھر قلم کو جو کچھ کر سکے رقم

تیری جنابِ پاک میں ہے یہ ظفرؔ کی عرض
صدقے میں اپنی آل کے اے شاہِ محتشم

صیقل سے اپنے لطف وعنایت کے دُور کر
آئینۂ ضمیر سے میرے غبارِ غم

پہنچا نہ آستانِ مقدس کو تیرے میں
اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشمِ نم

پرخاک آستاں کو تری اپنی چشم میں
کرتا ہوں سرمہ سیل تصوّر سے دم بدم

سراج الدین ظفرؔ

سبوئے جاں میں چھلکتا ہے کیمیا کی طرح
کوئی شراب نہیں عشقِ مصطفیٰؐ کی طرح

وہ جس کے لطف سے کِھلتا ہے غنچۂ ادراک
وہ جس کا نام نسیمِ گرہ کشا کی طرح

طلسمِ جاں میں وہ آئینہ دارِ محبوبی
حریمِ عرش میں وہ یارِ آشنا کی طرح

سوادِ صبحِ ازل جس کے راستے کا غبار
طلسمِ لوحِ ابد جس کے نقشِ پا کی طرح

وہ عرش و فرش و زمان و مکاں کا نقشِ مرادٰ
وہ ابتدا کے مطابق وہ انتہا کی طرح

اسی کے حسنِ سماعت کی تھی کرامتِ خاص
وہ اک کتاب کہ ہے نسخۂ شفا کی طرح

بغیر عشقِ محمدؐ کسی سے کھُل نہ سکے
رموزِ ذات کہ ہیں گیسوئے دوتا کی طرح

ریاضِ مدحِ رسالتؐ میں راہوارِ غزل
چلا ہے رقص کناں آہوئے صبا کی طرح

جمالِ روئے محمدؐ کی تابشوں سے ظفرؔ
دماغِ رند ہوا عرشِ کبریا کی طرح

(۲)

اے خاتم الرسل شہِ دوراں تمہیں تو ہو
نذرانہ جس کا ہے گہرِ جاں تمہیں تو ہو

ہر آئینے کو جلوہ گہِ شش جہات میں
جس نے دیا ہے دیدۂ حیراں تمہیں تو ہو

نوعِ بشر کا محسنِ اعظم تمہارا نام
عالم ہے جس کا بندۂ احساں تمہیں تو ہو

صبحِ ازل منوّر و تاباں تمہیں سے تھی
شامِ ابد کی شمع فروزاں تمہیں تو ہو

رشتہ ہماری ذات کا یزداں سے استوار
جس نے کیا وہ پرتوِ یزداں تمہیں تو ہو

ہر امرِ کائنات تمہاری نظر میں ہے
آگاہِ رازِ ظاہر و پنہاں تمہیں تو ہو

ہر مسئلے میں رشد و ہدایت تمہیں سے ہے
ہر فیصلے میں عدل کی میزاں تمہیں تو ہو

وہ جس نے جسم، جاں میں نئی روح پھونک دی
وہ جس سے زندگی ہوئی جولاں تمہیں تو ہو

شاداب جس کے فیض سے میرے دل و دماغ
وہ موجۂ نسیمِ گلستاں تمہیں تو ہو

مجھ بے نوا و بے سرو سامانِ شہر کو
جس نے عطا کیا سرو ساماں تمہیں تو ہو

مجھ رندِ بے شعور کے دامانِ تنگ کو
بخشی ہے جس نے دولتِ عرفاں تمہیں تو ہو

میں نے طوافِ کوئے غزالاں کے باوجود
باندھا ہے جس سے شوق کا پیماں تمہیں تو ہو

سراج الدین ظفرؔ

شرابِ عشق نبیؐ سے جو فیض یاب ہوئے
قدح گسار بھی بیگانۂ شراب ہوئے

جلا جو دل میں چراغِ جمالِ مصطفوی
سیاہ رو شجر طور کا جواب ہوئے

ہوئی طلوع جو سینے میں آرزوئے رسولؐ
جو وسوسے تھے دلوں کے خیال و خواب ہوئے

ہر ایک شے کا مقدر بدل دیا اُس نے
نظر اٹھائی تو ذرّے بھی آفتاب ہوئے

ادا شناس تھی میزان انتخاب اس کی
گدا بھی منتخبِ چشمِ انتخاب ہوئے

مٹے ہوؤں کو ابھارا نقوشِ نو کی طرح
ستم زدوں پہ کرم اس کے بے حساب ہوئے

دیا وہ رتبۂ نو بوریہ نشینوں کو
کہ بوریے بھی انہیں خلعت و خطاب ہوئے

حافظ مظہر الدین

المتوفی: ۱۹۸۰ء

سید و سرور و وقار حرم — عظمتِ کعبہ و دیار حرم
نقشِ رنگین صانعِ قدرت — روغن روئے زر نگارِ حرم
مہبطِ وحی و مخزنِ اسرار — غیب آگاہ و راز دارِ حرم
آرزو و مرادِ مشتاقاں — مرکزِ حسن و عشق، یارِ حرم
سرِّ وحدت، جمالِ ہوشربا — شانِ سبحان و در کنارِ حرم
بامقاماتِ غیرتِ جبرئیل — باعنایات، جاں سپارِ حرم
جلوۂ گلستانِ لاہوتی — مظہر ذات، افتخار حرم
حسن تخلیق و باعثِ تخلیق — نازشِ دوجہاں، قرار حرم
اولیں نور، اولیں انعام — آخری جلوۂ بہارِ حرم
فقر سرمایہ، بوریہ بستر — ہے زور سیم تاجدارِ حرم
کیف افروزِ محفل ہستی — وجہِ سرمستی بہارِ حرم
نور افشانِ عالم موجود — رونقِ قبلہ، اعتبارِ حرم
ضامنِ عصمتِ بنائے خلیل — پاسبانِ و نگاہ دارِ حرم
من رأنی فقد رای الحق گفت — خاتمِ انبیاء، نگارِ حرم
فخرِ کونین، فخرِ موجودات — تیرا کوچہ ہے افتخارِ حرم
تیری تکبیر اور تری تہلیل — نغمۂ سازِ آبشارِ حرم
تیرا روضہ ہے مطلعِ انوار — تیرا گنبد ہے اعتبارِ حرم
صاحبِ لطف و جود خلقِ عظیم — مجھ کو بھی بخش دے جوارِ حرم

تیرا دستِ سخا، یدِ قدرت — تیرے قبضے میں ہے دیارِ حرم
دے جگہ اپنے آستاں کے قریب — کر عطا کوئی ریگ زارِ حرم
غازۂ رُخ ہو خاکِ راہِ حجاز — سرمۂ چشم ہو غبارِ حرم
عشق کو سوز و ساز ہے مطلوب — اے جواں عزم، ہو غبارِ حرم
میں بھی ہوں خاک بوس راہ ترا — میں بھی ہوں ایک خاکسارِ حرم
میں بھی ہوں گلشنِ محبت میں — گل نورستۂ بہارِ حرم
ایک کہنہ وفا شعار ترا — ایک دیرینہ ریزہ خوارِ حرم
کشتۂ ناز، کشتۂ انداز — سینہ بریان و دل فگارِ حرم
نغمہ خواں نغمہ ساز، نغمہ سرا — بلبلِ گلشنِ بہارِ حرم
میرے آنسو ہیں عشق کا ہدیہ — میرے جذبات ہیں نثارِ حرم
دست بکشاد دست گیری کن — طے نہ یوں ہوگی رہگذارِ حرم
پاشکستہ بھی ہوں ملول بھی ہوں — نظرِ لطف شہر یارِ حرم
المدد المدد شہِ کونینؐ — وقتِ نصرت ہے غمگسارِ حرم
الغیاب الغیاب میر عرب — آج خطرے میں ہے وقارِ حرم
متحد ہیں یہود بہرِ قتال — منتشر جملہ شہسوارِ حرم
ہیں کلیسا و دَیر شیر و شکر — زہر آلود خلفشارِ حرم
ہائے انجامِ کار کیا ہوگا — لے نہ ڈوبے یہ انتشارِ حرم

چارہ سازِ شکستگاں! فریاد
دیکھ پامالیٔ بہار حرم

ملّا وجہی

المتوفی: ۱۴۳۶ء

محمدؐ نبی نانو تیرا ہے — عرش کے اُپر چھانو تیرا ہے
کہ چودہ ملک کا تو سلطان ہے — علیؓ سا ترے گھر میں پردھان ہے
اسی ہور اک لاک پیغمبر آئے — وَلے مرتبا کوئی تیرا نہ پائے
چھپا نور سب کا ترے نور انگے — کہ جیوں تارے چھپتے اہے سور انگے
مسیحاؑ بندا آج تجھ راز کا — معلم اہے نوحؑ تو جہاز کا
عرش کرسی تج گھر ہے در آسماں — توں سورج ہے بادل ترا سایہ باں
توں سلطان مصحف علم ہے ترا — نبیاںؑ ہور ولیاںؒ حشم ہے ترا
اوّل ہور تھا دین اب ہور ہوا — محمدؐ تے تو دین در روز ہوا
محبّت، مروّت، وفا ہور حلم — حلیمی سلیمی عمل ہور علم
توں پیدا ہُوا یوں ہویدا ہوئے — اول یونہ تھے تج تے پیدا ہوئے
نود نو ہیں تج ناؤ یک ناؤنیں — توں رب چھانو ہے چھانوکوں چھانو نیں
توں نور ہور نورچہ ترا نانو ہے — کہ چندر تج چندر کیرا چھانو ہے
جو دن چھانو تیرا اُجالا اچھے — نہ نس توں کہ تجھ چھانو کا لا اچھے
کہ تو نور تج چھانو بھی نور ہے — اندھارا اُجالے ستی دور ہے
اجالا ہے جاں واں اندھارا نہیں — اندھارا ہے جاں واں اجالا نہیں
ترا چھانو دردے جو کہہ طور تے — نکل تیج جھمکیا اوکھ سور تے
تری چھانو کا نور جگ دیک کر — خبر سُن کے موسیٰؑ ہوا بے خبر
جو دیکھے تری چھانو کا ذرہ نور — پڑے مست ہو بھیں پوا برتے سور
امیدوار ہے جگ ترے پیار کا — کہ بخشائے توں پاپ سنسار کا
شفاعت کر نہار سب کا تہیں — اپی لاڈلا ایک رب کا تہیں

صنعتی بیجاپوری

وفات : ۱۶۴۵ء

نبی کریمؐ و شفیع امین
رسولِ خدا رحمت العالمین

کہ جن سر پہ لولاک کا تاج ہے
سو اسکوں عرش آپی محتاج ہے

ثنا جس کی بولیا ہے سبحان نے
سو طٰہٰ و یٰسین و قرآن نے

احد میں تجے نانوں احمدؐ دیا
بجز میم بھی فرق کچھ نین کیا

چندر مشعلہ وار ہو وقتِ شام
جمع کر ستارے کرے تجھ سلام

شرف ہے دو عالم کو تجھ ذات سے
بھی آخر خلاصی ہے تجھ بات سے

ترا نانوں عزت ہے آدم تئیں
ترا اسم ہے ورد عالم تئیں

ترا نانوں ہے ذات بعدِ صفات
کہ جون بیج اول بزاں پھول پات

تجلی تے تجھ پائے جب یک جھلک
کیے سجدہ آدمؑ کوں سارے ملک

عیاں تجھ میں ہے جلوۂ ذو الجلال
ہے عالم کوں معراج تیرا جمال

سزا وارتوں جلوۂ ذات کوں
شرف تجھ نے معراج کی رات کوں

زہے شہ سوار و زہے جنگ پاک
کہ جس سم پہ البرج تھا چاک چاک

سو دیدار اپنا دکھایا تجے
عجب ذوق لذت چکایا تجے

وہ مازاغ کا کحل انکھیاں میں کر
نہ واں زاغ دکھیا نہ واں باغ پر

کسی انبیا کو نہیں تھی یہ بات
جو بے پردہ واصل رہے حق سنگات

ملّا غوّاصی دکنی

المتوفی: ۱۶۵۰ء

سچا توں محمدؐ سچا مصطفےٰ
سچا ہے توں اے احمد مرتضےٰ
تو طٰہٰ تو یٰسین تو ابطحی
تو اُمّی تو مکّی تو مرسل سہی
تو اوّل توں آخر تو ہی ہے امیر
تو ظاہر توں باطن نبیؐ بے نظیر
تہیں ہاشمی ہو قریشی رسول
جکچ تو کہے سو کرے رب قبول
توں قائم تو حجت تو حافظ سچا
تو شافع توں سابق تو واعظ سچا
تقی ہو نخی توں ولی ہو خلیل
دیا تجھ نبی ناؤں ربِّ جلیل
قسم کھاؤں میں سورہ یٰسین سوں
کہ حق بعد ہے جیو مرا تین سوں

حمایت جو مج بس رہے تین کا
محمدؐ علیؑ ہور محی الدین کا

رتن خاص دریائے لولاک کا
جھلک لامکاں نور افلاک کا
محمد نبی سید المرسلیں
سدا روشن اس سے ہے دنیا و دیں
عدم میں تے عالم کو پروردگار
اسی کے کیا نور سوں آشکار
رواج آفرینش کیا سو بیچ
چراغ دھل بینش کیا سور بیچ
ازل محض اس خزانہ وسے
ابد عین اس کا مدینہ وسے
ہوئے ختم اس پر نبوت کے گن
بجے طبل اس کا قیامت لگن
تم اس سے دسے لطف کا سلسبیل
مکھی اس کے ہے شہد کا جبرئیل

حرم کبریا کا سو اس کا مقام
بندا شمس ہور بدر اس کا غلام

محمدؐ نبی سروری اولیاء	نبی مرسلاں پر شفاعت کیا

منور کیا جس تیں اسلام کوں
شفاعت دیا خاص ہور عام کوں

محمدؐ نبی سروری اولیاء	شرف جس تیئں حق نے ہمنا دیا
دیا جس کو تشریف لولاک کا	ہوا جنتی مظہر افلاک کا
تصدق ہمن سار کی کئی ہزار	محمدؐ کے نعلین پر بار بار

ہزاروں ہمن سار کی نیک نام
محمدؐ پہ صدقہ ہیں ساری تمام

ملّا نصرتی

المتوفی: ۱۶۷۴ء

رہے نامور سید المرسلیں
کہ آخر ہے وے شافع المذنبیں

ادا ہوئے نہ حمد احد کی بچن
نراکھے جلگ مدح احمد میں فن

عجب آفرینش کے دریا کا در
کہ جس نورتی بحر ہستی ہے پر

نول رکھ پہ خلقت کے اے دل تو ریج
وہی پھل ہے آخر جو اول ہے بیج

ازل دکھ نہ خلقت کے دریا کا درد
کہ جس نورتی بھر ہستی ہیپر

اٹھا تب تو موجود تمکین میں
جب آدمؑ تھا ماء و والطین میں

جلگ علم آسا کا آدم سبق
پڑیا نین تلگ تھا توں علامِ حق

شرفدا پوتے اس حدکوں پاڑ
بزرگی دھری جو میٹھے پھل تی جھاڑ

حبیب احد تونچہ اے مصطفیٰؐ
تراناؤں یستیچ ہوئے دل صفا

ایسی میم تھے پن معما شگاف
دیکھیں عین احد کوں چہ احمد تے صاف

زہے دین دُنیا میں سرمد ہے تو
توں محمود واں یاں محمدؐ ہے تو

تری ذات تی پائی دنیا سکت
تری سوں چہ محمود اچھے عاقبت

اوچایا ہے توں چرچہ آخر علم
اوّل سب تی جنت میں تیرا قدم

قیامت کے طوفاں میں ہو جگ ادھار
لے جاوے تو امّت کی کشتی کو پار

قیامت کو تیرے طفیل اے دلیل
کرے جگ پہ جنت کوں خوان خلیل

تری شان سرتاج لولاک کا
ترے بخت کوں تخت افلاک کا

کرن کا سورج چھتر بجھ لال ہے
عمود صبا تیرے سر ڈھال ہے

ترا نور اپجتے جو نکلا دھواں
رہے چھاکے دُنیا پہ نور آسماں

سلگتے جوا جوں شرارے ہوئے
چند رسوں ہور سب ستارے ہوئے

سخن صاف مکھ کھول جب تو کریا
سمندر کی سپیاں میں موتی بھریا

پتا کچھ جو بھاری اچھے کوہ قاف
ادھے سایہ تجھ علم کا بے خلاف

ترا خاتم اے خاتم الانبیاء
رسالت کے فرماں پہ سکّہ کیا

ہوا جلوہ گر تب نبوت کا تخت
چڑیا تس پہ جب توں شہِ نیک بخت

جتے عالماں کے چراغاں تے نور
ہوا محو نکلے پہ تجھ ذات سور

ترے داب کے دبدبے تل انگات
دبے دھاک دھر لات عزا منات

ترا معجزہ معجزیاں کے اوپر
کہ کیتا گگن پر تو شق القمر

کرن منکراں کا چہ دعوے تباہ
دیے تجھ نبوت کی حیواں گواہ

ہوا تجھ تے جبرئیلؑ کا طمطراق
شرف تجھ سواری سوں پکڑیا براق

قدم تی ترے نامور فرش ہے
شرف ناک تجھ گردتی عرش ہے

محمد رفعتی فتاحی

المتوفی: ۱۷۰۸ء

گئے ہیں محمد اپن گھر کوں جب
لگے ببا کا ساماں کرنے سوتب
مرتب ہوا ببا کا ساماں جب
کیے ہیں خدیجہؓ کو معلوم تب
خدیجہؓ بھی سامان سب کچھ کیے
بوطالبؓ کیتی یو خبر تب دیئے
بلائے قریشاں بوطالبؓ کے سب
بلائے ہیں بعضی جتے تھے عرب
قبیلے قریشاں کے سب آملے
عجب نور عینی کے در سب کھلے
نبیؐ نے عمامہ بندے سروری
پنے تن پہ جامہ سو پیغمبری
بلند قدا تھے لیلۃ القدر سوں
جھمکتا اچھے موہنے بدرسوں
شیہ زین والیل یغشیٰ کے جوں
منور جبیں والضحیٰ کے سوتیوں

امامی دکنی

المتوفی: اندازاً ۱۷۲۸

که ہیں دو نگینے سلیمان کے
مہر ہیں محمدؐ کے فرمان کے

وہ مالک رسالت ولایت کے ہیں
وہ ہادی حقیقت ہدایت کے ہیں

مرا تن مرے پیر کے تن منیں
مرے پیر کا تن محمد منیں

کہ حیدر سری کا ہے اس کا جمال
محمدؐ کی خصلت ہے اس میں کمال

محمدؐ کیے کوچ جنت طرف
قیامت جہاں میں پری ہر طرف

جہاں کی عمارت کوں برباد کر
عمارت کوں جنت کی آباد کر

کہ صانع کی قدرت نبی پر تمام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

ہزاروں درود اور ہزاروں سلام
محمدؐ اوپر آل یاراں تمام

ختم کر امامی تو خیر الکلام
وصال محمد علیہ السلام

مختار

الّتوفی: ۱۷۵۹ء

کہوں حمد اول اوسی راج کا
نبیؐ کوں دیا تاج معراج کا
عجب دیک محبوب ہے بے بدل
محمدؐ شہ انبیاء از ازل
اسے چار حرفاں کا ہے ناؤں آج
رکھے اس کوں لولاک کا سر پہ تاج
سو ہر حرف کا میں کہوں یوں بیاں
کہ ہے میم محبوبیت کا نشاں
سو حی لے ولایت حمایت اپر
حمایت کی ساری شفاعت اپر
لہو دال ہے او نشانی دوا
جو ہے درد عصیاں کی روح شفا
خزینہ سودا روکا قرآن ہے
کہ سب مومناں کا او ایمان ہے
دکھے درد جیسا سو ویسا علاج
کرے او کہ ہے سب خلائق کا تاج
نتیجہ کیے اسکوں دارین کا
خلاصہ کیے اسکوں کونین کا

سید شاہ سراج الدین سراجؔ

المتوفی : ۱۷۶۴ء

رسولِ خدا سید المرسلیں
قیامت کے دن شافع المذنبیں
نبوت کی مسند کا ہے جانشیں
کرے جس کی تعظیم روح الامیں

عجب روزِ محشر کا سردار ہے
صفِ اصفیا میں وہ سالار ہے
جگت میں روئے سلطنت ہے مدام
جماعت میں ہے انبیا کی امام
رہِ شرع کا ہادیِ مستقیم
شریعت کے دریا کا درِّ یتیم
حبیبِ خدا والیِ روزگار
دو عالم کی اقلیم کا تاجدار
شہِ انس و جاں سب کا مقبول ہے
نبوت کے گلزار کا پھول ہے
کہ جس واسطے خلق پیدا کیا
زمین آسماں سب ہویدا کیا
کہا حق نے لولاک جس شان میں
شہنشاہ ہے ملکِ عرفان میں
سدا گمرہوں کا وہی رہنما
ہے خیر الوریٰ احمدِ مجتبےٰ
عجب ذات مقبول کونین ہے
کہ کونین کا قرۃ العین ہے

سعادت یار خاں رنگینؔ

(المتوفی: پیدائش: ۱۱۷۰ھ، وفات: ۱۲۵۱ھ ۱۸۳۵ء، عمر ۸۰ برس)

سو پیمبر ہے وہ محمدؐ پاک
رشکِ سرمہ ہے جس کے پاؤں کی خاک

خلق کرنا جو اس کا تھا منظور
تو کیا اس روش سے اس کا ظہور

مرضی پاوے گا اپنے جب رب کی
تو شفاعت کرے گا ہم سب کی

شکر کرتے ہیں ہم ہزار ہزار
جو ہمارا ہے ایسا حامیِ کار

جن و انسان کا وہ رہبر ہے
بے شک و شبہ وہ پیمبر ہے

وہ اور اس کے وہ آل اور اصحاب
اور جتنے کہ ان کے ہیں احباب

واسطے ان کے اور طفیلِ رسولؐ
یہ دعا ہے کریم کر تو قبول

بابِ رحمت کو مجھ پہ کیجو وا
فعل بد کی نہ دیجو مجھ کو سزا

جان اور دل سے ہوں میں ان کا غلام
آگ دوزخ کی مجھ پہ کیجو حرام

صباؔ لکھنوی

(المتوفی: ۱۸۵۵)

ہمارے نبیؐ کے ہیں وہ مرتبے
حواس اڑتے ہیں طائرِ قدس کے

یہ رُتبہ حبیبِ خدا کا ہوا
کہ سرتاج سب انبیاء کا ہوا

سحابِ کرم رحمتِ ذوالمنن
رسولؐ ذُوَ القدر شاہِ زمن

حقیقت میں کیا رُتبہ آب و خاک
مجسّم ہُوا نورِ یزدانِ پاک

درِ آبروئے یمِ عزّ و شاں
گلِ رونقِ بوستانِ جہاں

شفیعؐ مطاعؐ نبیؐ کریم
نسیمؐ جسیمؐ قسیمؐ وسیم

عبدالغفور نساخ عظیم آبادی

المتوفی: ۱۸۸۸ء

اب رقم کرتا ہوں نعتِ مصطفیٰؐ
جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا

سیدِ کونین، ختم المرسلینؐ
دورِ آخر میں ہے فخر الاولیں

طے جو کی معراج میں راہ سما
کیوں نہ ہوں محتاج اس کے انبیاء

ہے وہ بے شک رحمت للعالمیں
اس کی مسجد ہے یہ سب روئے زمیں

رحمتِ خلاق خورشید و قمر
ہووے نازل اس کی آلِؓ پاک پر

ایک جو کانِ حیاء و حلم تھا
دوسرا تو باب شہرِ علم تھا

وہ رسولِ حق کہ خیر الناس تھا
حمزہؓ و عباسؓ تھے اس کے چچا

بھیجتا ہوں سو درود و سو سلام
آلؓ و اصحابِؓ نبیؐ پر صبح و شام

شوقؔ قدوائی

المتوفی: ۱۹۲۵ء

ہے وصفِ جنابِ احمدؐ پاک
''لولاک لما خلقت الافلاک''

کونین کا حصر دم پہ ان کے
معراج کا سر قدم پہ انؐ کے

سائے میں تھی شانِ کبریائی
شکل اس سے کبھی نظر نہ آئی

یا بن کے مدادِ کلکِ تقدیر
کی خلق میں قسمتوں کی تحریر

لازم ہے ثنائے اہلبیتؑ اب
تھے دیں کے شجر کے پھول پھل سب

گویا قدِ مصطفیٰؐ شجر تھا
اس میں کوئی گُل کوئی ثمر تھا

سلیم احمد

المتوفی: ۱۹۸۳ء

طبیعت تھی میری بہت مضمحل
کسی کام میں بھی نہ لگتا تھا دل
بہت مضطرب تھا بہت بے حواس
کہ مجھ کو زمانہ نہ آیا تھا راس
مرے دل میں احساسِ غم رم گیا
غبار آئینہ پر بہت جم گیا
مجھے ہوگیا تھا اک آزار سا
مَیں تھا اپنے اندر سے بیمار سا
یونہی کٹ رہی تھی مری زندگی
کہ اک دن نویدِ شفا مل گئی
مجھے زندگی کا سلام آگیا
زباں پر محمدؐ کا نام آگیا
محمدؐ قرارِ دلِ بے کساں
کہ نامِ محمدؐ ہے آرام جاں
ریاضِ خدا کا گلِ سر سَبَد
محمدؐ ازل ہے محمدؐ ابد
محمدؐ کہ حامد بھی محمود بھی
محمدؐ کہ شاہد بھی مشہود بھی
محمدؐ سراج و محمدؐ منیر
محمدؐ بشیر و محمدؐ نذیر
محمدؐ حکیم و محمدؐ کلام
محمدؐ پہ لاکھوں درود و سلام

نظیر اکبر آبادی

المتوفی: ۱۸۳۰ء

(۱)

تم شہِ دنیا و دیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ　　سر گروہِ مسلمیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
حاکم و دین متیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ　　قبلۂ اہل یقیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
رحمۃ للعالمیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

آسماں تم سے شبِ معراج کو روشن ہوا　　عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور وضیا
رنگ و بو گلشن کی جنت کے بڑھائی برملا　　جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی جگہ
واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

تم کو ختم الانبیاء حق بھی حبیب اپنا کہے　　اور سدا روح الامیں آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمہارے سے ملے　　ہے نبوت کا جو اقدس بحر تم اس بحر کے
گوہرِ یکتا تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

ہے تمہاری پشت پر مہرِ نبوت کا نشاں　　اور تمہارا وصف ہے طٰہٰ و یٰسیں میں عیاں
معجزے جو ہیں تمہارے ان کا کب ہووے بیاں　　کشورِ اعجاز جو ہے، اس کے تم باعز و شاں
صاحب تاج و نگیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
واں کے تم مسند نشیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

(۲)

تم ظہورِ اوّلیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
ہمدمِ جاں آفریں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
وجہِ قرآن مبیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
نزہتِ بستانِ دیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
زینتِ خلد بریں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

احمدِؐ مختار ہو تم، یا شہِ ہر دوسرا
ہے تمہارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
خلق میں خواہش سے تم جس امر کو رکھو نیا
دیر اِک پل درمیاں آوے تو یہ امکاں کیا
جس گھڑی چاہو وہیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

وہ تمہارے نقشِ پا سے جو مشرف ہو زمیں
دیکھتا ہے اس کی رفعت رات دن عرشِ بریں
راز تو خلقت کے تم پر ہی کھلے ہیں شاہِؐ دیں
اور جو جو کچھ کہ ہیں اسرارِ ربّ العالمیں
سب کے تم برحق امیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

بالیقیں لطف و کرم کونین میں مشہور ہے
اور تمہیں ہر طور سے لطف کرم منظور ہے
حشر میں گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے
کیا ہوا لیکن دل اس امید میں مسرور ہے
تم شفیع المذنبیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

مخبرِ صادق ہو تم اور حضرتِ خیرالوریٰ
سرورِ ہر دوسرا اور شافعِ روزِ جزا
ہے تمہاری ذات والا منبعِ لطف و عطا
کیا نظیر اِک، اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

نظیر اکبر آبادی

المتوفی: ۱۸۳۰ء

مدیحِ سرورِ کونین میں خامہ اٹھاتا ہوں خیالِ کفر کی ظلمت پہ اک بجلی گراتا ہوں
شبِ اوہام ہے شمعِ یقیں محفل میں لاتا ہوں چراغِ طور ایمن کوہِ معنی پر جلاتا ہوں
الٰہی شوخیِ برقِ تجلّی وہ زبانم را
قبول خاطرِ موسیٰ نگاہاں کن بیانم را
محمدؐ پیشوا ہیں رہبرِ خلقِ دو عالم ہیں معزز ہیں مقدس ہیں معظّم ہیں مکرّم ہیں
فروغِ محفلِ ہستی میں نورِ عرشِ اعظم ہیں حبیبِ حق ہیں ممدوحِ ملک ہیں فخرِ آدم ہیں
انہیں کے دم سے تو رنگِ گلِ ہستی کی زینت ہے
انہیں کی بُو سے عطر آگیں نبی آدم کی طینت ہے
انہیں کے دل کی آگاہی ہوئی تھی رازِ فطرت پر انہیں کی طبع کو وجد آگیا تھا سازِ فطرت پر
وہی چشمِ خدا بیں محو تھی اندازِ فطرت پر انہیں کا ناز غالب آگیا تھا نازِ فطرت پر
وقائع ان کے عزم و فکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
ذرائع غیب سے تکمیل مقصد کو نکلتے تھے
وہ نظریں ساقیِ میخانۂ یزداں پرستی تھیں وہ آنکھیں مظہرِ انوارِ رازِ بزمِ ہستی تھیں
انہیں پر بدلیاں خالق کی رحمت کی برستی تھیں اسی محفل کی بخشیں خلد کے پھولوں میں بستی تھیں
اسی سرکار نے رُتبہ بڑھایا طبعِ انساں کا
اسی دربار نے خلعت پنہایا نورِ ایماں کا

سعادت نظیر

اے رفعتِ آدم کے علمدار محمدؐ
اے حاصلِ گنجینۂ اسرار محمدؐ
اے جوہرِ آئینۂ کردار محمدؐ
تو نقدِ حقائق کا ہے معیار محمدؐ
ہے کون نہیں جو شرفِ ذات کا قائل
عالم ہے ترے درسِ مُساوات کا قائل

ہے اہلِ نظر میں سرِ فہرست ترا نام
بگڑی ہوئی دنیا کو بنانا تھا ترا کام
سمجھا دیے تو نے عملاً معنیِ اسلام
اسلام حقیقت میں ہے اک امن کا پیغام
بل رہ گئے سب ظلم کی رسّی کے نکل کے
دم تو نے لیا زاویۂ فکر بدل کے

نفرت کا عداوت کا نشاں دل سے مٹایا
بھولا ہوا الفت کا سبق یاد دلایا
اِفلاس کے مارے ہوئے انساں کو جلایا
آئینۂ تعمیر زمانے کو دکھایا
ہے نقشِ قدم میں ترے وہ نور کا عالم
موسیٰ ہوں تو محسوس کریں طور کا عالم

تھی درد بھرے دل میں یتیموں کی محبت
جب تجھ سے ملے بھول گئے باپ کی شفقت
کی تو نے بہر حال غریبوں کی حمایت
تھا کون سی منزل پہ کمالِ بشریّت
دنیا میں یہ احساسِ شرافت نہیں ملتا
دل ملتے ہیں یہ جذبۂ خدمت نہیں ملتا

وہ راہِ عمل میں تری دن رات مشقت
باغوں میں کبھی تھی کبھی کھیتوں میں ریاضت
وہ کوششِ پیہم وہ کدوکاوش و محنت
دیکھی کسی قائد میں نہ یہ شانِ قیادت
اس طرح کا رہبر کوئی لائے گا کہاں سے
خود بھی وہی کرتا ہو جو کہتا ہو جہاں سے

شاد عظیم آبادی

الْمتوفی: ۱۹۲۷ء

دیباچۂ سخن ہے شہِ انبیاؐ کی مدح
محبوب ہے دلوں کو حبیبِؐ خدا کی مدح
طغرائے لوحِ عشق ہے خیرؐالوریٰ کی مدح
اسلام کا نشان ہے اس پیشوا کی مدح

نعتِ رسول حق ہے ہماری سرِشت میں
اُمت پہ اس کا راز کھلے گا بہشت میں

سرتاجِ عرش، نعت رسولؐ زماں کی ہے
آنکھوں کا ہے جو نور تو لذت زباں کی ہے
زیبائشِ کلام ہے زینت بیاں کی ہے
شہرت ملائکہ میں اسی داستاں کی ہے

وہ کون ہے جو مدح میں رطب اللساں نہیں
عالم میں ذکر ختم رسل کا کہاں نہیں

نورِ خدا و باعثِ ایجادِ کائنات
اعلیٰ ترین صنعتِ خلّاقِ شش جہات
شمعِ جمال لم یزل آئینۂ صفات
ہادیِ انس و جاں، خضرِ جادۂ نجات

بندوں کو اس کے فضل کی تائید چاہیے
جو آپ نے بتائی وہ توحید چاہیے

ان کے علاوہ کون شفیعِ الورا ہوا
عالم میں کون خواجۂ ہر دوسرا ہوا
یہ قُرب بھی کسی کو نہ اُن کے سوا ہوا
گر ہم سخن ہوا تو انہیں سے خدا ہوا

پردہ وہ تھا کہ جس سے عیاں اصل نور تھا
حائل نہ طور تھا، نہ کہیں نخلِ طور تھا

مثلِ کلیمؑ آپؐ نے گر کی کہیں قتال
عیسیٰؑ کی طرح صبر بھی دکھلا دیا کمال
تاریخ میں بغور پڑھا انبیاء کا حال
اسلام کو ہر ایک صفت میں ہے اعتدال

دنیا و دیں میں کیا ہے تعلق بتا دیا
اُمت کو انتہا کا تمدن سکھا دیا

میر انیسؔ

المتوفی: ۱۸۷۴ء

فخرِ ملک و اشرفِ آدم ہے محمدؐ اکلیل سر عرشِ معظم ہے محمدؐ
حقا کہ خداوند دو عالم ہے محمدؐ آخر ہے مگر سب سے مقدم ہے محمدؐ
ایسا کوئی محرم نہیں اسرار احد کا
حال اس سے ہے پوشیدہ ازل کا نہ ابد کا

مختارِ زمیں، باعثِ افلاک نبیؐ ہیں والا گہر قلزمِ لولاک نبیؐ ہیں
مصباحِ حریم حرمِ پاک نبیؐ ہیں شیرازۂ مجموعۂ ادراک نبیؐ ہیں
عالم میں وہ آیا تھا پہ دل سوئے خدا تھا
حق اس کا رضا جو وہ رضا جوئے خدا تھا

آدمؑ ہے وجودِ شہِ لولاک سے آدم عالم سب اسی شاہ کی ہستی سے ہے عالم
سر رشتۂ مہر اس کا اگر ہوتا نہ محکم تو ہوتے نہ اضدادِ عناصر کبھی باہم
کیا کیا کہوں کیا کیا ہیں عنایاتِ محمدؐ
ہے باعثِ ایجادِ جہاں ذاتِ محمدؐ

وہ پیش روِ خیل رسولانِ سلف ہے آدم کو اسی نور الٰہی سے شرف ہے
یہ درِّ یتیم اور وہ پاکیزہ صدف ہے کرتا ہے پدر فخر زہے شانِ خلف ہے
پیغمبرِ برحق کی ہو کیا نعت کسی سے

خالق کو مباہات ہے ایجاد نبیؐ سے

جُز ذاتِ خدا سب پہ محمدؐ کے ہیں احساں
اس شاہ کے ہیں خوانِ کرم پر سبھی مہماں
وہ اصل ہے اور فرع ہے سب عالمِ امکاں
تھا خلقِ دو عالم سے وہی مقصدِ یزداں
باطن میں بھی فیض اس کا ہے ظاہر بھی وہی ہے
اوّل بھی سبھوں سے وہی آخر بھی وہی ہے

معراج سے اس کو جو ملا رتبۂ اعلا
یہ رُتبہ کسی اور پیمبر نے نہ پایا
اللہ سے جو قربِ محمدؐ تھا کہوں کیا
قوسین کا ہے فرق جہاں رتبۂ اولا
جبرئیلؑ امیں کو بھی نہ واں دخل کی جا ہے
یا احمدؐ مختار ہے یا ذاتِ خدا ہے

اللہ نے دی تھی اسے کونین کی شاہی
امّی تھے پہ تھا دل میں بھرا راز الٰہی
دی سنگ نے اس شہ کی رسالت پہ گواہی
اشجار بھی اعجاز سے اس کے ہوئے راہی
دی مردوں کو جاں سبز کیا خشک شجر کو
دو کر دیا انگلی کے اشارے سے قمر کو

بے سایہ جو مشہور وہ سلطانِ عرب ہے
پیشِ عقلا وجہ یہ ہے اور یہ سبب ہے
ہے کون عدیل اس کا کہ وہ سایۂ رب ہے
دُنیا میں کسی سایہ کا سایہ کہو کب ہے؟
ہے دوسری یہ وجہ کہ وہ جانِ جہاں تھا
بے سایہ ہے یہ جاں کی طرح سایہ کہاں تھا

پہلے کیا اللہ نے جس چیز کو پیدا
لکھا ہے کہ وہ نورِ جنابِ نبوی تھا
دس سو برس اس دن سے وہ نورِ شہِ والا
استادہ رہا رو بروئے خالقِ یکتا
گہ حمد و ثنا گہ صفتِ قدرتِ حق تھی
اس نور پہ ہر دم نظرِ رحمتِ حق تھی

نعتیہ قطعات

دیر آئے پر بجلد آئے رسولؐ — دور لاکھوں کوس سایا رہ گیا
اللہ اللہ قربِ معراجِ رسولؐ — دو کماں سے فرق ادنیٰ رہ گیا

اٹھ گئے مابین سے سارے حجاب
بس فقط آنکھوں کا پردا رہ گیا

❁ ❁ ❁

لکھا ہے یہ کہ محل تھا وہ اُمِ ہانی کا — رسولؐ جانبِ معراج جس مکاں سے چلے
خوشا براقِ سبک رو کی تیز رفتاری — اِس آسمان سے گزرے اُس آسماں سے چلے

حریمِ حق میں جو پہنچے تو سر اُٹھا کے کہا
خدا کی شان کہاں آگئے، کہاں سے چلے

❁ ❁ ❁

سحر ہوئی شبِ معراج کی تو لوگوں نے — جمالِ پاکِ رُخِ سید البشر دیکھا
کہا یہ سب نے غلاموں سے کیجئے ارشاد — جو کچھ حضور نے، یاشاہِ بحر و بر دیکھا
گہر فشاں ہوئے لعلِ لبِ رسولِ کریم — کہ سب سے رُتبۂ حیدر زیادہ تر دیکھا
برائے کرسی و عرشِ عظیم و لوح و قلم — وصی کا نور ہر اک شے میں جلوہ گر دیکھا

کہاں تلک کہوں، نکلا جو ہاتھ پردے سے
تو صاف دستِ ید اللہ نامور دیکھا

رباعیات

(۱)

آدم کو یہ تحفہ، یہ ہدیہ نہ ملا ایسا تو کسی بشر کو پایہ نہ ملا
اللہ ری لطافت تنِ پاک رسولؐ ڈھونڈا کیا آفتاب، سایہ نہ ملا

(۲)

دنیا میں محمدؐ سا شہنشاہ نہیں کس راز سے خالق کے یہ آگاہ نہیں
باریک ہے ذکرِ قربِ معراج رسولؐ خاموش کہ یاں سخن کو بھی راہ نہیں

فردیات

ظہورِ نورِ محمدؐ ہوا خلیل کے بعد چھپا جو چاند زمانے میں آفتاب آیا

۞۞۞

یوں نور تھا رسولؐ کا آدم کی صلب میں ہوتی ہے جس طرح سے خبر مبتدا کے ساتھ

۞۞۞

نبیؐ کے نقش پا ہیں یہ زمانہ جن سے روشن ہے مہ وخورشید کب اس طرح کی تنویر رکھتے ہیں

۞۞۞

سحر کو اٹھ کے زباں سے یہ کام لیتے ہیں خدا کے بعد محمدؐ کا نام لیتے ہیں

۞۞۞

ولی ولی کی صدا تھی، جہاں جہاں پہنچا علیؑ علیؑ نظر آئے جدھر جدھر دیکھا

۞۞۞

طاقت اگر دکھاؤں رسالت مآبؐ کی رکھ دوں زمیں پہ چیر کے ڈھال آفتاب کی

۞۞۞

کیا مدح کفِ خاک سے ہو نورِ خدا کی
لُکنت یہیں کرتی ہیں زبانیں فصحا کی

سراج لکھنوی

المتوفی: ۱۹۶۸ء

عیاں ہیں صبح کے آثار یا رسولؐ اللہ نظر ہے آئینہ بردار یا رسولؐ اللہ
ہمیں نہیں ہیں طلبگار یا رسولؐ اللہ یہ سب ہیں طالبِ دیدار یا رسولؐ اللہ
ہے اپنی حسن پرستی کا اعتراف ہمیں
ملا ہے آئینۂ دل بھی صاف صاف ہمیں

ظہورِ جلوۂ حق کا بیان ہوتا ہے ہیں جمع اہلِ نظر امتحان ہوتا ہے
عرب میں ختم رسل میہماں ہوتا ہے زمیں پہ عرشِ بریں کا گماں ہوتا ہے
نئے سندیسے نسیمِ سحر جو لائی ہے
تو جنبشِ پر جبرئیل یاد آئی ہے

ہے بے نقاب تجلی برس رہی ہے بہار ہے پھول پھول شگفتہ کلی کلی سرشار
لبِ سحر پہ ہے رقصاں تبسّم گلنار ہے کائنات کا ہر ذرہ دیدۂ بیدار
تڑپ رہی ہے نظر فرش راہ بن جاؤں
ہر ایک شئے کو ہوس ہے نگاہ بن جاؤں

وہ نور دیکھا کہ ہر دیدہ ور ہے سجدے میں ہر اک نگاہ حقیقت نگر ہے سجدے میں
شعاع مہر، جبینِ سحر ہے سجدے میں عجیب وقت ہے یہ ہر نظر ہے سجدے میں
کبھی خیال کی وسعت غلافِ کعبہ ہے
کبھی نگاہ کی گردش طوافِ کعبہ ہے

عجب گھڑی ہے یہ روح حیات وجد میں ہے ہر آئینہ نگہِ التفات وجد میں ہے
تمام سلسلہ کائنات وجد میں ہے یہ انتہا ہے کہ خود حسنِ ذات وجد میں ہے
جمال دیکھ کے تکمیل ذوقِ دید ہوئی
نگار خانۂ فطرت میں آج عید ہوئی

جگر مرادآبادی

المتوفی: ۱۹۶۰ء

باہمہ رندی و سرمستی و عشرت طلبی
ہوں درِ احمدؐ مرسل کا غلام نسبی
مرحبا سید مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
کیوں نہ پھر رحمت باری کا طلبگار ہوں میں
ہاں مجھے فخر ہے اس پر کہ گنہگار ہوں میں

وہ رسولِ عربی، فخرِ رسولانِ سلف
ذاتِ اقدس سے ملا جس کی زمانے کو شرف
مرحبا سیدِ مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
کیوں نہ پھر رحمت باری کا طلبگار ہوں میں
ہاں مجھے فخر ہے اس پر کہ گنہگار ہوں میں

ہر زمانے میں پیمبر بھی نبی بھی آئے
مصلح ملّی و ملکی بھی، رشی بھی آئے
حق کے جو بندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے
واقفِ محرمِ سرِّ ازلی بھی آئے
آئے دُنیا میں بہت پاک مکرّم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

کس نے جامِ مئے توحید پلایا سب کو
کس نے پیغامِ مساوات سُنایا سب کو
راستہ کس نے حقیقت کا دکھایا سب کو
کس نے اس حسن کا دیوانہ بنایا سب کو
تم نے دیکھا ہے بہت دفترِ پیغام اس کا
اور ایسا کوئی گزرا ہو تو لو نام اس کا

جگرؔ مرادآبادی

اِک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ

تو صبحِ ازل آئینۂ حسنِ ازل بھی
اے صلِّ علیٰ صورتِ سلطانِ مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ

کونین کا غم، یادِ خدا، دردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ

اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ

اے جانِ بلب آمدہ، ہشیار، خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ اور نہیں کام جگرؔ مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس ایک نسبتِ سلطانِ مدینہ

نیاز فتحپوری

الم‌توفی: ۱۹۶۶ء

مذاقِ آفرینش روشناسِ چشمِ حیرت تھا
زمین و آسماں کا ذرّہ ذرّہ وقفِ ظلمت تھا
جہاں دل تھا وہیں ناواقفِ رمزِ صداقت تھا
نمودِ کاوش بیجا تھی، فقدانِ مسرت تھا
غرض، ماتم کدہ پیدا تھا ہر جنبش سے مژگاں کی
حقیقی سوگواری کھل پڑی تھی طبعِ انساں کی

مرجّح کرلیا تھا عجز پر سب نے رعونت کو
زمانہ ہوگیا تھا جہل و عدواں کی حکومت کو
سمجھنے لگ گئے تھے مدّعا اپنا بغاوت کو
بہت ٹھکرا چکے تھے اہلِ عالم سب حقیقت کو
کہ فطرت دفعۃً چیں بر جبیں ہوکر نکل آئی
لیے آغوش میں سرمایۂ علم و عمل آئی

وہاں روما بھی نازش گاہِ صد جبروت وشوکت تھا
ادھر یونان اک دیرینہ معبدِ علم وصنعت تھا
ادھر تھا مصر بھی جو نقطۂ ادوارِ حکمت تھا
ادھر ہندوستاں اک مرکزِ فخرِ قدامت تھا
مگر یہ فخر تھا مقسوم میں دشتِ حجازی کے
ہوئے وقفِ عرب سے جلوے شانِ سرفرازی کے

چمک اٹھا شب تاریک میں بدر الدجی ہوکر
مہِ کامل نکل آیا غرض ظلمت رُبا ہوکر
محمدؐ جلوہ آرا ہوگیا شانِ خدا ہوکر
صداقت دہر میں پھیلی نقوشِ جانفزا ہوکر
مٹا کچھ اس طرح پرتو سے اس کے داغ عصیاں کا
سمٹ جاتا ہے جیسے دو پہر کو سایہ انساں کا

سوادِ کفر کو جس نے مٹا کر رکھ دیا کیا تھا؟
تحیّر ہے زمانے کو کہ یہ افسوں تھا یا کیا تھا؟
وہ آخر کون تھا جنّ و ملک تھا انس تھا کیا تھا؟
بپا کی جس نے تاریکی میں یہ بزمِ ضیا کیا تھا؟

بظاہر یوں تو وہ اک فرد ہی تھا نوعِ انساں کا
بباطن تھا مگر اک نیّرِ جلوائے یزداں کا

وہ صبر و حلم کی عادت، فداکاری کا وہ جلوہ
جمالِ سحر آگئیں اور وہ عزمِ فلک پیما
نہیں تھا اس کا مسلک صرف ابراہیمؑ کا شیوہ
بہم تھے اس میں ایوبؑ و مسیحؑ و یوسفؑ و عیسیٰؑ

نبی تھے اور اگر تارے تو یہ بدر درخشاں تھا
اگر وہ بدرِ روشن تھے تو یہ خورشیدِ تاباں تھا

نبوت ختم ہے اُس پر یہ اپنا دین و ایماں ہے
وہ بے مثل آپ ہی اپنا یہ مرکوزِ دل و جاں ہے
محمدؐ سا اگر دُنیا میں کوئی اور انساں ہے
تو میں کہہ دوں گا ہمتائے خدا ہونا بھی آساں ہے

گر انساں ہمسرِ شانِ رحیمی ہو نہیں سکتا
تو کوئی رحمۃ للعالمیں بھی ہو نہیں سکتا

وہی ہے اپنا آقا اور وہی مالک ہمارا ہے
اُسی کا دین و دُنیا میں فقط ہم کو سہارا ہے
وجود اس کا فراغِ ہر دو عالم کا اشارا ہے
اگر طوفان ہے دُنیا تو وہ اس کا کنارہ ہے

ہمیں سیلاب کا ڈر کیا ہو جب وہ ناخدا ٹھہرے
ہمیں کیا فکر جب ایسے شہنشہ کے گدا ٹھہرے

احسان دانش

المتوفی: ۱۹۸۲ء

تجھ پر سلام صاحبِ اسرارِ شش جہات
جاگا ہے تیرے نام سے ہنگامۂ حیات
تیری صفت صفت سے جھلکتا ہے حسنِ ذات
تو بحرِ بیکراں ہے سفینہ ہے کائنات
واجب تھا عکس احمدؐ بے میم کے لیے
ہفت آسماں اٹھیں تری تعظیم کے لیے

فرمانروائے قلب و نظر، رحمتِ تمام
مردِ جلیل، خضرِ مِلل، والیِ انام
تو نے خیال و ذہن کو بخشا ہے وہ مقام
تاریخ کی جبیں کے ستارے ترے غلام
تو نے عرب کے زندہ جنازوں کو رم دیا
پامالیوں کو منصبِ گردوں حشم دیا

پہلے بھی آچکے تھے رسولانِ ذی وقار
لیکن رُکی نہ خلق و مساوات میں بہار
آئی نہ اعتدال پہ رفتارِ روزگار
انساں کو تھا بتوں کے محاسن پہ اعتبار
بدلا وہ تو نے ذہن کو، دل کو، مزاج کو
حیرت شکستہ آئینے لائی خراج کو

ممکن نہیں ہے ارض و سما میں ترا جواب
تجھ سے کیا ہے چاند ستاروں نے اکتساب
منشائے ایزدی ترے باطن پہ بے نقاب
تو وہ نبی ہے تجھ پہ اتاری گئی کتاب
جب بھی قلم چلا ترے حسن وصفات میں
تھے چومکھے چراغ تخیل کے ہات میں

قرآں تری کتاب ہے سرچشمہ علوم
باہر نہیں ہیں اس سے وہ ذرّے ہوں یا نجوم
ہر لفظ کے جلو میں معانی کا اک ہجوم
سب زیر نقد، کیسے روایات کیا رسوم

پرکھا ہر ایک بات کو معیارِ دین پر
لہرا دیا شعور کا پرچم زمین پر

پست و بلند ہر دو جہاں پر تری نظر — تیرا بیاں لطیف، تیرا قول معتبر
تو آخری رسولؐ ہے یا سید البشر — تیرا شعور و فکر ہے، میزانِ خیر و شر

محرابِ سجدہ گاہِ کواکب ہے در ترا
جبریلِؑ خوش مقال ہے پیغام بر ترا

گویا پیامِ نازش و تمکین دے دیا — انسانیت کو تونے وہ آئین دے دیا
ٹوٹے دلوں کو مژدۂ تسکین دے دیا — عالم کو ذوقِ جلوۂ تزئین دے دیا

گونجی صنم کدوں میں صدا لا اِلٰہ کی
صورت نکال دی ہے خدا سے نباہ کی

تو آشنائے عالم بالا ہے یا رسولؐ — تو قوت و حیات سراپا ہے یا رسولؐ
تو دردِ معصیت کا مداوا ہے یارسولؐ — تو نطق حق، ضمیر مسیحا ہے یارسولؐ

عزم رقم رسا ہے تری بارگاہ تک
روشن ہیں قمقمے سے حدودِ نگاہ تک

سیّد آلِ رضا

المتوفی: ۱۹۷۸ء

تہذیب عبادت ہے سراپائے محمدؐ
تسلیم کی خوشبو چمن آرائے محمدؐ
تنظیمِ خدا ساز تمنائے محمدؐ
منشا جو خدا کا وہی منشائے محمدؐ

جس دل میں ہے اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی
اللہ جو کہتا ہے، وہی کہتے ہیں یہ بھی
اللہ کی طاعت ہے، محمدؐ کی اطاعت
حد بند شریعت ہے محمدؐ کی اطاعت

ہو جتنا شعور، اتنا ہی اس حد کو سمجھ کر
اسلام کو سمجھو، تو محمدؐ کو سمجھ کر
اللہ ہے کیا! جس نے بتایا، وہ محمدؐ
پیغام سا پیغام جو لایا، وہ محمدؐ

آیات میں پیوست جو آیا، وہ محمدؐ
جس نے بشریت کو سجایا، وہ محمدؐ
معیار بنا بار گہِ عز و جل میں
آہنگِ محمدؐ صفتِ قول و عمل میں

وہ علم مجسم، وہ مشیت، وہ محمدؐ
وہ عقلِ مسلم، وہ رسالت، وہ محمدؐ
وہ عدلِ منظم، وہ طبیعت، وہ محمدؐ
وہ خلقِ معظم، وہ شرافت، وہ محمدؐ
نازِ احدیت یہ نیابت ہے ہماری
فخرِ بشریت، یہ سیادت ہے ہماری
وہ وحی کے عالم میں کمالِ بشریت
کیفیتِ مخصوص وہ حال بشریت
قرآنِ زباں، طرۂ گفتار محمدؐ
قرآنِ عمل، منزلِ کردارِ محمدؐ
محبوبِ خدا لطف و محبت کا علمدار
اللہ کے رشتے سے اخوت کا علمدار

یہ پرچمِ احساں جو زمانے پہ کھلا ہے
رحمت کا وہ بادل جو برسنے پہ تلا ہے

مولانا شبلی نعمانی

المتوفی: ۱۹۱۴ء

کافروں نے یہ کیا جنگِ اُحد میں مشہور
کہ پیمبرؐ بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ دو دم
ہو کے مشہور مدینے میں جو پہنچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہو کے بیتاب گھروں سے نکل آئے باہر
کودک و پیر و جوان و خدم و خیل و حشم
وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینانِ عفاف
جن میں تھی سیدۂ پاکؓ بھی بادیدۂ نم
ایک خاتون کہ انصارِ نکو نام سے تھیں
سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس ان کے بہم
موقعِ جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم
تیرے بیٹے نے لڑائی میں شہادت پائی۔
تیرے والدؒ بھی ہوئے کشتۂ شمشیر ستم

سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا ٹوٹ پڑا کوہِ الم

اس عفیفہ نے یہ سب سن کے کہا تو یہ کہا
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ امم

سب نے دی اس کو شہادت کہ سلامت ہیں حضور
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم

بڑھ کے اس نے رُخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم

وحید الدین سلیم

المتوفی: ۱۹۲۸ء

اے ہمدمِ شیریں سخن ہے نورِ حق پرتو فگن ہر نخلِ گل کی ہے پھبن طورِ جمالِ ذو المنن
بن ٹھن عروسانِ چمن شریں ادا نسریں بدن رنگیں قبا گل پیرہن ہیں کس طرب سے خندہ زن
چلنا ادا سے ہو کے خم چپ ہو رہا ہے یہ ستم کھولا نہ خوں میں دل کا غم بدلا نہ با درد و الم
پر ہے ٹپکتی دم بدم اس کے لبوں سے یک قلم نعتِ رسولؐ محترم مدحِ شہنشاہِ زمن
ہے نورِ وحدت جلوہ گر روشن کرو اپنی نظر اہلِ زمیں کو دو خبر ہوں شادماں تا ہر بشر
پھر وجد میں شام و سحر جن و بشر شاخ و شجر حور و ملک شمس و قمر ہوں اس طرح سے نغمہ زن
نورِ قدم پیدا ہوا شاہِ امم پیدا ہوا عرشی قدم پیدا ہوا والا حشم پیدا ہوا
فرخ شیم پیدا ہوا بحرِ کرم پیدا ہوا کوہِ امم پیدا ہوا پیدا ہوا قدسی سخن
یاسیں لقب پیدا ہوا مقبولِ ربّ پیدا ہوا مہرِ عرب پیدا ہوا ہاشم نسب پیدا ہوا
فخرِ عرب پیدا ہوا کنزِ طرب پیدا ہوا غفراں طلب پیدا ہوا پیدا ہوا شیریں دہن
وہ مالکِ خلدِ بریں وہ شمعِ بزمِ مرسلیں وہ باغبانِ باغِ دیں وہ مہبطِ روح الامیں
وہ رحمۃ للعالمیں وہ مظہرِ نورِ مبیں وہ حامیِ دینِ متیں وہ ماحیِ اہلِ وثن
وہ زینتِ پیغمبری وہ زیبِ شانِ دلبری وہ تاجِ فرقِ سروری ہے گرم جلوہ گستری
حیراں ہے مہرِ خاوری یوسف ہے اس کا مشتری جنّ و بشر حور و پری ہیں اس کے در پر نعرہ زن
مفتوں ہے سرگرمِ ثناء ہے اس کے در کا اک گدا لاتا ہے لب پر یہ دعا ہاں شافعِ روزِ جزا
مطلوب و محبوبِ خدا دو بخشوا اس کی خطا گو ہے سزاوارِ سزا ہے خوف سے شورش فگن

علی اختر حیدر آبادی

اے تری ہستی بلند جرم و خطا کی پردہ پوش
اے تری دعوتِ کرم امن و اماں کا اذنِ عام

اے تری شانِ لطف ہے بخششِ خاص کی نوید
اے تری ذاتِ پاک ہے رحمتِ عام کا پیام

جو تری راہ میں چلیں، جو ترے نام پر مٹیں
ان کی شبوں کو ہو عطا صبح کا حسنِ شاد کام

ان کے دلوں کو بخش دے سوزِ نہاں کی لذّتیں
ان کی نظر پہ کھول دے رازِ حقیقتِ دوام

ان کے حریمِ روح میں شمع بنے ترا جمال
ان کی بساطِ قلب پر نقش رہے ترا مدام

ان کی ہر اک اُمید کا ہو تری ذات آسرا
تشنۂ التفاتِ غیر ہوں نہ کبھی ترے غلام

خاکِ رہِ نیاز میں رتبۂ امتیاز دے
حوصلۂ بلند دے ہستیٔ سرفراز دے

آدا جعفری

احسانِ ذو الجلال دو عالم وقار ہیں
ہم جن کے ہیں وہ رحمتِ پروردگار ہیں

سالک بھی اور چراغ رہِ سالکاں بھی ہیں
انساں ہیں اور قائدِ روحانیاں بھی ہیں

آفاق جس جمالِ سراپا سے محترم
افلاک جن کے نقشِ کفِ پا سے محترم

ہادی بھی آپؐ نازِ ہدایت بھی آپؐ ہیں
صادق بھی اور یقینِ صداقت بھی آپؐ ہیں

ہاتھوں میں جن کے دامنِ رحمت ہے آپؐ کا
ان کی طرف نگاہِ کرم بہرِ کبریا

رکھیے ہماری لاج زمانے کے سامنے
تشریف لائیں اپنے گواہوں کو تھامنے

اے رحمتِ تمام! یہ وقتِ نگاہ ہے
یہ امّتِ جنابِ رسالت پناہ ہے

آدا جعفری

بے شک مرے مولا کا کرم حد سے سوا ہے
ممدوح دو عالمؐ کی مرے سر پہ ردا ہے
مہر و مہ و انجم تری گلیوں کے ہیں ذرّے
آقا ترے در سے تو اجالا ہی ملا ہے

ہو اذن تو احوالِ غمِ جاں بھی سناؤں
میں عجز سراپا ہوں، یہ دربار سناؤں
آسیب زدہ شہر سے آئی ہوں مدینے
جھولی میں مری ہے تو بس اک حرف دعا ہے

جیسے مجھے فرمانِ نبی یاد نہیں اب
کنبہ مرا اس طور قبیلوں میں بٹا ہے
خود اپنے ہی چہروں پہ ہے اغیار کا دھوکہ
دل اتنا کسی کا کبھی تنہا نہ ہوا ہے

یارب میرے لوگوں پہ محبت کی نظر کر
مولا تیرے محبوبؐ کا در بابِ عطا ہے

اسدؔ ملتانی

نہ ہو اسلام کیوں ممتاز دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں
چڑھا کر رنگ اسلامی نہ چھوڑا فرق کچھ باقی
حبش کے تیرہ فاموں اور ترکی کے حسینوں میں
کہیں انسانیت کا جامہ پہنایا درندوں کو
کہیں مردانگی کی روح پھونکی نازنینوں میں
کہیں مائل کیا دیں کی طرف دنیا پرستوں کو
کہیں ذوقِ عمل پیدا کیا خلوت گزینوں میں
ڈرایا عاقبت کے رنج سے عشرت پسندوں کو
نشاطِ سرمدی کی لہر دوڑا دی حزینوں میں
جنھیں تھا ناز اپنے شیوۂ کفر و ضلالت پر
انہیں شامل کیا حق و صداقت کے معینوں میں
یہ تیزی ارتقا کو صاحبِ معراج نے بخشی
بشر نے طے کیا صدیوں کی منزل کو مہینوں میں
الٰہی! سطوتِ اسلاف ہم کو بھی عطا فرما
کہ ہم بھی ہیں محمدؐ کی امانت کے امینوں میں

اِسمٰعیل میرٹھی

وہ فخرِ آدم، امانِ عالم
امینِ محکم، رسولِ اکرمؐ
عرب کے اندر وہی معظم
عجم کے اندر وہی مکرم
لگا کے آدمؑ سے تا بہ ایں دم
ظہور اس کا ہے بعدِ آدم

ق

وجود اس کا مگر مقدم
وہ نورِ حق تھا و لے مجسّم
کیا زمانے کو سبز و خرم
درودِ محمود بھیج پیہم

صلوٰۃ اس پر سلام اس پر
اور اس کی سب آلِ باصفا پر
اور اس کے اصحابؓ باوفا پر
اور اس کے احبابِ اتقیا پر

اصغرؔ گونڈوی

کچھ اور عشق کا حاصل نہ عشق کا مقصود
حزیں کہ لطفِ خلش ہائے نالہ بے سود

اگر خموش رہوں میں تو تُو ہی سب کچھ ہے
جو کچھ کہا تو ترا حسن ہوگیا محدود

چلوں میں جان حزیں کو نثار کرڈالوں
نہ دیں جو اہلِ شریعت جبیں کو اذنِ سجود

ضیائے حسن کا ادنیٰ سا یہ کرشمہ ہے
چمک گئی ہے شبستانِ غیب و بزمِ شہود

کچھ اس ادا سے مرا اس نے ماجرا پوچھا
ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہرِ مقصود

اصغرؔ گونڈوی

دل نثارِ مصطفیٰؐ جاں پائمالِ مصطفیٰؐ
وہ اویسِ مصطفیٰؐ ہے، یہ بلالِ مصطفیٰؐ

دونوں عالم تھے مرے حرف دعا میں غرق ومحو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفیٰؐ

سب سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبستانِ حراء
نور ہے کونین کا لیکن جمالِ مصطفیٰؐ

عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفیٰؐ

عظمتِ تنزیہہ دیکھی، شوکتِ تشبیہ بھی
ایک حالِ مصطفیٰؐ ہے ایک قالِ مصطفیٰؐ

دیکھیے کیا حال کرڈالے شبِ یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبحِ جمالِ مصطفیٰؐ

ذرّہ ذرّہ عالمِ ہستی کا روشن ہوگیا
اللہ اللہ شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰؐ

اعجازؔ رحمانی

بفیضِ عشق رسالت مآب رکھتے ہیں
جگر میں داغ نہیں آفتاب رکھتے ہیں

ہمیں نہیں ہے کسی ازم سے کوئی مطلب
ہم اپنے پاس خدا کی کتاب رکھتے ہیں

ہمیں یہ سرخ اُجالا نہ راس آئے گا
کہ ہم ضیائے رسالت مآب رکھتے ہیں

ہمارا نام ہے حسنِ عمل سے تابندہ
زوال جس کو نہیں وہ شباب رکھتے ہیں

بنا دیا ہے ہمیں مصطفیٰؐ نے آئینہ
وہ ہم نہیں ہیں جو رُخ پر نقاب رکھتے ہیں

ہمارے نام سے انسانیت ہے وابستہ
دلوں میں فکرِ عذاب و ثواب رکھتے ہیں

ہر ایک زخم میں تصویر ہے مدینے کی
بہارِ خلد ترا بھی جواب رکھتے ہیں

کبھی تو شافعِ محشر کی دید بھی ہوگی
اِسی لیے تو تمنائے خواب رکھتے ہیں

ہے یہ بھی آپ کا اعجاز صاحب اعجاز
ہم اپنے سر پہ کرم کا سحاب رکھتے ہیں

شیر افضل جعفری

آپؐ کے صبر سے پائی ہے توکل نے بہار
آپؐ کا فقر ہمیں بختِ جواں دیتا ہے

آپؐ کی عظمتِ شمشیر کا آغاز و عروج
وقت کو خندق و خیبر کا سماں دیتا ہے

جو بھی گھر بار کرے آپؐ کے قدموں پہ نثار
صاحبِ ذات اسے کون و مکاں دیتا ہے

شہ رہِ بندگی میں آپ کا اسلوبِ حیات
عشق کو منزلِ یزداں کا نشاں دیتا ہے

اکبرالہ آبادی

در فشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

اکبرالہ آبادی

دلا، لے چل ہمیں سوئے محمدؐ دکھا دے جنّتِ کوئے محمدؐ
چمن قرآن ہے ہر لفظ ہے گُل نہاں ہر گل میں ہے بوئے محمدؐ
مِشامِ جاں معطر ہورہا ہے
زہے سودائے گیسوئے محمدؐ
محمدؐ پھول ہیں واعظ صبا ہیں کہ پھیلاتے پھریں بوئے محمدؐ
یہ مژدہ اہلِ عالم کو سنادو
بھری رحمت سے ہے خوئے محمدؐ
خدا کے گھر سے ہے الحاق اس کو یہ دیکھو رفعتِ کوئے محمدؐ
درود اس پر ملائک بھیجتے ہیں
توجہ جس کی ہو سوئے محمدؐ
ہوئی زائل جہاں سے ظلمتِ کفر پڑا جب پرتوِ روئے محمدؐ
خدا کا لطف ہے اس دل پہ اکبر
کشش جس دل کی ہے سوئے محمدؐ

علامہ اقبالؔ

(۱)

عجب کیا گرمہ و پرویں مرے نخچیر ہوجائیں
'کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را'
وہ دانائے سبل، مولائے کل، ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

(۲)

لوحِ بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب
تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

(۳)

حضور رسالتمآبؐ میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگمۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا
قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی لیکن
نظامِ کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا

فرشتے بزم رسالتؐ میں لے گئے مجھ کو
حضورِ آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجھ کو

کہا حضورؐ نے اے عندلیبِ باغِ حجاز
کلی کلی ہے تری گرمیِ نوا سے گداز
اڑا جو پستیِ دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعتِ پرواز

نکل کے باغ جہاں سے برنگِ بُو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تُو آیا

حضور دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ریاضِ دہر میں ہیں یوں تو رنگ رنگ کے پھول
وفا کی جس میں ہو بُو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو ایک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی

جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں

(۴)

شفاخانۂ حجاز

اک پیشوائے قوم نے اقبالؔ سے کہا
کُھلنے کو جدّہ میں ہے شفا خانۂ حجاز
ہوتا ہے تیری خاک کا ہر ذرّہ بے قرار
سنتا ہے تو کسی سے جو افسانۂ حجاز
دستِ جنوں کو اپنے بڑھا جیب کی طرف
مشہور تو جہاں میں ہے دیوانۂ حجاز
دارالشفاء حوالیِ بطحا میں چاہیئے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہیئے

میں نے کہا کہ موت کے پردے میں ہے حیات
پوشیدہ جس طرح ہو حقیقت مجاز میں
تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایا نہ خضر نے مئے عمرِ دراز میں
اوروں کو دیں حضور یہ پیغامِ زندگی
میں موت ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں
آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا
رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا سے کام کیا

علامہ اقبالؔ

شیرازہ ہوا ملّتِ مرحوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا، تیرا مسلمان کدھر جائے؟

وہ لذّتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے

ہر چیز ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے؟

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ!
آیات الٰہی کا نگہبان کدھر جائے؟

اِقبال سہیلؔ اعظم گڑھی

احمدِ مرسلؐ، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ اول، مُرسل خاتم، صلی اللہ علیہ وسلم

فرد و جماعت، امر و اطاعت، کسب و قناعت عفو و شجاعت
حل کیے جو اسرار تھے مبہم، صلی اللہ علیہ وسلم

دَلق میں جس نے سلطانی کی، فقر میں جس نے جہانبانی کی
زہد و ریاست کردیے توأم، صلی اللہ علیہ وسلم

جتنے فضائل جتنے محاسن، ممکن ہیں، ہوسکتے تھے ممکن
حق نے کیے سب ان کو فراہم، صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ اور خدا سے واصل، خاکی اور انوار کا حامل
اُمّی اور اسرار کا محرم، صلی اللہ علیہ وسلم

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی، دین کی دولت جس نے لٹائی
لہرایا توحید کا پرچم، صلی اللہ علیہ وسلم

باغِ جہاں کا حارس نامی، جس نے مٹائی رسمِ غلامی
پھر سے سنوارا گلشنِ آدم، صلی اللہ علیہ وسلم

بچھڑے ہوؤں کو گلے ملایا، نسل و وطن کا فرق مٹایا
رہ نہ گیا کچھ تفرقہ باہم، صلی اللہ علیہ وسلم

وہم کی ہر زنجیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا
شرک کی محفل کردی برہم، صلی اللہ علیہ وسلم

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی پتھر برسائے
چھڑکی اس پر پیار کی شبنم، صلی اللہ علیہ وسلم

سم کے عوض داروئے شفادی، طعن سنے اور نیک دعا دی
زخم سہے اور بخشا مرہم، صلی اللہ علیہ وسلم

انشاء اللہ خاں انشاؔ

آپ خدا نے جب کہا صلِّ علیٰ محمد
کیوں نہ کہیں پھر انبیاء صلِ علی محمد
عرش سے آتی ہے صدا صلِّ علیٰ محمد

صَلِّ علیٰ نَبِیِّنا صلِ علیٰ محمدٍ

لمحۂ ذاتِ کبریا، باعثِ خلقِ جز و کل
فخرِ جمیعِ مرسلیں رہبر و ہادیِ سُبُل
نور سے جس کے ہوگئی آتشِ کفر بجھ کے گل
بعد نماز تھا یہی ورد و ظیفۂ رُسل

صَلِّ علیٰ نَبِیِّنا صلِ علیٰ محمدٍ

بھیجتے ہیں سدا درود وحش و طیور و انس و جن
واہ عجیب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن
حور و بہشت جاوداں کس کو ملے ہیں اس کے بن
انشاؔء اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رات دن

صَلِّ علیٰ نَبِیِّنا صلِّ علیٰ محمدٍ

تابش دہلوی

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاك!
اِس نور سے خاک کو شرف ہے
اس نُور سے سوزِ جاں ملا ہے
ذرّوں کو نصیب خاوری ہے
ہر دل میں ہے عشق کا شرارہ
گونجی یہ ندا. فضائے ہُو میں
اِس نور سے دو جہاں ہیں پُر نور
سرچشمۂ زندگی ہے یہ سوز
غلطاں گلِ تر میں ہیں گلستاں
آسودۂ حسن ہر نظر ہے
تا عرش رسا ہوئی کفِ خاک

اِک نور تھا جلوہ گر سرِ خاک
یہ ایک گہر صدف صدف ہے
تقویمِ حیات بن گیا ہے
پستی کو مذاقِ برتری ہے
ہر ذرّہ ہے عرش کا ستارہ
عالم تھے ہزارہا نمو میں
یہ جلوہ گری ہے طور در طور!
یہ مہر، یہ ماہ، یہ شب و روز
قطروں میں نہاں ہیں لاکھ طوفاں
وہ حسنِ ازل جو جلوہ گر ہے
لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاك!

افلاک سے بھی ملی بلندی
اے خاک تری یہ ارجمندی

تابشؔ دہلوی

گدائے مصطفیٰؐ کیا ہوگیا ہوں
میں آپ اپنی تمنا ہو گیا ہوں

کرم اے مصدرِ جود و سخاوت
سوالی در بدر کا ہوگیا ہوں

حرا کے خلوتی چشمِ کرم ہو
بھری دنیا میں تنہا ہوگیا ہوں

نگاہِ لطف اے ناموسِ عالم
بہت بدنام و رسوا ہوگیا ہوں

خبر لے مخبرِ صادق خبر لے
بتا مجھ کو کہ میں کیا ہوگیا ہوں

نہ دے آواز دنیا مجھ کو تابشؔ
میں ارضِ مصطفیٰؐ کا ہوگیا ہوں

صوفی غلام مصطفیٰ تبسّم

رخشندہ ترے حسن سے رخسارِ یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتمِ کونین کا رخشندہ نگیں ہے

ہر قول ترا ذکرِ صداقت کا ہے ضامن
ہر فعل ترا حسنِ ارادت کا امیں ہے

جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام، وہی بات حسیں ہے

چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

آنکھوں میں ہے اس خلقِ مجسّم کا تصور
اک خلدِ مسرّت مری نظروں کے قریں ہے

تاجورنجیب آبادی

جلال اتنا کہ حسن میں بھی ہو جس سے شانِ نیاز پیدا
جمال ایسا کہ جس کی تابش سے پتھروں میں گداز پیدا

وجاہت اتنی کہ شوقِ دیدار کو مجالِ نمو نہیں ہے
لیاقت ایسی کہ کم سوادوں کو جرأتِ گفتگو نہیں ہے

ذہانت اتنی کہ عقلِ خودبیں کو جو اسیرِ نیاز رکھے
صداقت ایسی کہ شاعروں کو مبالغے سے بھی باز رکھے

سرشت اتنی لطیف، صدق و صفا کا گنجینہ جس کو کہیے
طبیعت ایسی شریف، مہر و وفا کا آئینہ جو کو کہیے

عطوفت اتنی کہ حاسدِ بے ادب کے جرم و گناہ بخشے
مروّت ایسی کہ دشمنِ جاں طلب کو بھی جو پناہ بخشے

حسد تری بزم میں جسے لائے، خلق تیرا غلام کرلے
جو رم کرے تجھ سے از رہِ بغض و کینہ اس کو تو رام کرلے

جو تیرے جلوؤں سے ہو منوّر، اس آئینے میں نہ بال آئے
مٹے خیالِ گناہ دل سے، جو دل میں تیرا خیال آئے

ترے فروغِ جمال کی تابشیں یہ سب کو بتا رہی ہیں
کہ تیری صورت میں تیری سیرت کی طلعتیں جگمگا رہی ہیں

یہ دیکھتا ہوں کہ تیری نظروں میں ہیچ ہے فر شہر یاری
یہ دیکھتا ہوں کہ تیرے قدموں پہ صدقے ہوتی ہے تاجداری

یہ دیکھتا ہوں، غلام و آقا کا فرق تو نے مٹا دیا ہے
یہ دیکھتا ہوں کہ تو نے شاہ و گدا کو ہمسر بنا دیا ہے

یہ دیکھتا ہوں، جہاں کے ویرانے تیرے قدموں سے گلستاں ہیں
یہ دیکھتا ہوں کہ تیرے دیوانے علم و حکمت کے پاسباں ہیں

ترے فقیروں کو بانٹتے دیکھتا ہوں دارا کی کبریائی
ترے غلاموں کو روندتے دیکھتا ہوں فرعون کی خدائی

تہنیت النّساء بیگم تہنیتؔ

(بیگم ڈاکٹر زور)

وہ دنیا میں پیغام حق لانے والے
حبیبِ خدا جگ میں کہلانے والے

وہ بیوہ کے غم خوار بے کس کے ہمدم
غریبوں، یتیموں کا غم کھانے والے

خود اپنے عمل کا نمونہ دکھا کر
غلاموں کو آزاد کروانے والے

شفیع الوریٰ رحمتِ کبریا ہیں
وہ ہر اک کی امید بر لانے والے

زمانے کو ہے یاد اب تک وہ منظر
دعا پا رہے ہیں غضب ڈھانے والے

بھٹکتے ہوؤں کو رہِ حق دکھائی
بنے رہنما ٹھوکریں کھانے والے

کوئی خالی ہاتھ اُن کے در سے نہ آیا
عجب بخت والے ہیں واں جانے والے

کرو تہنیتؔ قصدِ طیبہ یہ کہہ کر
نہیں لَوٹ کر اَب کے ہم آنے والے

جلیلؔ قدوائی

پہلا ہے یہی درسِ دبستانِ محمدؐ
اللہ کا عرفان ہے عرفانِ محمدؐ

اُس میں بھی ہے کچھ شفقت و رحمت کی وہی شان
ایوانِ خدا گو نہیں ایوانِ محمدؐ

چھائی رہی ہر سمت جہالت کی شبِ تار
جب تک نہ ہوئی صبحِ درخشانِ محمدؐ

یوں آئے کہ طبقات کی تقسیم مٹا دی
کچھ کم نہیں دنیا پہ یہ احسانِ محمدؐ

کیوں پھر نہ صفیں قیصر و کسریٰ کی اُلٹ دیں
آخر تو وہی ہم ہیں غلامانِ محمدؐ

مولانا محمّد علی جوہرؔ

(۱)

جب اپنی پوری جوانی پہ آگئی دُنیا
تو زندگی کے لیے آخری پیام آیا

(۲)

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر لحظہ تشفی ہے، ہر آن تسلی ہے
ہر وقت ہے دلجوئی، ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ ہیں ہم لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

(۳)

تجھے تسکینِ دل پایا تجھے آرامِ جاں پایا
نہاں بھی ہے تو کیا، تجھ کو جہاں ڈھونڈا وہاں پایا
کوئی نامہرباں ہوکر ہمارا کیا بگاڑے گا
کرم تیرا تو ہے ہم پر، تجھے تو مہرباں پایا
ترا وہ مبتلا، ناکام سمجھا جس کو دنیا نے
اسی کو سرخرو دیکھا، اُسی کو کامراں پایا
کسی کو ڈھونڈھتا دیکھو،، خود اپنے گوشۂ دل میں
تو بس سمجھو کہ اب اس نے سراغِ لامکاں پایا
رہا آوارۂ دیر و حرم پہلو سے بیگانہ
دل اس کا عرش و کرسی ہے، کہاں ڈھونڈا کہاں پایا
جہاں ایماں ہو، واں کیسے گزر ہو یاس و حرماں کا
کسی مومن کو بھی اے دل! خدا سے بدگماں پایا
نہیں معلوم کیا ہو حشر جوہرؔ کا پر اتنا ہے
کہ ہاں نامِ محمدؐ مرتے دم وردِ زباں پایا

آغا حشر کاشمیری

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے
اے دعا ہاں عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا اب پھیر دے رُخ گردشِ ایام کے
خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلّت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امّت میں ہیں
حق پرستوں کی اگر کی تُو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بُت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں
خلق کے راندے ہوئے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں ہم تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

ابوالبیان حمّاد

ہر اک نظام ہے ناکام و فتنہ در آغوش
حضورؐ! آپ کے لائے ہوئے نظام کے بعد
خدا گواہ، نہیں موجبِ سعادت و امن
کوئی نظام بھی اسلام کے نظام کے بعد
تمہارا نام ہی بے اختیار آتا ہے
خدا کے ذکر سے پہلے، خدا کے نام کے بعد
کلام ایسا کہ جس میں کوئی کلام نہ ہو
کلام آپ کا اللہ کے کلام کے بعد
حضورؐ! آپ کا پیغام ہر جگہ پھیلا
عراق و پارس و مصر و حجاز و شام کے بعد

حفیظ ہوشیار پوری

زندگی ایک رات تیرہ و تار
نہ کوئی رہنما، نہ راہ گذار
چار سُو اک مُہیب تاریکی
ہر طرف مطلعِ جہاں پہ غبار
انتظارِ سحر میں نوعِ بشر
شمع ساں اشکبار و زار و نزار
تیرے انفاسِ روح پرور سے
آ گئی گلشنِ جہاں میں بہار
جاگ اٹھا بختِ خفتۂ انساں
آ گئی ہاتھ دولتِ بیدار
کوئی کھٹکا رہا نہ رہزن کا
مل گیا تجھ سا کارواں سالار
اے سبک سیر جادۂ اسریٰ
روک دی تو نے وقت کی رفتار
روحِ احساس تیرا نام کبھی
اور کبھی غازۂ رخِ افکار
اس کا مقصود آستانہ تیرا
زندگی تیرے آستاں پہ نثار

حمید صدیقی لکھنوی

پھر اہلِ حرم سے ملاقات ہوتی
پھر اشکوں سے کچھ شرح جذبات ہوتی

دمِ دید پھر جلوۂ نو بہ نو سے
مرے چشم و دل کی مدارات ہوتی

مدینے کی پُر نور و دلکش فضا میں
نظر محوِ دیدِ مقامات ہوتی

ادھر جلوہ گر قبۂ نور ہوتا
دل افروز ادھر چاندنی رات ہوتی

نظر مست صہبائے دیدار ہوتی
زباں وقفِ حرف و حکایات ہوتی

پہنچ جائیں پائینِ اقدس کی جانب
یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی

تصور میں وہ مصحفِ پاک ہوتا
نگاہوں میں تنویرِ آیات ہوتی

اِدھر چشمِ پُر نم سے آنسو ٹپکتے
اُدھر رحمتِ حق کی برسات ہوتی

ادب مانعِ عرضِ اظہار ہوتا
نظر ترجمانِ خیالات ہوتی

لبِ شوق سے گو نہ اظہار ہوتا
مگر دل کو محسوس ہر بات ہوتی

بہت دن غمِ ہجر طیبہ میں گزرے
بس اب کچھ تلافیِ مافات ہوتی

اَمِتنیَ بِھٰذا الْبَلد یَا اِلٰھِی
دعا یہ حمید اپنی دن رات ہوتی

خاطرؔ غزنوی

اک فیضِ ازل سے ہے رواں کون و مکاں میں
اُس نور کے پیکر سے اُجالے ہیں جہاں میں
جب سے ہے مرے وردِ زباں نامِ محمدؐ
خوشبو ہے دہن میں مرے، تاثیر زباں میں
اک لحظہ کو معراج کی شب گزرے ادھر سے
اب تک ہے مگر رنگِ ضیا کاہکشاں میں
یوں وقت کے دھارے پہ ضیا بار ہوئے وہ
جیسے زرِ خورشیدِ جواں آبِ رواں میں
تاریک جو راہیں تھیں وہ چمکا دیں نگہ سے
انوارِ بہاراں بھرے ظلماتِ خزاں میں
کیفیت و مستی کا سبب ذکرِ نبیؐ سے
ہے لذّتِ صد رنگ جواں اُن کے بیاں میں
آنسو مرے محرومِ تپش ہیں مرے آقا!
بھر دیجیے اک سوز مری آہ فغاں میں

(۲)

جو نام صفِ پاکِ رسولاں میں جلی ہے
اس نام سے دنیا کی ہر اک بات چلی ہے
تخلیق دو عالم کا سبب ہے یہی خورشید
اس نورِ رسالت کی تجلّی ازلی ہے
ہے محوِ طوافِ درِ محبوبِ الٰہی!
اک حسرتِ پاکیزہ کہ پھولوں میں پلی ہے
سایہ بھی اسے چھولے تو ہوجائے فروزاں
وہ شکل کہ انوار کے سانچے میں ڈھلی ہے
وہ خاک مری آنکھ کا سرمہ، وہ فضا نور
جو بات بھی یثرب کی ہے مصری کی ڈلی ہے
بخشش بھی اسی رہ میں ہے منزل بھی اسی پر
اک قلزمِ انعام مدینے کی گلی ہے
خوشبوئے گلستانِ شہنشاہِ دو عالم
خاطرؔ مجھے بطحا کی طرف لے کے چلی ہے

عبدالعزیز خالدؔ

امیرِ اُمم، تاجدارِ دو عالم
تجھے بطلِ اعظم جہاں کہہ رہا ہے

سراجِ منیر و نذیر و مبشّر
تو پیغمبرِ رحمت و ملحمہ ہے

ہمہ آیۂ نور و خلقِ مجسم
تو محبوبِ یزدان و نورِ ہُدا ہے

رؤف و رحیم و مطاع و مزکّی
مہاجر ہے خود کو مسافر کہا ہے

تو فقر و قناعت کا روشن منارہ
محمدؐ ہے احمد ہے تو مصطفیٰ ہے

تو دلجوئی و غمگساری کا پیکر
تو خیر البشرؐ، اشرف الانبیا ہے

تری زندگی انکسار و تواضع
تو ایثار و شفقت ہے مہر و وفا ہے

طبیعت میں دلسوزی و دلنوازی
تو دلگیر کے دردِ دل کی دوا ہے

مزمّل، مدثّر ہیں القاب تیرے
تو یٰسین و طٰہٰ میں طلعت نما ہے

ثنا تیری کرتے ہیں کرّ و بیاں بھی
تو سلطانِ ذی شانِ ہر دوسرا ہے

تو کرتا ہے تکریم و توقیرِ مہماں
تو بے برگ و نادار کا آسرا ہے

رہِ حق میں رہتا ہے پیہم تو ساعی
حقوقِ قرابت کو پہچانتا ہے

الو العزم، عالی ہمم، جانِ عالم
تو ختم الرّسل، خاتم الانبیا ہے

نواب بہادر یار جنگ خلقؔ

اے کہ ترے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز
اے کہ ترا وجود ہے وجہِ وجودِ کائنات
اے کہ ترا سرِ نیاز حدِ کمال بندگی
اے کہ ترا مقامِ عشق قربِ تمام عین ذات
خوگرِ بندگی جو تھے تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصرو کاشغر، وارثِ دجلہ و فرات
تیرے بیاں سے کھل گئیں، تیرے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات
مدحتِ شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ مرے تصوّرات، پست مرے تخیلات

داغؔ دہلوی

کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰؐ
تمہیں سے ہے فریاد یا مصطفیٰؐ
نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے
نہ مٹی ہو برباد یا مصطفیٰؐ
زباں پر ترا نام جاری رہے
کرے دل تری یاد یا مصطفیٰؐ
نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہِ صواب
نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفیٰؐ
عطا مجھ کو اللہ ہمت کرے
بجا لاؤں ارشاد یا مصطفیٰؐ
رہوں حشر میں آپ کی ذات سے
طلب گارِ امداد یا مصطفیٰؐ
عنایت کی ہو جائے اس پر نظر
رہے داغؔ دل شاد یا مصطفیٰؐ

رحمٰن کیانی

لوگو سنو جنابِ رسالت مآبؐ میں شانِ رسولؐ صاحبِ سیف و کتاب میں
ماحی لقب نبیؐ ملاحم کے باب میں کرتا ہوں فکر مدح تو جوشِ خطاب میں
مصرعِ زباں پہ آتا ہے زورِ کلام سے
تلوار کی طرح سے نکل کر نیام سے

نعتِ رسولؐ کا یہ طریقہ عجب نہیں سمجھیں عوام داخلِ حدِّ ادب نہیں
لیکن یہ طرزِ خاص مرا بے سبب نہیں شیوہ سپاہیوں کا نوائے طرب نہیں
رائج ہزار ڈھنگ ہوں ذکرِ حبیبؐ کے
شاہیں سے مانگیے نہ چلن عندلیب کے

مانا حبیب خالقِ اکبر رسولؐ کو خیر الوریٰ و شافعِ محشر رسولؐ کو
عین النعیم ساقیِ کوثر رسولؐ کو شمع و چراغِ مسجد و منبر رسولؐ کو
لیکن جو ذات مدحِ بشر سے بلند ہے
ہم سے یہ پوچھیے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

جب بھی سپاہیوں سے پیمبرؐ کو پوچھیے خندق کا ذکر کیجئے خیبر کو پوچھیے
بدر و احد کے قائدِ لشکر کو پوچھیے یا غزوۂ تبوک کے سرور کو پوچھیے
ہم کو حنین و مکہ و موتہ بھی یاد ہیں
ہم اُمتیِ بانیِ رسمِ جہاد ہیں
رسمِ جہاد حق کی اقامت کے واسطے کمزور و ناتواں کی حمایت کے واسطے

انصاف امن اور عدالت کے واسطے
خیر الممات مرگِ شہادت کے واسطے
لڑتے ہیں جس کے شوق میں ہم جھوم جھوم کر
پیتے ہیں جامِ مرگ کو بھی چوم چوم کر

لاکھوں درود ایسے پیمبرؐ کے نام پر
جو حرف ''لاتخف'' سے بناتا ہوا نڈر
اک جاوداں حیات کی بھی دے گیا خبر
یعنی خدا کی راہ میں کٹ جائے سر اگر
ہم کو یقین ہے کبھی مرتے نہیں ہیں ہم
اور اس لیے کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہم

ایسے یقیں نہ آئے تو پیرانِ خانقاہ
باخرقہ و کلاہ و مریدان بارگاہ
اک دن ہمارے ساتھ چلو سوئے رزم گاہ
تم کو دکھائیں طرفہ تماشا خدا گواہ
دیتے ہیں کیسے جان کٹاتے ہیں کیسے سر
پڑھتے ہوئے درود محمدؐ کے نام پر

محمد کبیر خاں رسا

حق نے ہر سو مصطفیٰؐ کا بول بالا کردیا
عہد جو روزِ ازل باندھا تھا پورا کردیا

تشنۂ تکمیل چھوڑا تھا جسے اسلاف نے
تونے اے فخرِ رسلؐ وہ کام پورا کردیا

پرچمِ توحید لہرا کر فضائے دہر میں
کفر کی دنیا میں اک کہرام برپا کردیا

بے کسوں کو دی اماں اہلِ ستم کے ظلم سے
غاصبوں کو خوفِ عقبیٰ سے شناسا کردیا

امتیازِ خادم و آقا مٹا کر بے دریغ
فطرتِ انساں کی لغزش کا ازالہ کردیا

پیکرِ مذہب میں تونے پھونک دی روحِ جہاد
ساحلِ خاموش کو پُرشور دریا کردیا

کٹ مرے جب تیرے دیوانے تری ناموس پر
فخر نے سر ملّتِ بیضا کا اُونچا کردیا

رئیسؔ امروہوی

موجبِ تخلیقِ عالم کون ہے؟

وہ کہ جس کا نور ہے نورِ خدا
سیّدِ عالم محمدؐ مصطفیٰؐ
اوّلِ مخلوق، ختم الانبیاء
جس نے اک عالم کو زندہ کردیا
موجبِ تخلیقِ عالم ہے وہی

قائدِ اقوامِ عالم کون ہے؟

جس کو صرف انسانیت سے پیار تھا
جو ہر اک مخلوق کا غمخوار تھا
قیدِ رنگ و نسل سے بیزار تھا
جو اخوت کا علم بردار تھا
قائدِ اقوامِ عالم ہے وہی

مقصدِ فطرت کا محرم کون ہے؟

پیش کرکے ایزدی پیغام کو
توڑ ڈالا کفر کے اصنام کو
متحد کرکے تمام اقوام کو
عام جس نے کردیا اسلام کو
مقصدِ فطرت کا محرم ہے وہی

(۲)

مقصودِ خلقت، محبوبِ قدرت
اللہ رے اس کی ذاتِ گرامی
مولا کا بندہ، بندوں کا مولا
اپنوں کا ساتھی غیروں کا حامی

رئیس امروہوی

کس کا جمالِ ناز ہے جلوہ نما یہ سو بہ سو
گوشہ بہ گوشہ، در بدر، قریہ بہ قریہ، کو بہ کو

اشک فشاں ہے کس لیے دیدۂ منتظر مرا
دجلہ بہ دجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ، جو بہ جو

میری نگاہ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ، گل بہ گل، لالہ بہ لالہ، بو بہ بو

زلفِ درازِ مصطفیٰؐ گیسوئے لیلِ حق نما
طرہ بہ طرہ، خم بہ خم، حلقہ بہ حلقہ، مو بہ مو

کاش ہو ان کا سامنا عین حریم ناز میں
چہرہ بہ چہرہ، رخ بہ رخ، دیدہ بہ دیدہ، دو بہ دو

کس کی مجھے تلاش ہے عالم شوق میں رئیسؔ
خطّہ بہ خطّہ، رہ بہ رہ، جادہ بہ جادہ، سو بہ سو

رئیسؔ امروہوی

آیا وہ مستِ نازک خرامی
نذرانہ جس کا جانِ گرامی

لاکھوں سلام اس جانِ جہاں پر
دونوں جہاں ہیں جس کی سلامی

مقصودِ خِلقت، محبوبِ قدرت
اللہ رے اس کی ذاتِ گرامی

مولا کا بندہ، بندوں کا مولا
اپنوں کا ساتھی غیروں کا حامی

شاہوں سے بڑھ کر درویش اُس کے
شاہی سے بڑھ کر اس کی غلامی

قرآنِ صامت، فرقان ناطق
اوّل پیام اور آخر پیَامی

اے شاہِ خوباں، اے ماہِ خوبی
احساں ہیں تیرے، ہم پر دوامی

خاصانِ حق کی نسبت پہ نازاں
تیری بدولت ہم جیسے عامی

اہل طلب کا ملجا و ماویٰ
صرف ایک تیری درگاہِ سامی

اللہ رے عزم طوافِ کعبہ
اللہ رے اپنی لغزیدہ گامی

نظمِ رئیسؔ اک نذر عقیدت
یارب! قبول طبعِ گرامی!

رئیس الرحمٰن رشکؔ خلیلی امروہوی

بزم در بزم اسیؐ ذات کی مدحت کرنا
جس نے انساں کو سکھایا ہے محبت کرنا

اِس کو کہتے ہیں گنہگاروں پہ رحمت کرنا
آگیا وحشی لٹیروں کو سخاوت کرنا

دل میں باقی کسی جنّت کی تمنّا نہ رہے
اس طرح گنبدِ خضریٰ کی زیارت کرنا

آپ کا حسنِ عمل، حسنِ یقیں ہے میرا
آپ کا ذکر بھی کرنا ہے عبادت کرنا

آپ نے اہلِ بصارت کو بصیرت بخشی
ورنہ دشوار تھا اندازۂ ظلمت کرنا

ریگِ صحرا کی طرح لوگ تھے آوارہ مزاج
معجزہ تھا انہیں پابندِ شریعت کرنا

مہر و اخلاص کا ہے اسوۂ حسنہ میں شمار
دوستو ان کی بہر حال حفاظت کرنا

اے خدا عشقِ نبیؐ، حبِّ علیؑ کے صدقے
رشکؔ کو جذبۂ ایثار ودیعت کرنا

سید ہاشم رضا

سلام تم پہ غریبوں کے پالنے والے
بجھے دلوں میں اُمیدوں کے ڈالنے والے
ستم زدوں کی بلاؤں کے ٹالنے والے
خدا کے بعد خدائی سنبھالنے والے

سُنا ہے خِلقتِ آدم تمہارے دم سے ہوئی
زمین رشکِ ارم پرتوِ قدم سے ہوئی

کہاں پہ کل تھی، کہاں اب تمہاری اُمّت ہے؟
بجائے طالعِ بیدار خوابِ غفلت ہے
کہاں ہے مہر و محبت؟ دلوں میں نفرت ہے
کہا جو تم نے وہ بھولی ہوئی حکایت ہے

نہ دولتیں ہیں جہاں کی نہ فقر پاس ہے آج
مدد! مدد! کہ مسلماں بہت اُداس ہے آج

جواں کو عشق کے سوز و گداز نے مارا
شبِ فراق نے زلفِ دراز نے مارا
مُسِن کو وہمِ نشیب و فراز نے مارا
مَتاعِ عقل لٹی حرص و آز نے مارا

یہ سب ہوا مگر اپنی امید باقی ہے
ملالِ تشنہ لبی کیا کہ تم سا ساقی ہے

روحؔی اصغر علی

کچھ ابتدا ہی نہیں انتہا بھی نازاں ہے
بنا کے نقشِ رسالت خدا بھی نازاں ہے

وہ آیا سب کے لیے رحمتِ خدا بن کر
تمام عالمِ ہستی کا رہنما بن کر

مٹانے کفر کو توحید کا پیام آیا
جہانِ نو کے لیے اک نیا نظام آیا

رسولِ حق سے نئے دور کا ہوا آغاز
نوائے وقت بنی انقلاب کی آواز

قفس میں ہوگا نہ اب شورِ نالہ و فریاد
ہوئی ہے قیدِ غلامی سے زندگی آزاد

زمیں پہ کوثر و تسنیم کے ہیں میخانے
مئے خودی سے ہیں لبریز دل کے پیمانے

رخِ حیات سے پردے اٹھائے جاتے ہیں
نگاہِ شوق کو جلوے دکھائے جاتے ہیں

مچی ہے دھوم کہ حق کا امین آیا ہے
وہ اپنے ساتھ خدا کی کتاب لایا ہے

عطا ہوا تھا محمدؐ کو علمِ قرآنی
عمل سے ہوگئی معراج فکرِ انسانی

جو مُشتِ خاک تھا وہ بن گیا امینِ حیات
بلند ہوگئی افلاک سے زمینِ حیات

خودی کا آئینہ جب نقشِ کائنات بنا
کمالِ ذات سے وہ مظہرِ صفات بنا

یہ نازشِ بنی آدم ہے نازِ آدم بھی
یہ انبیاء کے ہیں رہبر بھی اور خاتم بھی

روشِ صدیقی

صاحبِ تاجِ ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلّم
صدر نشینِ بزمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم

اس کی گلی کا ذرہ ذرہ مہر درخشاں بن کر چمکا
امن و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلّم

درسِ مروّت فرماں اس کا، نوعِ بشر پر احساں اس کا
امن و محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلّم

بغض و حسد کا نام ہوا گم، چمکا رایتِ عفو و ترحم
جاگ اٹھی انساں کی شرافت صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ جبیں انسان کا چمکا، فرق مٹا محتاج و غنی کا
ایک ہوئے سرمایہ و محنت صلی اللہ علیہ وسلم

سلطاں اور ہمدوشِ گدایاں مولا اور شیدائے غریباں
خضرِ اُمم اور جادۂ خدمت صلی اللہ علیہ وسلم

دینِ مبیں فیضان ہے اس کا، ذوقِ یقیں احسان ہے اس کا
اس کے در کی خاک میں حکمت صلی اللہ علیہ وسلم

زاہد و عاصی، عارف و عالی سب ہیں درِ اقدس کے سلامی
سب پہ گل افشاں دامنِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

قربِ الٰہی سنت اس کی، حسنِ عمل ہے طاعت اس کی
حاصلِ ایماں اس کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

رشیدؔ قیصرانی

اک دیپ جلا اندھیاروں میں
ظلمات کے بپھرے سینوں میں
اک چیخ اٹھی
اک شور مچا
یہ روپ سروپ اندھیروں کا
برسوں سے قائم دائم ہے
یہ کس کی جرأت؟
کس کا دم؟
یہ کون ہماری نگری میں
ظلمات کا دم یوں نوچتا ہے؟
صدیوں کی سونی دھرتی پر
یہ کون اُجالے پھینکتا ہے؟
بے خوف و خطر
چپکے چپکے
وہ دیپ مگر جلتا ہی رہا
یہ دیکھ کے ظلمت گاہوں سے
کچھ زہر بھرے اژدر نکلے
کچھ سانپ سنپولے در آئے
کچھ تند ہوائیں چیخ اٹھیں

کچھ تیز بگولے لہرائے
ظلمات کی ساری سینائیں
اک تنہا دیپ پہ ٹوٹ پڑیں

اتنے میں کچھ پروانوں نے
اُس دیپ پہ گھیرا ڈال لیا
یہ پروانے لاچار بھی تھے
کمزور نحیف و زار بھی تھے
پر دیپ کی رکھشا کی خاطر
وہ جان ہتھیلی پر رکھ کر
طوفان کے منہ میں کود پڑے
کچھ پار لگے
کچھ ڈوب گئے
یلغار سے پروانوں کی مگر
طوفان کے چھکے چھوٹ گئے

اتنے میں کچھ بیراگی بھی
قندیل جلانے آ پہنچے
وہ دیپ جو تنہا جلتا تھا
اُس دیپ سے لاکھوں دیپ جلے
طوفان کا سینہ چاک ہوا
دم ٹوٹ گیا اندھیاروں کا

ابوالمجاہد زاہدؔ

جہالت میں ڈوبی ہوئی تھیں فضائیں
ضلالت سے بہکی ہوئی تھیں ہوائیں
بجھی جارہی تھیں اخوت کی شمعیں
مٹی جارہی تھیں محبت کی رسمیں
الگ تھے سبھی شاہراہ ہدیٰ سے
بہت دور تھے بارگاہِ خدا سے
خدا کو ترس آیا اہلِ زمیں پر
مشیّت نے انگڑائی لی مسکرا کر

فَجَاءَ الرَّسُوْلُ بَشِیْراً و نَذِیْراً
فَصَلُّوْا عَلَیْہِ کَثِیْراً کَثِیْراً

وہ سلطانِ دیں تاجدارِ رسالت
وہ جس کی محبت خدا کی محبت
وہ بندوں کو جس نے خدا سے ملایا
وہ کانٹوں کو جس نے گلستاں بنایا
وہ جس نے عروج آدمیت کو بخشا
وہ ابرِ کرم جو کہ ہر سمت برسا
وہ ذرّوں کو دی رونقِ طور جس نے
اندھیرے پہ کی بارشِ نور جس نے
فضاؤں کو جس نے منور بنایا
ہواؤں کو جس نے معطّر بنایا

وہی ہے وہی غایتِ ہر دو عالم
وہی ہے وہی رحمتِ ہر دو عالم

زکی کیفی

پردے اٹھے نگاہ سے، ہر شے نکھر گئی
تنویرِ صبح رات کے رُخ پر بکھر گئی

صدق و صفا کا پیکرِ پُر نور آگیا
لے کر حیاتِ تازہ کا منشور آگیا

لات و ہبل کا دورِ حکومت گذر گیا
انسانیت کا طوقِ غلامی اتر گیا

بے آسرا نحیف لبوں کو زبان دی
دُرِّ یتیم بن کے یتیمی کو شان دی

لطف و کرم کی ساری ادائیں عطا ہوئیں
زخموں سے چور ہو کے دعائیں عطا ہوئیں

انسانیت کے درد کا درماں کیا گیا
احسان و عدل، زیست کا عنواں کیا گیا

مظلوم عورتوں کو نئی زندگی ملی
عفت ملی، حقوق ملے، روشنی ملی

اک انقلاب تازہ بپا کردیا گیا
نسل و وطن کا فرق فنا کردیا گیا

وہ رحمتِ تمام، وہ غمخوارِ بے کساں
ہے جس کا ناز فقر، وہ سلطانِ دوجہاں

فخر الرسل ہے شافعِ روزِ حساب ہے
اُمی لقب ہے، صاحب اُمُّ الکتاب ہے

جس کے غلام فاتحِ ایران و شام ہوں
لاکھوں درود اس پہ، کروڑوں سلام ہوں

علی حسنین زیبا ردولوی

نام آتے ہی مرے دل نے کہا صلِ علیٰ
عرش پر کہنے لگا ربِّ علا صلِ علیٰ
لب کونین سے نکلی یہ صدا صلِ علیٰ
گونج اُٹھے ارض و سماں صلِ علیٰ صلِ علیٰ

لے کے آوازِ درود اور ہوائیں آئیں
دور سے مجھ کو فرشتوں کی صدائیں آئیں

قدسی الاصل تھا در اصل وہ آنے والا
رشتۂ عبد و احد یاد دلانے والا
ہم گنہگاروں میں قرآن کو لانے والا
پیکرِ خاک کو انسان بنانے والا

نہ ملائک نہ نبی جان کو معراج ملی
اُس کا صدقہ تھا کہ انسان کو معراج ملی

زہراڈار

السلام اے رازدارِ کن فکاں   السّلام اے شہریارِ دو جہاں
السلام اے تاجدارِ انس و جاں   السلام اے شہسوارِ لامکاں
السلام اے شافعِ روزِ جزا   السلام اے مظہرِ نورِ خدا
السلام اے محرمِ سِرِّ علیٰ   السلام اے ہادیِ راہِ صفا
السلام اے راحتِ قلبِ حزیں   السّلام اے رحمۃً للعالمیں
السلام اے باعثِ تکمیلِ دیں   السّلام اے منبعِ علم و یقیں

صاحبِ یٰسین وطٰہٰ السّلام
باعثِ تسکینِ زہرا السّلام

ساغرؔ صدیقی

تیرا دعویٰ تیرا مسلک قابلِ صد احترام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے سلام

کہکشاں ہے تیرے رہوارِ مقدس کا غبار
تیرے نقشِ پا ہیں فردوسِ بریں کے لالہ زار
دوجہانوں کے مقدر پر ہے تیرا اختیار
خالقِ کون و مکاں کے رو برو تیرا قیام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے! سلام

تیرے در پر سرنگوں ہیں آفتاب و ماہتاب
تو نے ختم المرسلیں کا حق سے پایا ہے خطاب
فکرِ انساں ہو نہیں سکتی وہاں تک باریاب
طائرِ سدرہ نشیں بھی ہے ترے در کا غلام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے! سلام

تا ابد روشن رہیں گے تیرے تابندہ اصول
اے خدا کے ماننے والے! خدائی کے رسولؐ
بے نوا شاعر کے ویرانے میں بھی دو چار پھول
تیرے ہاتھوں میں بہارِ لالہ و گل کا نظام
اے غریبوں اور ناداروں کے رکھوالے سلام

ساغر نظامی

اے کہ نازاں تجھ پہ حسنِ بندگی و سروری
دوش پر کملی، نظر میں جلوۂ پیغمبری

اے سراپا نورِ حق، اے روحِ وجدان و عمل
ہے ترا پیغام انمٹ، فلسفہ تیرا اٹل

تو نے انساں کو دیا روح اخوت کا پیام
حق و آزادی و عدل و عفو و الفت کا پیام

تو نے اس کو درسِ تہذیب و جہانبانی دیا
دردِ انسانی دیا، درمانِ روحانی دیا

تیری بعثت سے ہوئی تکمیل ذوقِ سروری
ناکمل تھی خدائی، تشنہ تھی پیغمبری

تیری ہر موجِ نفس میں نغمۂ اسلام ہے
نسخۂ بیماریِ عالم ترا پیغام ہے

پھونک دے پھر پیکرِ مردہ میں روحِ زندگی
زندہ کردے پھر دلِ مسلم میں احساسِ خودی

عبدالمجید سالکؔ

(۱)

اے شاہِ انبیا و شہنشاہِ کائنات
زینت طرازِ عرش ہیں تیری تجلیات
تیرا سخن ہے وحیِ خداوندِ دو جہاں
روشن ترے فروغِ تجلّی سے شش جہات
اے تیری ذات عقل کا پیرایۂ دوام
تیرا عمل ہے معنیِ آیاتِ بیّنات
توحیدِ حق کا دہر میں آوازہ ہے بلند
اے تیرا نام عشق کا سرمایۂ حیات
اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ ہے ترے قرب کی دلیل
یہ سب ہیں تیری ذات کے قدسی تصرّفات

(۲)

رسولؐ پاک تھے بیباک اظہارِ صداقت میں
تو تم بھی بات سچّی صاف کہہ دینے پہ تُل جاؤ

رسولؐ پاک جب حریّتِ نسواں کے حامی تھے
تو تم بھی اس لطیف و محترم فرقے کا غم کھاؤ

محبت کے وہ جذبے از سرِ نو تیز ہو جائیں
رسولِؐ پاک کی الفت سے دل لبریز ہو جائیں

سجاد باقر رضوی

پھولا پھلا یہ باغِ تمنا تمہیں سے ہے
آنکھوں میں نور، دل میں اُجالا تمھیں سے ہے

بے کس کی آس، چارۂ بے چارگاں ہو تم
ٹوٹے ہوئے دلوں کو سہارا تمھیں سے ہے

معراج اک علامتِ ایمان و آگہی
ایمان و آگہی کا یہ رشتہ تمھیں سے ہے

اللہ رے یہ شرف کہ خدائی گلے لگائے
یہ بندگی کا رتبۂ اعلیٰ تمھیں سے ہے

تم نورِ کائنات ہو ہر شے میں جلوہ ریز
ہر صورتِ وجود میں معنیٰ تمھیں سے ہے

تم نے نظر پھرائی تو صحرا ہے خشک لب
لبریز ہے کہ سیریٔ دریا تمھیں سے ہے

مسند نشینِ خلق ہو، تم پر سلامِ حق
نظمِ جہانِ ''کن'' مرے مولا تمھیں سے ہے

باقر تمہارے در کے غلاموں کا ہے غلام
شاہوں سے ہمسری کا یہ رتبہ تمھیں سے ہے

سراؔج اورنگ آبادی

نام تیرا مطلعِ فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا

یا محمدؐ! تجھ کرم سیں ہوں سدا امیدوار
جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا

کر سراسر شوق میں بے ہوش مجھ کو یا حبیبؐ
دے مجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمدؐ بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا

اے سراؔج اپنی خودی کو بے خودی میں محو کر
شغل جاری رکھ ہر اک لحہ ھو الرحمان کا

سراؔج اورنگ آبادی

رسولِ خدا سید المرسلیں　　قیامت کے دن شافع المذنبیں
نبوت کی مسند کا ہے جانشیں　　کریں جس کی تعظیم روح الامیں
عجب روزِ محشر کا سردار ہے　　صفِ اصفیا میں وہ سالار ہے
جگت میں اسے سلطنت ہے مدام　　جماعت میں ہے انبیاء کی امام
حبیبؐ خدا، والیِ روزگار　　دو عالم کی اقلیم کا تاجدار
شہِ انس و جاں سب کا مقبول ہے　　نبوّت کے گلزار کا پھول ہے
کہ جس واسطے خلق پیدا کیا　　زمیں آسماں سب ہویدا کیا
کہا حق نے لولاک جس شان میں　　شہنشاہ ہے ملکِ عرفان میں
سدا گم رہوں کا وہی رہنما　　ہے خیر الوریٰ احمد مجتبیٰؐ
عجب ذات مقبولِ کونینؐ ہے　　کہ کونین کا قرۃ العین ہے
عجب ذات احمدؐ بلا میم ہے　　کہ قرآن میں جس کی تعظیم ہے
نہ لاتے تھے کافر اوّل اس پہ دیں　　تو کچھ معجزے دیکھ لائے یقیں
شہادت کی انگلی دکھا یک بیک　　کیا چاند جب شق گیا ان کا شک
زباں کو کہاں تابِ گفت و شنید　　ہے جس کی صفت میں کلامِ مجید
ہے سب سروراں میں اسے سروری　　اسی پر ہوئی ختم پیغمبری
نہ ویسا ہوا کوئی بھی ابتدا　　نہ اس باج ہوئے گا کوئی دوجا
اوّل بھی وہی تھا اور آخر وہی　　ہے باطن وہی اور ظاہر وہی
سراؔج اب نہ کر گفتگو بیشتر　　ادب کے محل میں جا نہ پیشتر

سرمدؔ مظاہری

تو حسنِ تخلیق کا نمونہ، خدا کی رحمت کا باب ہے تو
عبودیت کا عروج بھی تو ہے زندگی کا شباب ہے تو

قدم ترا عرش سے بھی اوپر، جبیں تری سجدہ ریز پھر بھی
یہ رفعتیں یہ نیاز مندی! عجیب عالی جناب ہے تُو

دیے نئے ولولے عرب کو، عجم کو اک زندگی عطا کی
رہِ سعادت کا رہنما ہے، خدا کی گویا کتاب ہے تو

جو حرف تیری زباں پہ آیا، وہ بن گیا علم کا خزانہ
لٹائے علم و ہنر کے موتی، اگرچہ اُمی خطاب ہے تو

تہی ہے دامن تو نیکیوں سے مگر ہے مجھ کو یقین سرمدؔ
کہ دل میں ہے گر نبیؐ کی اُلفت تو حشر میں کامیاب ہے تُو

سیّد سلیمان ندوی

آدم کے لیے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکّی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے

پاکیزہ ترا عرش و سما، جنت الفردوس
آرام گہِ پاک رسولؐ عربی ہے

اے زائر بیتِ نبوی یاد رہے یہ
بے قاعدہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

کیا شان ہے اللہ رے محبوب نبیؐ کی
محبوبِ خدا ہے وہ جو محبوبِ نبی ہے

بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج
جو آگ مرے سینے میں مدت سے دبی ہے

آغا شاعر قزلباش

سب بدعتیں زائل ہوئیں اس یمنِ قدم سے
کاہن ہوئے مجبور فرشتوں کی رقم سے
پھیلی یہ ضیا سیدِ لولاک کے دم سے
ہر سحر نے حاصل کیا ہستی کو عدم سے

حق یہ ہے، یہ عزت نہیں پائی تھی کسی نے
اُونچا کیا کعبے کو رسولِ عربیؐ نے

سہیلؔ بنارسی

زمانے کی نگاہوں نے بشرا ایسا کہاں دیکھا
ملک کو جس کے ایوانِ شرف کا پاسباں دیکھا

درخشاں عالمِ امکاں میں ہے خلق عظیم اس کا
کرم کی روشنی سے پُر ضیا کون و مکاں دیکھا

عمل سے اپنے سکھلایا زمانے کو عمل جس نے
اُسی کے فیض سے دنیا نے دورِ بے خزاں دیکھا

ہے درسِ علم و تہذیب و ادب سیرت محمدؐ کی
رواداری کی ہر منزل میں ان کو ضو فشاں دیکھا

مخالف سے دمِ گفتار منہ سے پھول جھڑتے ہیں
ادیب ایسا نظر آیا، نہ ایسا خوش بیاں دیکھا

سلوکِ بد سے پیش آئیں کسی سے، ہے یہ ناممکن
انھی کی مدح میں دشمن کو بھی رطب اللساں دیکھا

بنا اسلام کی قائم ہوئی خلق و مروّت سے
اسی میزان پر اسلام کا پلّہ گراں دیکھا

کسی کو سرفراز ایسا نہ پایا عرشِ رفعت نے
رسولوں میں یہاں دیکھا، فرشتوں میں وہاں دیکھا

بہت آئے نظر لیکن سہیلؔ اس شان کا بندہ
نہ بالائے فلک پایا، نہ زیرِ آسماں دیکھا

سیماب اکبر آبادی

پیام لائی ہے بادِ صبا مدینے سے
کہ رحمتوں کی اٹھی ہے گھٹا مدینے سے
الٰہی کوئی تو مل جائے چارہ گر ایسا
ہمارے درد کی لادے دوا مدینے سے
حساب کیسا نکیرین ہوگئے بے خود
جب آئی قبر میں ٹھنڈی ہوا مدینے سے
فرشتے سیکڑوں آتے ہیں اور جاتے ہیں
بہت قریب ہے عرشِ خدا مدینے سے
خدا کے گھر کا گدا ہوں فقیر کوئے نبیؐ
جو مکہ سے ہے وہی واسطہ مدینے سے

☆☆☆

ہو چکے جب عبد اور معبود میں راز و نیاز
ہوگئی انسانیت، روحانیت سے سرفراز

لوٹ آئے جانبِ دنیا رسولؐ کائنات
پیکرِ مردہ میں جیسے عود کر آئے حیات

محفلِ کونین میں، انسانِ کامل آگیا
قالبِ کونین میں، کونین کا دل آگیا

عرشِ عالی ظرف، انساں کے نہ قابل ہوسکا
آسماں بارِ نبوت کا نہ حامل ہوسکا

جلوۂ احمدؐ سے دنیا ضو فشاں کردی گئی
یہ امانت پھر سپردِ خاکداں کردی گئی

شاہ ابدالی پھلواروی

دو جگ کے سردار محمدؐ نبیوں کے سالار محمدؐ
امت کے غم خوار محمدؐ سب کے پالنہار محمدؐ
صلی اللہ علیہِ وَسلم

میں ہوں بہت ناچار محمدؐ ناؤ پھنسی منجدھار محمدؐ
کوئی نہ کھیون ہار محمدؐ تم ہی اتارو پار محمدؐ
صلی اللہ علیہِ وَسلم

تم پر جان نثار محمدؐ عشق تمہارا یار محمدؐ
مشکل ہے یہ کار محمدؐ تم ہی نباہنہار محمدؐ
صلی اللہ علیہِ وَسلم

شان الحق حقّی

مجھے تو صرف اتنا ہی یقیں ہے — مرا تو بس یہی ایمان و دیں ہے
اگر تم مقصدِ عالم نہیں ہو — تو پھر کچھ مقصدِ عالم نہیں ہے

نہیں ہیں واقفِ سرِّ الٰہی — مگر دل میں یہ نکتہ جاگزیں ہے
جو دل انوار سے ان کے ہے روشن — وہی کعبہ وہی عرشِ بریں ہے

یہ سمجھے معنیِ لولاک میں نے — کہ ہستی بخششِ جاں آفریں ہے
مگر آوازِ ہستی کا مداوا — عطائے رحمۃ للعٰلمیں ہے

نہ کہنا ان کا سایہ ہی نہیں تھا — کہ ثانی تو کوئی بیشک نہیں ہے
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے — وہ انساں نازشِ روئے زمیں ہے

وہ شہرِ بے حصار ان کا، مدینہ — کہ جس کی خاک ارمانِ جبیں ہے
نہ پوچھو ہے سواد اس کا کہاں تک — یہ المغرب سے تا اقصائے چیں ہے

نہ سمجھو ہم کو محرومِ نظارہ — وہ حسن اب بھی نظر سے ہم قریں ہے
یہ دیکھو صبح ہے کتنی منوّر — یہ دیکھو چاندنی کتنی حسیں ہے

جھکا جاتا ہے سر سجدے میں خود ہی
نہ جانے کفر ہے یا کارِ دیں ہے
کہ دل میں ماسوائے نامِ خواجہؐ
نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے

شرقی بن شائق

دشتِ عرب فیوضِ خدا میں نہا گیا
اِک ہادیِ عظیم ہدایت کو آ گیا
پیغامِ حق سنایا رسالت مآبؐ نے
پھیلایا نور اُفق بہ اُفق آفتاب نے
دی آگہی بشر کو شعورِ حیات کی
ہیئت ہی اور ہوگئی سب کائنات کی
انسانیت کے پھول دلوں میں کھلا دیے
سب تفرقے دوئی کے جہاں سے مٹا دیے
درسِ خلوص و صدق و صفا آپ نے دیا
تکمیلِ زندگی کا نیا راستہ بنا
دنیا کو روحِ امن ملی، آشتی ملی
انسان کی نگاہ کو تابندگی ملی
حضرتؐ نے فرقِ بندہ و آقا مٹا دیا
اس تیرہ خاکداں کو ثریا بنا دیا

شکیلؔ بدایونی

خشک ہونٹوں پر ترانے آگئے
شادمانی کے زمانے آگئے
مژدہ اے امت کہ ختم المرسلینؐ
بختِ خوابیدہ جگانے آگئے
نورِ ایماں بن کے از سرتابہ پا
کفر کی ظلمت مٹانے آگئے
جان و دل صدقے، بہ ہر نقشِ قدم
دہر کو جنت بنانے آگئے
بیکسوں کو پوچھتا ہی کون تھا
بیکسوں کے ناز اٹھانے آگئے
زحمتِ بے جا و ظلم و جور سے
ناتوانوں کو بچانے آگئے
اللہ، اللہ خسروِ کون و مکاں
راہرو کے بوجھ اُٹھانے آگئے
مختلف اربابِ رنگ و نسل کو
ایک ہی مرکز پہ لانے آگئے
دل کی ہر دھڑکن یہ کہتی ہے شکیلؔ
شادمانی کے زمانے آگئے

❁❁❁

شکیلؔ بدایونی

تمنا ہے کہ مرتے وقت بھی ہم مسکراتے ہوں
زباں پر یا محمدؐ ہو جب اس دنیا سے جاتے ہوں
مزہ جب ہے کہ ہم دیوانہ وار ان کی طرف جائیں
اشاروں سے شہ ہر دوسرا ہم کو بلاتے ہوں
شبِ فرقت کی ان رنگینیوں پر جان و دل صدقے
تمہاری یاد ہو دل میں ستارے جھلملاتے ہوں
نہ کیوں اونچا ہو سارے انبیاء سے مرتبہ ان کا
سفارش کر کے جو اُمّت کو اپنی بخشواتے ہوں
سکوں کی ساعتوں میں کون ان کو بھول سکتا ہے
دم مشکل جو ہر اک بے نوا کے کام آتے ہوں
بیاں ہو کیا شکیلؔ اس بزم دل کی جلوہ سامانی
حبیب کبریا جس بزم میں تشریف لاتے ہوں

صفی لکھنوی

پیغمبرؐ و سرورِ حجازی
وہ پیکرِ علم و راست بازی

حق کی توحید کا مبلّغ
محوِ طاعت بہ قلبِ فارغ

سرکش عربوں کا سرجھکایا
حیوانوں کو آدمی بنایا

قائم کیا رشتۂ مؤاخات
برتاؤ میں شیوۂ مساوات

مصلح سرمایہ داریوں کا
حامی محنت شعاریوں کا

وہ حسین ملیح جس کی پوشاک
لولاک لما خلقتُ الافلاک

وہ جانِ جہانِ آفرینش
معنائے بیانِ آفرینش

کرامت علی شہیدی

المتوفی: ۱۸۴۰ء

ہوا تجھ سا نہ ہوسکتا ہے میرا ہے یہی ایماں
نہ مانوں مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مُرتد کا

تری تعریف سے میری زباں میں آئی ہے تیزی
صفاہاں تک مسخّر ہوگا اس تیغِ مہند کا

ہوئی ہے ہمّتِ عالی مری معراج کی طالب
میسّر ہو طواف اے کاش مجھ کو تیرے مرقد کا

کبھی نزدیک جاکر آستانے پر مَلوں آنکھیں
کبھی گر دُور بیٹھوں میں کروں نظارہ گنبد کا

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کی جا بیٹھوں
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقیّد کا

شمس زبیری

آنکھوں میں نور دل میں بصیرت ہے آپؐ سے
میں خود تو کچھ نہیں، مری قیمت ہے آپؐ سے

ہے آپ ہی کے دم سے یہ ایمان کی زمیں
اور دین کی یہ چھت بھی سلامت ہے آپؐ سے

ہے آپ کا کرم یہ مری خواہشِ نمو
گو خاک ہوں مگر مجھے نسبت ہے آپؐ سے

یہ آپ ہی کا فیض دلوں کا گداز ہے
ان برف کی تہوں میں حرارت ہے آپؐ سے

جو بے خبر ہیں، ان کی ہیں آنکھیں بجھی ہوئی
جو جاگتے ہیں، ان کی محبت ہے آپؐ سے

جب آپؐ نے دکھائیں تو راہیں دکھائی دیں
یعنی دل و نگاہ کی وسعت ہے آپؐ سے

اس خاک کو کیا ہے ستاروں سے بھی بلند
انسانیت کی شوکت و عظمت ہے آپؐ سے

اس مہر و مہ سے تیرہ شبی کم نہیں ہوئی
دنیا کو روشنی کی ضرورت ہے آپؐ سے

تسخیرِ کائنات مرا منتہا نہیں
مجھ کو تو صرف آپ کی حاجت ہے آپؐ سے

شمس زبیری

جب محمدؐ کا لب پہ نام آیا
روح پرور کوئی پیام آیا

بزم جمتی رہی ستاروں کی
بعد سب کے مہِ تمام آیا

دوست دشمن پہ کچھ نہیں موقوف
میرا آقا تو سب کے کام آیا

کوئی در سے نہ خالی ہاتھ پھرا
جو بھی پہنچا وہ شاد کام آیا

مٹ گئی خاص و عام کی تفریق
جب وہ مولائے خاص و عام آیا

آدمی آدمی کو پہچانا!
آدمی آدمی کے کام آیا

جس کی ہر دَور کو ضرورت تھی
آپ آئے تو وہ نظام آیا

صغریٰ بی بی

(ہمشیرہ مولانا جمال الدین میاں فرنگی محلی)

اے عطر بیز صبا اے نسیم جاں پرور
ہے عاشقوں کے لیے توہی ایک پیغمبر

اے خوش نصیب تو جنت سے روز وقتِ سحر
مدینہ جاتی ہے پھولوں کی ڈالیاں لیکر

ہے جس شرف پہ تجھے ناز اس کے صدقے میں
سُن اے بہشت کی مالن ذرا توقف کر

مجھے بھی بھیجنا ہے ہدیۂ نیاز اس کو
خدائے پاک نے بھیجا سلام ہے جس پر

یہ میرے شعر نہیں پھول ہیں عقیدت کے
انھیں سنبھال کے لے جا اٹھا کے آنکھوں پر

یہ پھول وہ ہیں بھری ہے وفا کی بو جن میں
شگفتگی میں ہیں گلہائے خلد سے بہتر

لہو سے دل کے یہ سینچے گئے ہیں مدّت تک
ریاضِ عشق سے آئے ہیں یہ نمو پاکر

صبا یہ پھول ہیں صغریٰ کے پارہ ہائے جگر
درود پڑھ کے چڑھانا مزارِ اقدس پر

(۲)

السلام اے مجتبیٰ و مصطفیٰؐ — اے شہِؐ بدر الدجیٰ نور الہدیٰ
السلام اے شمعِ بزمِ انبیاء — السلام اے رونقِ عرشِ خدا
السلام اے معدنِ فضل و عطا — السلام اے مخزنِ جُود و سخا
السلام اے شافعِ روزِ جزا — السلام اے رحمتِ ہر دوسرا
السلام اے چارہ سازِ ہر گدا — السلام اے دست گیرِ بے نوا
السلام اے مرکزِ حبِّ خدا — جانِ عیسیٰ فخرِ موسیٰ مرحبا
مرحبا اے نورِ یزداں مرحبا — دین و ایماں تجھ پہ قرباں مرحبا
در پہ تیرے اک بھکارن آئی ہے — سینکڑوں ارمان دل میں لائی ہے
سُن کے شہرت آپ کے دربار کی — سُن کے رحمت عام ہے سرکار کی
آپڑی ہے آپ کی دہلیز پر — اِک نگاہِ لطف اس ناچیز پر
دے دے کچھ للہ میں تجھ پر نثار — اے سراپا رحمتِ پروردگار
میں بُری تو ہوں مگر ہوں آپ کی — لاج رکھیے آپؐ اس کی یا نبیؐ

خود شفاعت جب کریں حضرتؐ مری
کیوں نہ پھر مشتاق ہو جنت مری

ضمیرؔ

محمدؐ، سب سے میٹھا، سب سے پیارا نام ہے، جس کا / محمدؐ زندگی کا ہر شرف انعام ہے جس کا

خلیجِ رنگ و نسل و کبر و کینہ پاٹ دی جس نے / جہاں بھی تھی کوئی زنجیر بڑھ کر کاٹ جس نے

نظر کو ضَو، عمل کو حسنِ نیت بخشنے والا / محمدؐ، آدمی کو آدمیت بخشنے والا

تمیزِ پست بالا کو مٹایا جس نے وہ آقا / غلاموں کو غلامی سے چھڑوایا، جس نے وہ آقا

نظر کو روشنی، دل کو سہارے، بخشنے والا / اُجالے بانٹنے والا سہارے بخشنے والا

وہ موجودات کا چہرہ، درخشاں کر دیا جس نے / وہ، محسوسات کے اندر چراغاں کر دیا جس نے

برائے ہر زماں، رخشندہ ہے نقشِ دوام اسکا / قیام اس کا، خرام اس کا، کلام اس کا، پیام اس کا

وہ، جس کا دامنِ بخشش دو عالم پر کشادہ ہے / وہ، جس کا ظرفِ ہستی، ظرفِ ہستی سے زیادہ ہے

وہ بندہ مرتبہ داں ہے فقط ذاتِ احد، اُس کی / ہمارے فہم کی حد میں نہ حد اِس کی، نہ حد اس کی

ضمیرؔ اُس دَر سے گر نسبت نہ رکھے لوحِ پیشانی / تو کشکولِ گدائی ہے، چہ درویشی، چہ سلطانی؟

مہر لال سونی ضیاؔ فتح آبادی

کرو تلاش حقیقت کی بزمِ باطل میں
کہ لغزشیں ہیں کہاں پائے عزمِ کامل میں

خدا ہے ایک نہیں ہے کوئی شریک اس کا
کہاں روا ہے بُتِ خانہ ساز کی پوجا

نجات مذہب وملت کے اتحاد میں ہے
نویدِ عشرتِ باقی خدا کی یاد میں ہے

غلط رووں کو رہِ مستقیم پر لاؤ
مقابلہ ہو اگر موت کا نہ گھبراؤ

گدا و شاہ میں کچھ امتیاز تم نہ کرو
کسی غلام سے بھی احتراز تم نہ کرو

ستم کا نام مٹا دو جہانِ ہستی سے
کرو دلوں کو مسخر خدا پرستی سے

پیامِ ملت و دیں کل جہاں کو پہنچاؤ
مثالِ ابرِ بہاراں فضا پہ چھا جاؤ

خدا کے نام کو سارے جہاں میں عام کرو
دلوں کو بادۂ وحدت سے شاد کام کرو

بصد شکوہ بصد شانِ احترام اٹھو
خدا کے کام کو لے کر خدا کا نام اٹھو

جہاں کہ ہیچ ہیں سب قوتیں جہاں تم ہو
زمیں پہ صورتِ پنہائے آسماں تم ہو

جیو تو ذوقِ عبادت کی مستیاں لے کر
مرو تو خونِ شہادت کی سرخیاں لے کر

(۲)

جگایا تو نے اقوامِ عرب کو خواب غفلت سے
کیا آزاد عقل و ہوش کو دامِ جہالت سے
منظم کردیا تو نے سب اجزائے پریشاں کو
سکھایا بیٹھنا مل جل کے آپس میں محبت سے
سبق توحید کا ہر روح کو ازبر ہوا آخر
ترے ہمراہ دنیا ہوگئی تیری صداقت سے
غلامِ مادیّت رہ نہ جائے تا کوئی انساں
کیا روحانیت کو عام تو نے علم و حکمت سے
رسالت در حقیقت جسم کا جاں سے تعلق ہے
کسی کو کس طرح انکار ہو تیری رسالت سے
یہ رازِ زندگی روشن کیا تو نے زمانے پر
کہ بنتا ہے مکمل آدمی حق کی عبادت سے
اگر تیرے اصولوں پر رہے قائم تری امت
کوئی امت نہیں بڑھ کر جہاں میں تیری امت سے

جعفر طاہر

نئی سحر کی تجلّیاں ریگ زارِ بطحا پہ لہلہائیں
دیارِ وحشت کے رہنے والوں پہ رحمتیں کھل کے مسکرائیں
یتیم بچے کے عزم و ایثار نے کیا انقلاب برپا
وہ ظلمتوں کے حصار ٹوٹے گریں فصیلیں ستم کی صدہا

نہ لعل و فیل و فرس، نہ کوس و نضیر و تاج و کلاہ و پرچم
نہ ہم نشینے نہ ہمزبانے نہ راز دارے نہ یار و محرم
وہ بے سہارا کہ جس کی یہ آرزو کہ عالم کو دے سہارا
بلندیوں پہ چمک اٹھے آدمی کی تقدیر کا ستارا

جو چاہتا تھا کوئی بشر بھی ذلیل و رسوا نہ ہو جہاں میں
جو سوچتا تھا کہ زندگی کارگر ہو پہنائے کن فکاں میں
یہ کرمکِ نیم سوختہ قدسیوں سے بڑھ کر نظر ملائیں
بشر کے پاؤں پہ مہر و مہ کیا ہیں عرش و کرسی بھی سر جھکائیں

وہ شب کو اُٹھ اُٹھ کے سوچتا تھا کہ آبروئے بشر بچائے
اجل گزیدوں کو جس طرح بھی ہو دامِ آفات سے چھڑائے
یہ آرزوئے محال کوئی بشر کسی چیز کو نہ ترسے
نئے افق سے جو ابرِ نیساں اٹھے تو سارے جہاں پہ برسے

ہجومِ اعدا یہ گرگ بندی یہ ایک معصوم اک طرف ہے
جو سیلِ ظلمات صف بہ صف ہے تو ماہِ بطحا بھی سر بکف ہے
ہزارہا مشکلوں میں تنہا گھرا ہوا اک یتیم دیکھو
یہ اس کا ماحول اس کے حالات اس کا عزمِ صمیم دیکھو

نہ ذلتوں کی سیاہیاں ہیں نہ آفتوں کے زبوں اندھیرے
عرب تو کیا دو جہاں کی آغوش میں اُترنے لگے سویرے
خدا کا دنیا کی سمت پیغام آخری اور دلنشیں بھی
یہ ایک آواز جو زمانوں کی ترجماں دہر آفریں بھی

یہ بزم جس میں تمیزِ شاہ و گدا نہیں ما و تو نہیں ہے
یہاں پہ نام و نسب کی اور ملک و قوم کی گفتگو نہیں ہے
یہاں سفید و سیاہ کچھ اس طرح ملے، ایک ہوگئے ہیں
وہ قہر مانانِ تلخ پیشہ و ننگ دیں نیک ہوگئے ہیں

طاہرہ بانو سعید

دے دے پھر کھوئی ہوئی شان مدینے والے
بزمِ اسلام ہے ویران مدینے والے

تجھ کو معلوم نہیں ہنستی ہے دنیا ہم پر
تنگِ مشکل ہے اب ایمان مدینے والے

کس طرح پار ہو بیڑا کہ ڈبونے کے لیے
رو برو سخت ہے طوفان مدینے والے

غیر اللہ پہ کرتے ہیں بھروسا افسوس
وہ جو تھے صاحب قرآن مدینے والے

تو جو چاہے تو دلِ طاہرہ پا جائے سکوں
ہے وہ مدّت سے پریشان مدینے والے

ظفر علی خاں

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں ''لولاک لما'' کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

(۲)

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
پھوٹا جو سینۂ شب تارِ الست سے
اس نورِ اوّلیں کا اجالا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اُولیٰ تمہی تو ہو
جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو
جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گزر گیا
وہ رہ نوردِ جادۂ اَسریٰ تمہی تو ہو

عابدؔ حشری

نازشِ آدم فخرِ دو عالم
مظہرِ اوّل مُرسلِ خاتم
اصلِ ظہورِ جلوۂ پنہاں
وجہِ بنائے بزمِ دو عالم
خالق کی آیات کا مظہر
فطرت کے اسرار کا محرم
مردہ دلوں کو عیسیٰ دوراں
خشک لبوں کو جرعۂ زمزم
روحِ تصوّر جانِ تمنا
حسنِ سراپا عشقِ مجسّم
مخبرِ صادق مظہرِ خالق
معنیٔ قرآں آیۂ محکم
بابِ کرم محرابِ ترحّم
خیرِ مکمّل خلقِ مجسّم
ہر منزل پر مشعلِ منزل
ہادیٔ کامل رہبرِ اعظم

آپ کا حشرؔی بے سرو ساماں
سایۂ رحمت، رحمتِ عالم

عارفؔ عبدالمتین

مجھ کو ہر چند ملا رنگِ اخوت تجھؐ سے
میں گنہگار کروں کیسے محبت تجھؐ سے
تو مرے دھیان میں آتا ہے صبا کی صورت
دل میں کھلتے ہیں گل و لالۂ راحت تجھ سے
زندگی میری ہے طائف کے سفر کا پرتو
میں نے پائی ہے ستم سہنے کی قوت تجھؐ سے
سطوتِ کفر سے ٹکراتا ہوں بے خوف و خطر
میں نے سیکھے ہیں یہ اندازِ شجاعت تجھؐ سے
آرزومند ہوں، مٹ جائیں یہ داغِ عصیاں
ورنہ شرماؤں گا میں روزِ قیامت تجھ سے

عیشؔ ٹونکی

شمشیر سے، ناوک سے، نہ خنجر سے ملا ہے
اسلام ہمیں خلقِ پیمبرؐ سے ملا ہے

دل ساقیِ کوثر کی محبت میں ہے سرشار
اک قطرۂ ناچیز سمندر سے ملا ہے

دیدارِ خدا، عفوِ خطا، مژدۂ جنت
کیا کیا نہ ہمیں شافعِ محشرؐ سے ملا ہے

پروانوں نے پایا ہے مذاقِ تپشِ عشق
شمعوں کو اجالا رُخِ انور سے ملا ہے

دیوانگیِ عشقِ محمدؐ پہ ہوں نازاں
سودا یہ مرے سر کو مقدر سے ملا ہے

کیوں سجدہ گہِ شوق مدینے کو نہ سمجھوں
جس کو جو ملا ہے وہ اُسی در سے ملا ہے

جا کر لبِ کوثر بھی وہ پیاسا ہی رہا عیشؔ
جب تک نہ کوئی ساقیِ کوثرؐ سے ملا ہے

مرزا غالبؔ

کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟
لعل و زمرّد و زر و گوہر نہیں ہوں میں

رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟
رُتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں

کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں؟

فراقؔ گورکھپوری

انوار بے شمار معدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام
وہ امتِ اسلام سے محدود نہیں

سید فیضیؔ

کون محمدؐ؟ پیکرِ عصمت، شانِ رسالت، جانِ رسالت
طغرائے فرمانِ رسالت، روح خلیلؑ و جانِ مسیحؑ
غم کے اندھیرے آگے پیچھے ڈرتے گرتے پڑتے بھاگے
جَاءَ الحَقُّ وَ زَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقاً
فخرِ رُسل محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
فیض سراپا، خلقِ مجسم، سیدِ مرسل، سرورِ والاؐ
حامیِ بے کس، ناصرِ بیدل، والیِٔ مضطر، یاورِ محزوں
امیِٔ بطحا، خواجۂ گیہاں، جلوہ طرازِ عرشِ معلیٰ

قمرؔ جلالوی

فرشتہ در پہ بصد احترام آتا ہے
خدا کے بعد تمہارا ہی نام آتا ہے
کلیم ہوں گے، تمہیں کیا کلیم سے نسبت
تمہارے گھر میں خدا کا کلام آتا ہے

گوہر حسین گوہرؔ قائم گنجوی

ادب اے نہایت بیخودی کہ مقامِ سجدۂ ہوش ہے
یہ وہ بارگاہِ بلند ہے جہاں خاک، عرش بدوش ہے
کبھی آئینے میں ہے خودنگر، کبھی آئینے میں ہے جلوہ گر
کبھی ہم لقائے جمیل ہے، کبھی ہم ادائے سروش ہے
نہ لحاظِ رنگ ونسب یہاں، نہ تمیزِ ہند وعرب یہاں
ترا میکدہ ہے وہ میکدہ، جہاں عام دعوتِ نوش ہے
تری رحمتوں نے مٹادیا، ہے تمیزِ پست و بلند کیا
کسی بادشاہ سے کم نہیں، وہ گدا کہ خرقہ بدوش ہے
کبھی اے شہنشہِ دوسرا، مرے حال پر بھی ہو اک نگاہ
کہ غریب گوہرِؔ بے نوا ترا ایک حلقہ بگوش ہے

لطیفؔ جلیلی

مکے کا شہر یار مدینے کا تاجدار
ظلمت کدوں میں نورِ سحر جس کا نام ہے
مسند سے بے نیاز تصنّع سے ماورا
گو بوریا نشیں ہے پہ گردوں مقام ہے

حق کا رسول جو ہے زمانے کے واسطے
نور آشکار، خضر رفاقت، دلیلِ راہ
دیں کا پیام، عدل کا نغمہ، وفا کی لَے
عالم نواز، دہر کا والی، جہاں پناہ

ادراک کا چراغ، فراست کی روشنی
فہم و خرد کا مہر، تدبّر کا آفتاب
تیرو سنان و خنجر و شمشیر کا دھنی
تدبیر کا سکوت، عزائم کا اضطراب

وہ جس کی فکر عقدۂ مشکل کی ہے کشود
عزمِ صمیم جس کا منازل بدوش ہے
آئینۂ کتابِ خدا جس کی زندگی
جس کا بیاں سرودِ نوائے سروش ہے

لیثؔ قریشی

خرد کی زلف پریشاں تھی آپ سے پہلے
حیات سربگریباں تھی آپ سے پہلے
اداس محفلِ امکاں تھی آپ سے پہلے
پیامِ امن و اماں کا کوئی نقیب نہ تھا
سکونِ دل کسی انسان کو نصیب نہ تھا

جب آئے آپ تو آنکھوں میں روشنی آئی
دلوں کی عقدہ کشائی کو ہر خوشی آئی
بہ طرزِ نو رُخِ ہستی پہ دل کشی آئی
اس انقلاب سے دنیا میں زندگی آئی
جہاں سے سلسلۂ ظلم و جَور ختم ہوا
نُمودِ حق ہوئی باطل کا دور ختم ہوا

نبیؐ نے گیسوئے احساس کو سنوار دیا
دل و نگاہ کو سرمایۂ قرار دیا
جو ذلتوں میں گھرے تھے انہیں وقار دیا
ضمیر و ذہن کو وہ رنگِ اعتبار دیا
کہ لوگ رُوحِ صداقت سے ہمکنار ہوئے
کشاکشِ حق و باطل میں کامگار ہوئے

ہم ایسے رہبرِ کامل کے نام لیوا ہیں
یہ سوچتے نہیں لیکن کہ آج ہم کیا ہیں
بھٹک کے راہِ یقین و عمل سے رسوا ہیں
اسی لیے تو جہاں میں اب اک تماشا ہیں
جواب بھی درسِ محمدؐ کو حرزِ جاں کر لیں
تو اپنے واسطے پیدا نیا جہاں کر لیں

ماہرالقادری

(۱)

وہ آئے اور آئے بھی قرآں لیے ہوے
تنظیم کائنات کا ساماں لیے ہوئے
نکلا حرا کے غار سے وہ نازشِ مسیح
سارے جہاں کے درد کا درماں لیے ہوئے

(۲)

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو اُمت کے لیے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑوں میں سوتا تھا

سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت اوجِ دارائی

ماہرؔ القادری

رسولِ مجتبیٰؐ کہیے، محمدؐ مصطفیٰؐ کہیے
خدا کے بعد سب وہ ہیں، پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صلِّ علیٰ کہیے

مرے سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ چشمۂ آبِ بقا کہیے

مائلؔ خیر آبادی

زباں پر محمدؐ کا نام آگیا ہے
ہمیں آج لطفِ تمام آگیا ہے

وہاں کی زمیں خاک سے پاک سمجھو
جہاں ذکرِ خیر الانام آگیا ہے

فرشتے جلو میں ادب سے کھڑے ہیں
یہ محشر میں کس کا غلام آگیا ہے

قدم کیا رسولِ معظمؐ کے آئے
جہاں میں مکمل نظام آگیا ہے

یہی بس ہے مائلؔ ہمیں روزِ محشر
وہ کہہ دیں ہمارا غلام آگیا ہے

محسن احسان

پیکرِ نور ہیں آپؐ، اشرف الانسان ہیں آپؐ
دلِ یزداں میں دھڑکتا ہوا قرآن ہیں آپؐ

آپؐ کے دم سے رواں سینۂ کونین میں سانس
رونقِ بزمِ دو عالم کے نگہبان ہیں آپ

ہم گنہگار سہی، راندۂ دربار سہی
افتخار اپنا ہے یہ حاصلِ ایمان ہیں آپؐ

❁ ❁ ❁

سرورِ کون ومکاں ہم پہ نظر کب ہوگی
تیرہ بختی کی سیہ شب کی سحر کب ہوگی

کب ہمارے دلِ مضطر کو سکوں آئے گا
دور اپنی خلشِ قلب و جگر کب ہوگی

کب مرے دشت پہ یہ ابرِ کرم برسے گا
اک عنایت کی نظر ہوگی مگر کب ہوگی

❁ ❁ ❁

شاہِ یثرب ہے عجب امّتِ مرحوم کا حال
اب نہ احساس ہے باقی نہ حمیت باقی

اب ہر اک فرد ہے قید اپنے صنم خانے میں
اب ہے الفت نہ صداقت نہ مروّت باقی

پیکرِ نور ہیں آپؐ، اشرف الانسان ہیں آپؐ
دلِ یزداں میں دھڑکتا ہوا قرآن ہیں آپؐ

محسنؔ احسان

اے نصیرِ دلِ مظلوم، بیاں کیسے کروں
کس طرح بیچتے ہیں عظمتِ اسلام کو لوگ
کیسے بن جاتے ہیں اصنام حشم کے پیرو
کیسے ٹھکراتے ہیں اللہ کے احکام کو لوگ
اب فقط زہد و عبادت ہے نمائش کے لیے
دامِ تزویر بنا لیتے ہیں احرام کو لوگ

❁ ❁ ❁

آپ ہیں ختم رسل آپ ہیں دانائے سبل
آپ ہیں آگ کو گلزار بنانے والے
آپ ہی سیل بلا خیز کو ساحل کردیں
آپ ہر ناؤ کو طوفاں سے بچانے والے
آپؐ کٹیاؤں کو محلوں سے مقدم جانیں
فقر پر فخر سے سر آپ اٹھانے والے

❁ ❁ ❁

اے مدد گارِ غریباں ہے مدد کا ہنگام
اپنی تاثیر سے یک جان یہ امّت کردیں
اپنے الطاف سے یہ گرد کدورت دھو دیں
تشنہ کا مانِ محبت پہ شفاعت کردیں
گلِ صد برگ گلستانِ محبت ہوجائے
دلِ صد پارہ کو پیوستِ اخوت کردیں

محشرؔ بدایونی

سکوں سے محروم بے نواؤ جو ہے سکوں کی طلب تو آؤ
دل اپنا اللہ سے لگاؤ درِ نبیؐ پر نظر جماؤ
یہ طور بدلو یہ راہ چھوڑو
پھر اپنا رشتہ حرم سے جوڑو

وہ دیکھو اٹھی گھٹا کرم کی وہ نور پھیلا وہ برق چمکی
لرز اٹھیں وادیاں ستم کی سنو صدا ہے یہ کس قدم کی
صدا جو عالم پہ چھا رہی ہے
وہ بدر و خندق سے آ رہی ہے

بڑھو نظامِ جہاں سنبھالو یہ تاج و طبل و علَم اُٹھا لو
جمالِ اغیار تکنے والو اب اپنی جانب نگاہ ڈالو
تم امتِ سرورِ اُمم ہو
تو اَوجِ رفعت میں کس سے کم ہو

یہ پنجۂ حرص کی اسیری ہے قلبِ انساں کی بے ضمیری
ہمارا سرمایۂ امیری یہی قناعت یہی فقیری
اسی بڑائی سے ہم بڑے ہیں
اسی سہارے پہ ہم کھڑے ہیں

وہ گلہ بانِ عرب کہ جس نے سکھائے آداب زندگی کے
قرار حاصل کرو اسی سے اُسی سے جینے کے لو سلیقے
پھر اپنی تقدیرِ حال دیکھو
عروج دیکھو کمال دیکھو

وہ جس پہ نازاں ہیں خود عطائیں جو بخشے اغیار کی خطائیں

سُنے جو بیکس کی التجائیں   جو خوں کے پیاسوں کو دے دعائیں
جو خُلق سے دل کے زخم سی دے
جو گھپ اندھیروں کو روشنی دے

حیات اُس کی کتابِ سادہ   صفات دیکھو تو ایسا جادہ
کہ جتنا اُس کو پڑھو زیادہ   کریں علوم اُس سے استفادہ
کھنچے ہوئے تیر ٹوٹ جائیں
کمانیں ہاتھوں سے چھوٹ جائیں

وہ مظہرِ جلوۂ الٰہی   شجر حجر جس کی دیں گواہی
وہ اُس کی شانِ جہاں پناہی   کہ سجدے کرتی ہے کج کلاہی
وہ لحنِ داؤد میں گُل افشاں
وہ کشتیِ نوحؑ کا نگہباں

وہ نکہت و رنگ خار و خس میں   وہ کیف و مستی نفس نفس میں
کواکب و ماہ اس کے بس میں   خدا بھی کھاتا ہے اُس کی قسمیں
وہ فرش آرا و عرش مسند
وہ حامدؐ و احمدؐ و محمدؐ

ستارے گرد اُس کی رہگزر میں   فرشتے ساتھ اُس کے ہر سفر میں
محبت اس کی نظر نظر میں   دیانت اُتری اُسی کے گھر میں
امانت اُس کی ادا پہ جھومے
صداقت اُس کی زبان چومے

ملا بشر کو شعورِ ہستی   مٹے دلوں سے نقوشِ پستی
اُتر گئی سرکشوں کی مستی   سنور گئی پھر خدا کی بستی
خوشا ظہورِ حبیب داور
سلام اُس پر درود اُس پر

محشر بدایونی

مقدور ثنائے شہِ کوثر مجھے مل جائے
میں قطرہ بھی مانگوں تو سمندر مجھے مل جائے

مدحت کی قلم رو میں ہے لفظوں کی کمی کیا
تھوڑی سی کمک چاہوں تو لشکر مجھے مل جائے

روضے کی ضیاؤں میں جو برسائیں ستارے
ان جاگتی آنکھوں کا مقدر مجھے مل جائے

اب ایسے مسافر کی طرح ہوں جو مسلسل
صحرا میں کھڑا سوچتا ہو گھر مجھے مل جائے

پگھلا دوں اسے پیروی خلقِ نبیؐ سے
کتنا ہی کوئی آدمی پتھر مجھے مل جائے

میں لائقِ دامانِ پیمبرؐ تو کہاں ہوں
دامانِ غلامانِ پیمبرؐ مجھے مل جائے

اے رحمتِ گلزار میں خوشبو کا ہوں سائل
دامن کے لیے ایک گلِ تر مجھے مل جائے

ہوں مدح سرا صاحبِ بخشش کا عجب کیا
بخشش کی سند آج ہی محشر مجھے مل جائے

محشر بدایونی

(کراچی)

مدحِ سرکار ہے کس کے امکان میں
آپ کی مدحتیں تو ہیں قرآن میں

اس کو کہتے ہیں تکمیل انسانیت
ساری اچھائیاں ایک انسان میں

وہ مجسم شریعت، سراپا یقیں
بولتی آیتیں شکلِ انسان میں

ہم نبیؐ کی محبت سے باہر کہاں
یہ محبت تو شامل ہے ایمان میں

شہرِ طیبہ سے دور ایسی ہے زندگی
جیسے تنہا مسافر بیابان میں

اسوۂ مصطفیٰؐ کا چراغ آج بھی
جل رہا ہے ہواؤں کے طوفان میں

دیکھ محشر وہ چشمِ خطا پوش اٹھی
دفعتاً کیسی جنبش ہے میزان میں

محشرؔ رسول نگری

اللہ رے مقام شہنشاہِ دوسرا
پایا نہیں کسی نے بھی یہ رُتبہ رضا
ذاتِ خدا نے اپنی محبت کو برملا
حضرتؐ کے اتباع سے مشروط کردیا

جو تابعِ نبیؐ ہے اسی کی نجات ہے
خیرالوریٰ کا عشق ہی آبِ حیات ہے

اُن کا جمال، خالقِ اکبر کی معرفت
اُن کا جلال، مشرق ومغرب کی سلطنت
ان کا کمال، عشق و رضا خلق و مرحمت
اُن کا خیال، شمعِ رہِ صدق و حرّیت

انساں کو اُن کے خلق نے انساں بنادیا
ذرّے کو آفتابِ درخشاں بنا دیا

مظہرالدین

اے کہ ترا جمال ہے رونقِ محفلِ وجود
اے کہ تری نُمود ہے جلوہ طرازِ ہست و بود
یادِ تو داد لذّتے ذکرِ تو شوقِ من فزود
تجھ پہ درود اور سلام تجھ پہ سلام اور درود

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

عشق کی منزل و مُراد تیرا وجودِ محترم
سوز و سرور و جذب و شوق تیری نگاہ کا کرم
تجھ سے عرب کی عظمتیں تجھ سے عجم ہے محتشم
تیرا جمالِ جاں فروز جلوہ دہِ رخِ حرم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

ساقیِ بزمِ دلبری! عقدہ کشائے غم ہے تو
جود و سخا تری ادا رحم و کرم ہے تیری خو
مدّتیں ہوگئیں مجھے تشنہ لب و تہی سبُو
تیرے کرم پہ منحصر تیرے گدا کی آبرو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

میر تقی میر

جرم کی ہو شرم گینی یا رسولؐ　　اور خاطر کی حزینی یا رسولؐ
کھینچوں ہوں نقصانِ دینی یا رسولؐ　　تیری خاطر ہے یقینی یا رسولؐ
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

لطف تیرا عام ہے کر مرحمت　　ہے کرم سے تیرے چشمِ مکرمت
مجرمِ عاجز ہوں کرٹک تقویت　　تو ہے صاحب تجھ سے ہے یہ مسئلت
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

دہر زیر سایۂ لطفِ عمیم　　خَلق سب وابستۂ خلقِ عظیم
تجھ سے جویائے کرم عاصم اثیم　　سخت حاجت مند ہیں ہم تو کریم
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

نیک و بد تیرے ثنا خوان ہم　　لطف تیرا آرزو بخشِ اُمم
ملتفت ہو تُو تو کاہے کا ہے غم　　تو رحیم اور مستحقِ رحم ہم
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

روؤں ہوں شرمِ گنہ سے زار زار　　بے عنایت کچھ نہیں اُسلوب کار
دل کو جب ہوتا ہے آکر اضطرار　　زیرِ لب کہتا ہوں یہ میں بار بار
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

میر تقی میر

اے شہِ عالی مقام تجھ پہ درود و سلام
بعد ہزاروں سلام، تجھ پہ درود و سلام

آوے ہے بے اختیار صلِّ علیٰ لب پہ ساتھ
لیتے ہیں جب تیرا نام تجھ پہ درود و سلام

راہرو راہِ راست، گریہ کناں گریہ ناک
کہتے گئے گام گام تجھ پہ درود و سلام

بھیجتے ہیں صبح و شام بعد قعود و قیام
اہلِ مساجد تمام تجھ پہ درود و سلام

حرف ہو کچھ تو کہیں تیرے تقدس کے بیچ
کہتے ہیں ہم لا کلام تجھ پہ درود و سلام

میر حسنؔ

نبی کون یعنی رسول کریمؐ
نبوّت کے دریا کا دُرِّ یتیم

ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّی لقب
پہ علمِ لدُنّی کھلا دل پہ سب

اُٹھا کفر اسلام ظاہر کیا
بُتوں کو خدائی سے باہر کیا

نبوت جو کی حق نے اس پر تمام
رکھا اشرف الناس خیر الانامؐ

بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اسے
خدا نے کیا اپنا محبوب اسے

کروں اس کے رتبہ کا کیا میں بیاں
کھڑے ہوں جہاں باندھے صف مرسلاں

محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں
ہُوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں

نجم آفندی اکبر آبادی

اے تو کہ تیرے نُور کو عنواں بنا دیا
پرچم کشائے سلطنتِ جاں بنا دیا

پیدا ہوئی جبیں کی ضیا سے فضائے عرش
سجدے کا نقش عالمِ امکاں بنا دیا

ہستی ترے ظہورِ تبسّم سے چونک اُٹھی
اس کیفیت کو صبحِ درخشاں بنا دیا

صورت گرِ ازل نے ترے اعتبار پر
اک مشتِ خاک تھی جسے انساں بنا دیا

ٹکڑے جگر کے بھیج دیے قتل گاہ میں
کرب و بلا کو کوچۂ جاناں بنا دیا

احمد ندیمؔ قاسمی

دنیا ہے ایک دشت، تو گلزار آپ ہیں
اس تیرگی میں مطلعِ انوار آپ ہیں

یہ بھی ہے سچ، کہ آپ کی گفتار ہے جمیل
یہ بھی ہے حق، کہ صاحبِ کردار آپؐ ہیں

ہو لاکھ آفتابِ قیامت کی دھوپ تیز
میرے لیے تو سایۂ دیوار آپؐ ہیں

دربارِ شہ میں بھی میں اگر سرکشیدہ ہوں
اس کا ہے یہ سبب، مرا پندار آپؐ ہیں

مجھ کو کسی سے حاجتِ چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز، کہ غمخوار آپؐ ہیں

مجھ پر یہ جرمِ غربت و دامن دریدگی
سب لوگ سنگ زن ہیں تو گلبار آپؐ ہیں

انسان مال و زر کے جنوں میں ہیں مبتلا
اس حشر میں ندیمؔ کو درکار آپؐ ہیں

احمد ندیم قاسمی

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے، یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں، جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا

وہ اندھیروں سے بھی درّانہ گزر جاتے ہیں
جن کے ماتھے پہ چمکتا ہے ستارا تیرا

شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا

ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

مولوی نذیر احمد

یہ تمنا ہے ربِّ اکرم سے
غسلِ میّت ہو میرا زم زم سے

تب ہی ٹھنڈک ہو میرے سینے میں
خاک ہو جاؤں مَیں مدینے میں

اور کچھ چارۂ گناہ نہیں
آپ کے در سوا پناہ نہیں

آپ سے گر نہ التجا لاؤں
پھر کدھر جاؤں اور کہاں جاؤں

یہی ماویٰ ہے اور یہی مامن
میرے دو ہاتھ آپ کا دامن

کون پرساں ہے مجھ سے ناکس کا
کس کو طوفاں میں پاس ہو خس کا

اور خس بھی خسیس ناقابل
بے ہنر، ہیچ کارہ لا طائل

عارِ آباء اوّلیں ہوں میں
داغ پیشانیٔ زمیں ہوں میں

کیا کروں ایسے قلبِ فاسد کو
کون لے گا متاعِ کاسد کو

دل ہے یا معصیت کا پشتارہ
ایک پونجی ہے وہ بھی ناکارہ

گر تری مہر کی نظر ہو جائے
یہ خزف رُو کشِ گہر ہو جائے

تم اگر چشمِ لطف وا کر دو
مس کو چاہو تو کیمیا کر دو

حق نے بخشی ہے تم کو وہ تاثیر
خاک چھو جائے تم سے ہو اکسیر

آہنِ تیرہ وہ جلا پائے
آفتاب اس کے آگے شرمائے

تم بچا لو عذابِ آتش سے
سخت عاجز ہوں نفسِ سرکش سے

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
اور چُپ بھی رہا نہیں جاتا

از برائے خدا رسولؐ جلیلؐ
مجھ پہ طاری ہو حالتِ تبتیل

رخِ دل ہر طرف سے موڑوں میں
رشتہ الفت کا سب سے توڑوں میں

قرب میں چاہتا ہوں حضرتؐ کا
میں نہیں خواستگار جنت کا

حور و غلماں مجھے نہیں درکار
آرزو مند ان کے ہوں ابرار

ہاں مگر مجھ غریب پر یا شاہ
رحم فرماؤ حسبۃً للہ

رحم کیجئے کہ آپ رحمت ہیں
آپ پشت و پناہِ اُمت ہیں

گو بُرا ہوں، بُرے سے بدتر ہوں
آپ کا اُمتی مقرر ہوں

جملہ سامان یاس و غم کا ہے
صرف ایک آسرا کرم کا ہے

مخلصی بخشیے خرابی سے
کہیں کہہ دیجئے شتابی سے

ہم نے کی سب معاف بے ادبی

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ

نسیمؔ امروہوی

وہ خیر البشرؐ، فخرِ اولادِ آدم
بشیر و نذیر و ظہیرِ دو عالم
وہ لطفِ مکمل، وہ خلقِ مجسّم
نبی نوع انساں کا غمخوار و ہمدم
غنی اور گدا کا سہارا محمدؐ
خدا کا محمدؐ ہمارا محمدؐ

محمدؐ، وہ گم گشتہ قوموں کا ہادی
دو عالم میں علم و عمل کا وہ نادی
وہ پیغمبرِ عزم و خود اعتمادی
شریعت ہے جس کی بہت سیدھی سادی
نہ دنیا پرستی نہ رہبانیت ہے
معیشت بداماں یہ روحانیت ہے

شرف صرف اسلام کو ہے یہ حاصل
کہ جس کا نبی ہر صفت میں ہے کامل
نہ دنیا کا طالب، نہ دنیا سے غافل
اولی الامر یعنی رحیم اور عادل
وہ مشفق جو غیروں کو اپنا بنا لے
وہ قائد جسے چاہے جیسا بنالے

پدر وہ کہ تصویرِ شفقت سراپا
وہ اُستاد، جو مصلحِ دین و دنیا
وہ ناصح، کہ جس کا ہر اک قول میٹھا
وہ ساتھی، کہ دشمن کو جس پر بھروسا
وہ مزدور، مٹی اٹھالے جو سر پر
وہ سلطاں، کہ سکہ ہے اہل نظر پر

ولی وہ، کہ بے وارثوں کا ہے والی
وہ مولا، سلاطین جس کے موالی
وہ اعلیٰ کہ طرحِ مساوات ڈالی
وہ طاہر، کہ دل بھی کدورت سے خالی

وہ امی کہ مسجد میں قرآں بکف ہے
وہ دریا کہ ساحل پہ طوفاں بکف ہے

وہ صابر، بجز شکر جو دم نہ مارے   وہ ضابط جو طوفاں میں ہمّت نہ ہارے
وہ زاہد، کہ طاعت میں راتیں گزارے   وہ عابد کہ ہم چشم جس کے ستارے

وہ عالم کہ جس کا سخن فلسفہ ہے
وہ عامل کہ جس کا عمل معجزہ ہے

وہ مرسل ہمہ گیر جو مرسلوں میں   وہ آخر کہ جس کا شمار اوّلوں میں
وہ غازی کہ ثابت قدم زلزلوں میں   نمازی کہ تسبیح خواں مقتلوں میں

وہ رہرو کہ ہمت پہ مشکل فدا ہے
وہ رہبر کہ قدموں پہ منزل فدا ہے

وہ خوش خو کہ اغیار جس کے ثنا خواں   وہ دلجو کہ دل حسن سیرت پہ قرباں
وہ محسن کہ اخلاق ممنونِ احساں   وہ انساں کہ انسانیت کا نگہباں

وہ عجز آشنا کبریائی تھی جس میں
وہ بندہ کہ شانِ خدائی تھی جس میں

وہ بندوں کا طالب، وہ مطلوبِ یزداں   محبّت کا کعبہ، اخوت کا ایماں
وفا کا مفسّر، صداقت کا قرآں   عمل جس پہ نازاں، بقا جس پہ قرباں

اُخوت کا جاں بخش پیغام لایا
عجب جام لایا خوش انجام لایا

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے   دل ان کا بھی چھینا، جو سر لینے آئے
وہ بندہ نوازی کے جوہر دکھائے   کہ خود کھائے جَو، اور جواہر لٹائے

خوشی اپنی غیروں کے غم میں بھلا دی
دیا درد جس نے، اسے بھی دوا دی

وہ پیغامِ امن و اماں دینے والا — ضعیفوں کو تاب و تواں دینے والا
وہ صدق و صفا کو زباں دینے والا — زبانِ خدا سے اذاں دینے والا

بہت عظمت زندگانی بڑھا دی
رگوں میں لہو کی روانی بڑھا دی

وہ تمہید عزم و عمل کرنے والا — تغافل کی قوت کو شل کرنے والا
علاج مرض، برمحل کرنے والا — حلاوت کو عقدوں میں حل کرنے والا

حیاتِ جماعت کی پابندگی کو
مذاقِ شہادت دیا زندگی کو

نعیم صدیقی

دنوں کو رکھی ہے چاہ تری، غموں کے گلشن سجا سجا کے
شبوں کو دیکھی ہے راہ تری، دیے پلک پر جلا جلا کے
اگر نہ ہو تیری رہنمائی، کبھی نہ ہاتھ آسکے بھلائی
ہزار آئین دیکھ ڈالے جہان والوں نے آزما کے
تری محبت، تری اطاعت، یہی شریعت، یہی طریقت
جو سنگدل بن سکے نہ تیرے، نہ وہ بشر کے، نہ وہ خدا کے
تمام ذرّوں میں خاکِ رہ کے ہزاروں عالم مچل رہے ہیں
یہ علم ودانش، یہ تاج وسطوت، ہیں معجزے تیرے نقشِ پا کے
خود آگہی کا سبق سکھایا، مقامِ انسانیت دلایا
غرور والوں کے سر جھکا کے، پسے ہوؤں کو اٹھا اٹھا کے
دلائی پھر بندگی کی عظمت، بڑھائی پھر زندگی کی عزّت
سجائی کیا محفلِ اخوّت شہ و گدا کو گلے مِلا کے

غلام بھیک نیرنگ

سب بنی آدم کو اس نے ایک کنبہ کردیا
اس کے حسن خلق سے اپنا ہر اک بیگانہ تھا
بن گیا فیضِ قدم سے اس کے فردوسِ بریں
ورنہ ریگستانِ یثرب کیا تھا؟ اک ویرانہ تھا
اُس کا اک اک فعل انساں کی محبت سے بھرا
اُس کا اک اک قول دلسوزانہ - ہمدردانہ تھا

رضا علی وحشت

نور تیرا دافعِ آثارِ ظلمت ہوگیا
ایک عالم کے لیے شمعِ ہدایت ہوگیا

غم ترا آیا جو دل میں عیش کا ساماں لیے
دور کلفت ہوگئی اندوہ رخصت ہوگیا

ولؔی گجراتی

یا محمدؐ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کو لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے

جس مکاں میں ہے تمہاری فکرِ روشن جلوہ گر
عقلِ اوّل آ کے واں اِقرارِ نادانی کرے

عارفاں بولیں گے جان و دل سے لاکھوں آفریں
جب ولؔی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

شاہ ولی الرحمٰن ولؔی کاکوروی

تیرا وجودِ پاک ہے مظہرِ ذاتِ کبریا
تیرے قدم کی خاک ہے سُرمۂ چشمِ اولیا

غارِ حرا کی خلوتیں رنگِ جمالِ ایزدی
بدر و احد کی جلوتیں شانِ جلالِ کبریا

چشم براہ تھے ملک، شمس و قمر تھے بیقرار
چرخ کہن تھا منتظر سیکڑوں سال سے ترا

رُک گئے فتنہ و فساد، بجھ گئی آتشِ عناد
تیری ہدایتوں کا جب دہر میں غلغلہ اُٹھا

شانِ عجم فنا ہوئی، شوکتِ روم مٹ گئی
خاک میں گمرہی ملی، قلعۂ شرک گر پڑا

ذرّۂ بے نمود کو کردیا رشکِ آفتاب
قطرۂ بے وجود کو رشکِ گہر بنا دیا

دشمنِ سخت دل سے بھی تو نے لیا نہ انتقام
اس کو دیا پیامِ عفو، کی جو کسی نے بھی خطا

لات وہبل کی برتری خاک پہ سرنگوں ہوئی
وحدتِ حق کا سب علَم تو نے بلند کردیا

شیوۂ عدل سے ہوا ظلم وستم کا انسداد
تیرے پیامِ امن سے فتنہ و شر ہوئے فنا

تو نے مٹا دی دہر میں رسمِ تمیزِ رنگ وخوں
خواجہ و بندہ ہوگئے دوش بدوش و ہم نوا

رحمتِ عام بن گیا تیرا پیامِ آخری
صلِ علی و مرحبا صلِّ علیٰ و مرحبا

یحییٰ اعظمی

مبارک خامۂ فطرت کے شہ کارِ حسیں آئے
مبارک خاتمِ ہستی کے تابندہ نگیں آئے

شبستاں دل کے جس کی اک کرن سے جگمگا اٹھے
وہ خورشیدِ رسالت، شمع عرفان و یقیں آئے

زمانے میں کسے انکار کی اب تاب باقی تھی
کہ خود پیشِ نظر آئینۂ حق الیقیں آئے

صحائف جن کے مقدمِ کی بشارت دیتے آئے تھے
زہے ساعت وہ فخر اولین و آخریں آئے

منوّر ہوگیا دم بھر میں ظلمت خانۂ گیتی
کہ خود پیغمبرِ دیں، صاحب نورِ مبیں آئے

عبارت جس سے شمعِ آخریں ہے بزمِ گیہاں کی
وہ ختم الانبیاء آئے، وہ ختم المرسلیں آئے

ترے مقدم سے روشن ہوگئی پھر بزمِ امکانی
درودِ بیکراں تجھ پر ہو اے محبوب ربانی

ڈاکٹر سید یاور عباس یاورؔ

محراب کرم ہے خم ابروئے محمدؐ
رحمت کی گھٹا سایہ گیسوئے محمدؐ

اقدار کے پیمانے ڈھلے قول نبیؐ سے
اخلاق کا معیار نبی خوئے محمدؐ

میزانِ عدالت ہے شکن لوحِ جبیں کی
انصاف ہے منت کشِ ابروئے محمدؐ

جس باغ میں جاؤ وہی طیبہ کی بہاریں
جس پھول کو سونگھو وہی خوشبوئے محمدؐ

ترشا ہوا ناخنؐ ہے مہ عید فلک پر
اب لائے تصور میں کوئی روئے محمدؐ

روشن ہو مقدر کا ستارہ ابھی یاورؔ
پڑ جائے اگر سایۂ گیسوئے محمدؐ

✿✿✿

دوستی کا جام لینا سیکھئے
عقل سے کچھ کام لینا سیکھئے
وقت کی ٹھوکر یہ کہتی ہے حضور
اب علیؑ کا نام لینا سیکھئے

اسلم لکھنوی

سالارِ انبیاءؑ سے میرا سلام کہنا
سرتاجِ اولیاءؑ سے میرا سلام کہنا

اللہ کے نبیؐ کے روضہ پہ جانے والے باشوق و باعقیدت سر کو جھکانے والے
خوش قسمتی پہ اپنی اے مُسکرانے والے سویا ہوا مقدر اپنا جگانے والے

سرچشمۂ وفا سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

روضے کی جالیوں کا جب ہو تجھے نظارا تیرا دلِ شکستہ پاجائے جب سہارا
جب چمکے تیری قسمت بنکے فلک کا تارا میری طرف سے ایسے ماحول میں خدا را

سُلطانِ ھل اَتی سے میرا سلام کہنا
اس جانِ مدعا سے میرا سلام کہنا

کیف وسرور کی جب حاصل ہو دِل کو لذت مِٹ جائے تیرے دل سے جس وقت دردِ فرقت
اللہ کے کرم سے جب ہو تجھے مسرّت نظروں میں رقص فرما ہو رقص ہائے جنت

اس وقت مصطفیٰؐ سے میرا سلام کہنا
عالم کے پیشوا سے میرا سلام کہنا

سرکار کو مخاطب جس وقت کچھ بھی پانا
اُمّت پہ ہورہا ہے جو ظلم وہ بتانا
اور بے کسوں کی حالت با چشم نم سنانا
پھر چوم کر رسولؐ اکرم کا آستانہ

ہادی و رہنما سے میرا سلام کہنا
عالم کے ناخُدا سے میرا سلام کہنا

یہ عرض کرنا دشمن عالم کی ہیں فضائیں
طوفانِ غم سے کیونکر اپنے کو ہم بچائیں
اب ہم ہیں اور ہم پر اغیار کی جفائیں
ظلم وستم کی سر پر چھائی ہیں اب گھٹائیں

پیغمبرؐ خدا سے میرا سلام کہنا
خورشیدِ پُر ضیا سے میرا سلام کہنا

اور یہ بھی کہنا ہم میں پیدا ہو عزم و ہمّت
ماضیٔ گمشدہ کی مِل جائے ہم کو دولت
پامال ہوتے دیکھیں دُنیائے کفر و بدعت
ہَر ایک لب پہ پھر ہوں نغماتِ عیش وعشرت

سردارِ انبیاءؑ سے میرا سلام کہنا
سرتاجِ اولیاءؒ سے میرا سلام کہنا

آرزؔو لکھنوی

یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !! یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
آپ شاہِ امم، آپ خیر الوریٰ آپ سرتاج پیغمبرانِ خدا
آپ کی دونوں عالم میں جلوہ گری یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
آپ خلاق عالم کے ہیں ترجماں آپ عرشِ الٰہی کے ہیں رازداں
آپ غار حرا کی حسیں روشنی یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
خاتم المرسلین جہاں آپ ہیں باعثِ عظمت کن فکاں آپ ہیں
فرش سے عرش تک برتری آپ کی یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
آپ قرآن لائے حبیبِ خدا ہے لقب آپ کا خاتم الانبیاء
آپ سے اہلِ حق کو ملی روشنی یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
آرزؔو پر کرم ہو شہہ ہاشمی وقف رنج و الم اس کی ہے زندگی
بخش دو اس کو دیدار کی روشنی یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!
یا نبیؐ یا نبیؐ، یا نبیؐ یا نبیؐ !!

مظفؔر وارثی

کمالِ خلّاق ذات اس کی / جمالِ ہستی حیات اُس کی
بشر نہیں عظمتِ بشر ہے / مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

وہؐ شرحِ احکام حقِ تعالیٰ / وہؐ خود ہی قانون خود حوالہ
وہ خود ہی قرآن خود ہی قاری / وہؐ آپ مہتاب آپ ہالہ
وہؐ عکس بھی اور آئینہ بھی / وہؐ نقطہ بھی خط بھی، دائرہ بھی
وہؐ خود نظارا ہے خود نظر ہے / مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

شعور لایا کتاب لایا / وہؐ حشر تک کا نصاب لایا
وہؐ علم کی اور عمل کی حد بھی / ازل بھی اس کا ہے اور ابد بھی
وہؐ ہر زمانے کا راہبر ہے / مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

وہؐ آدمؑ و نوحؑ سے زیادہ / بلند ہمت بلند ارادہ
وہ زہد عیسیٰؑ سے کوسوں آگے / جو سب کی منزل وہ اس کا جادہ
ہر اک پیمبر نہاں ہے اس میں / ہجومِ پیغمبراں ہے اس میں
وہ جس طرف ہے خدا اُدھر ہے / مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

بس ایک مشکیزہ اک چٹائی / ذرا سے جَو ایک چار پائی
بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے / نہ خوش لباسی نہ خوش قبائی
یہی ہے کل کائنات جس کی / گنی نہ جائیں صفات جس کی

وہی تو سلطانِ بحر و بر ہے
مرا پیغمبرؐ عظیم تر ہے

جو اپنا دامن لہو سے بھر لے
مصیبتیں اپنی جان پر لے
جو تیغ زن سے لڑے نہتہ
جو غالب آکر بھی صلح کر لے
اسیر دشمن کی چاہ میں بھی
مخالفوں کی نگاہ میں بھی!
امین صادق ہے معتبر ہے
مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

جسے شہہِ شش جہات دیکھوں
اُسے غریبوں کے ساتھ دیکھوں
عنانِ کون و مکاں جو تھا میں
کدال پر بھی وہ ہاتھ دیکھوں
لگے جو مزدور، شاہ ایسا
نہ زر نہ دھن سربراہ ایسا!
فلک نشیں کا زمیں پہ گھر ہے
مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

وہ خلوتوں میں بھی صف بہ صف بھی
وہ اس طرف بھی وہ اُس طرف بھی
محاذ و منبر ٹھکانے اس کے
وہ سر بسجدہ بھی سر بکف بھی
کہیں وہ موتی کہیں ستارہ
وہ جامعیت کا استعارہ
وہ صبحِ تہذیب کا گجر ہے
مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

ساغر صدیقی

بزمِ کونین سجانے کے لئے آپ آئے
شمعِ توحید جلانے کے لئے آپ آئے

ایک پیغام، جو ہر دل میں اُجالا کردے
ساری دُنیا کو سنانے کے لئے آپ آئے

ایک مدت سے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو
ایک مرکز پہ بلانے کے لئے آپ آئے

ناخدا بن کے اُبلتے ہوئے طوفانوں میں
کشتیاں پار لگانے کے لئے آپ آئے

قافلہ والے بھٹک جائیں نہ منزل سے کہیں
دور تک راہ دکھانے لئے آپ آئے

چشمِ بیدار کو اسرارِ خدائی بخشے
سونے والوں کو جگانے کے لئے آپ آئے

کوثؔر نیازی

آدمیت کی علامت ہے دلائے مصطفیؐ
مصطفیؐ دل کے لئے ہے دل برائے مصطفیؐ

ہے رضائے مصطفیؐ میں ربِّ کعبہ کی رضا
ربِّ کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفیؐ

کچھ نہیں معلوم کیا ہے قصۂ ذات وصفات
تجھ پہ ہم ایمان لائے اے فدائے مصطفیؐ

شکل انسانی میں قرآنِ مجسّم آپ ہیں
شرح فرمانِ خدا ہے ہر ادائے مصطفیؐ

آرزو دل میں یہ رکھتا ہوں خدا پوری کرے
جب مروں کوثؔر زباں پر ہو ثنائے مصطفیؐ

اُمیؔد فاضلی

وہ خدا کا نہیں جو تمہارا نہیں
جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

ہم میں ہی کوئی شاید کمی رہ گئی
ورنہ اس در نے کس کو پکارا نہیں

ان کے دَر کے گداؤں کا کیا پوچھنا
دَر بہ دَر ہوں تو ہوں، بے سہارا نہیں

دیکھنے کے لئے آنکھ بھی چاہیے
وہ تجلّی کہاں آشکارا نہیں

اپنے اُمیؔد کو بھی بلا لیجئے
اب کہیں اور اس کا گذارا نہیں

آرمؔ لکھنوی

درِ نبیؐ پہ جسے باریاب دیکھا ہے
اس ایک ذرّے کو پھر آفتاب دیکھا ہے

تمہارے ایک ہی معجز نما اشارے میں
دو نیم ہوتے ہوئے ماہتاب دیکھا ہے

فرازِ عرش پہ معراج ہے محبت کی
یہ دل نے فیضِ رسالت مآبؐ دیکھا ہے

خدا سے نامِ محمدؐ پہ جب دعا مانگی
دعا کو ہوتے ہوئے مستجاب دیکھا ہے

ہمارا کعبۂ دل اور رسولؐ کا جلوہ
یہ واقعہ ہے الٰہی کہ خواب دیکھا ہے

آرمؔ لگائی ہے جب دل نے لو محمدؐ سے
ہر ایک جذبۂ دل کامیاب دیکھا ہے

سکندؔر لکھنوی

ان کو دل میں بسا لیا ہم نے
دل مدینہ بنا لیا ہم نے

مل گئے وہ تو پھر کمی کیا ہے
دونوں عالم کو پالیا ہم نے

ان کے نامِ مبیں کا شام و سحر
اِک وظیفہ بنا لیا ہم نے

تاجور بھی جہاں کے سائل ہیں
ایسا دربار پالیا ہم نے

ان کے دامن سے ہو کے وابستہ
سب سے دامن چھڑا لیا ہم نے

نقشِ پائے حضورؐ انور کو
اپنا کعبہ بنا لیا ہم نے

ان کا ملنا سکندؔر ایسا ہے
جیسے خالق کو پالیا ہم نے

ریاضؔ خیرآبادی

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہوجائے
کعبۂ دل مرے اللہ! مدینہ ہوجائے

تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے
موجِ طوفان بلا اٹھ کے سفینہ ہوجائے

ظلمتِ کفر سے بڑھ کر ہے سیاہی دل میں
دُور کیوں کر دل اغیار سے کینہ ہوجائے

اس کی تقدیر جو پامال ہو تیرے در پر
اس کی تقدیر کہ جو خاکِ مدینہ ہوجائے

جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں ریاضؔ
مروں کعبہ میں تو مُنہ سوئے مدینہ ہوجائے

صبا اکبرآبادی

کس نور کی شمع جل رہی ہے
سائے سے بھی لو نکل رہی ہے

کفار میں ہے وہ داعیِ حق
کانٹوں میں بہار پل رہی ہے

تنہا میں چلا ہوں کب مدینے
تقدیر بھی ساتھ چل رہی ہے

ہے کتنی کشش رہِ نبی میں
خود زندگی رخ بدل رہی ہے

کرلے گی خود اپنے پاؤں زخمی
دنیا ہمیں کیا کچل رہی ہے

بے اذنِ حضورؐ کیسے مانگوں
ہونٹوں پہ دعا مچل رہی ہے

شاؔعر لکھنوی

عجب ہے کیف عجب ہے خمار آنکھوں میں
بسا ہوا ہے نبیؐ کا دیار آنکھوں میں

جو آئی یادِ مدینہ تو آنسوؤں کی طرح
چھپا لیا ہے اُسے بے قرار آنکھوں میں

مجھے تلاش نہیں سرمۂ بصیرت کی
ہے اُن کی راہ گزر کا غبار آنکھوں میں

کھڑے ہوئے ہیں ترے در پہ تیرے دیوانے
وفا کی نذر لئے اشکبار آنکھوں میں

قسم خدا کی مدینہ جنہوں نے دیکھا ہے
میں ڈھونڈ لوں گا وہ آنکھیں ہزار آنکھوں میں

تصورات میں طیبہ ہے روبرو شاؔعر
رچی ہوئی ہے مجسّم بہار آنکھوں میں

قیصر الجعفری

مدینہ دیدۂ نم لے کے چلیے
رسولِؐ پاک کا غم لے کے چلیے

خدا پورا کرے شوقِ حضوری
متاعِ جاں کم از کم لے کے چلیے

بہارِ کوئے طیبہ منتظر ہے
خزاں کا زرد موسم لے کے چلیے

وہیں سلتے ہیں دامانِ دریدہ
یہ پاگل پل کا عالم لے کے چلیے

ہزاروں بند دروازے کھلیں گے
زباں پر اسمِ اعظم لے کے چلیے

بس اک یادِ نبی ہی ساتھ رکھیے
بس اک مشعل ہی پیہم لے کے چلیے

دعا ہے آخری بادل کا ٹکڑا
اسی کی چھاؤں میں دم لے کے چلیے

سمجھ لیجے شہادت کی بلندی
پھر اس کے بعد پرچم لے کے چلیے

میاں تو قافلے والے سنیں گے
پکارے جائیں گے ہم لے کے چلیے

میاں طولِ سفر رکھیے نظر میں
ذرا بارِ سفر کم لے کے چلیے

سرِ محشر بہت سے لوگ ہوں گے
وہاں کیا اپنا ماتم لے کے چلیے

یہ دینا آخرت کی رہ گذر ہے
وبالِ دوش کم کم لے کے چلیے

وہاں رونے کو دریا کم پڑے گا
کہاں دو بوند شبنم لے کے چلیے

جوابِ دامنِ رحمت کے صدقے
سوالِ دیدۂ نم لے کے چلیے

ہوا شب خون کی عادی ہے قیصرؔ
چراغِ عزمِ محکم لے کے چلیے

شارقؔ ایرانی

گوہرِ تاجِ انبیا صلِّ علیٰ محمدؐ
عکسِ جمالِ کبریا صلِّ علیٰ محمدؐ

صاحبِ سیرتِ جمیل، وجہِ نزولِ جبرئیل
ساجد و عابدِ حرا صلِّ علیٰ محمدؐ

سینۂ اہلِ حق کا نور ساقی و قاسمِ طہور
تشنہ لبوں کا آسرا صلِّ علیٰ محمدؐ

صبحِ ازل کی آبرو اہلِ نظر کی آرزو
حسن کی اولیں ضیا صلِّ علیٰ محمدؐ

ذاتِ رسولؐ پر فدا نام رسولؐ جب سنا
جھوم کے ہم نے پڑھ دیا صلِّ علیٰ محمدؐ

شارقِؔ خوش بیان سن عرش بریں سے آج بھی
آتی ہے دمبدم صدا صلِّ علیٰ محمدؐ

جعفر علی خاں اثرؔ لکھنوی

کیا نامِ خدا شانِ رسولؐ عربی ہے
کیا حسن ہے کیا خلق ہے کیا خوش لقبی ہے

اُس شاہد معصوم کا دیوانہ ہوا ہوں
دم عشق کا بھرنا بھی جہاں بے ادبی ہے

وہ صورت معنی کہ قدم جس سے نمایاں
اس حد پہ جہاں جز طلبی کل طلبی ہے

وہ عبد کہ معبود کو بھی ناز ہے جس پر
اے صلِ علی صلِ علی اپنا نبیؐ ہے

رفعت کے مقابل ترے ہر اوج ہے پستی
وہ ذاتِ گرامی ہے وہ عالی نسبی ہے

ہو اک نگہ لطف شہا سوئے اثرؔ بھی
بیچارہ وہ اک نعرہ زنِ نیم شبی ہے

حبیب احمد صدیقی

وہ موجِ نور جو مشعل ہے کارواں کے لیے
وہ ذات پاک جو رحمت ہے دو جہاں کے لئے
محمدؐ عربی ہاشمی و مطلبی
بہت ہے نام یہ تسکینِ قلب و جاں کے لیے

وہ جس کی بات رموزِ حیات کی تشریح
حدیثِ حکمت و دانش ہے نکتہ داں کے لیے
وہ اس کا لطف کہ دشمن پہ بھی ہے چشم کرم
عطائے عام ہے بے مہر و مہرباں کے لئے

وہ مرتبہ کہ فرازِ فلک ہے زیر قدم
ہیں وجہ فخر قدم اس کے آسماں کے لیے
زہے نصیب جو ہر پیچ و خم سے واقف ہے
وہ خضر راہ ملا اپنے کارواں کے لیے

سلمانؔ عباسی

آیئے طیبہ میں دربارِ رسالت دیکھیے
کیسے بنتی ہے گنہگاروں کی قسمت دیکھیے

کب ملے اذنِ حضوری کب ملے دل کو قرار
کب مدینے مجھ کو لے جاتی ہے قسمت دیکھیے

ہے نظر میں گنبدِ خضرا کے جلوؤں کی بہار
اضطرابِ دیدۂ دل کی بدولت دیکھیے

فیض کا چشمہ رواں ہے عاصیوں کے واسطے
آیئے طیبہ میں آکر شانِ رحمت دیکھیے

ایک پل میں دونوں عالم کو مخاطب کرلیا
ایک اُمّی کا یہ اندازِ خطابت دیکھیے

باغِ طیبہ میں بہار آئی ہے سلمانؔ آج کل
جایئے ہر پھول میں تصویرِ جنّت دیکھیے

دلؔ لکھنوی

جنھیں عرش سے بھی سلام آ رہے ہیں
وہی واجب الاحترام آ رہے ہیں

تصور میں ہے آج اقصیٰ کا منظر
صفِ انبیاؑ کے امام آ رہے ہیں

نبوت کے تاروں میں سرکار میرے
باندازِ ماہِ تمام آ رہے ہیں

یہ الفاظ یٰسین و طٰہٰ نہیں ہیں
محبت میں ڈوبے پیام آ رہے ہیں

مسلماں تو کیا سارے عالم کی خاطر
محمدؐ لئے اک نظام آ رہے ہیں

جو ٹپکے تھے یادِ محمدؐ اے دلؔ
وہ آنسو سرِ حشر کام آ رہے ہیں

ثنائے لب سے لبوں کا سفر مہکتا ہے
سخن میں حاصلِ خونِ جگر مہکتا ہے

نبی کے نام کی خوشبو سے گھر مہکتا ہے
یہ پھول وہ ہے جو شام و سحر مہکتا ہے

حرا میں حضرتِ جبریل ہیں اور آقا ہیں
فضا میں وحی خدا کا اثر مہکتا ہے

مشامِ جاں ہے سپردِ تصورِ پیہم
سنا ہے جب سے کہ وہ سنگِ در مہکتا ہے

سفر درودوں کی نکہت میں کر رہے ہیں رسولؐ
ہر اک ستارہ سرِ رہ گزر مہکتا ہے

میں امتی ہوں مرے دل میں خوف محشر کیوں
یقین نسبتِ خیر البشر مہکتا ہے

ناصرؔ کاظمی

شجر حجر تمہیں جھک کر سلام کرتے ہیں
یہ بے زبان تمہیں سے کلام کرتے ہیں

زمیں کو عرشِ معلیٰ ہے تیرا گنبدِ سبز
تری گلی میں فرشتے قیام کرتے ہیں

مسافروں کو ترا در ہے آخری منزل
یہیں سب اپنی مسافت تمام کرتے ہیں

جنہیں جہاں میں کہیں بھی اماں نہیں ملتی
وہ قافلے یہیں آکر قیام کرتے ہیں

نظر میں پھرتے ہیں تیرے دیار کے منظر
اسی نواح میں ہم صبح و شام کرتے ہیں

سکونِ دل کی انہی سے امید ہے ناصرؔ
جو اپنا فیض غریبوں پہ عام کرتے ہیں

جناب شیخ قلندر بخش جرأتؔ

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کہے بندہ گر اس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

سپہر معرفت حقا وہ ہے مہرِ الوہیت
کہ جس کا دین روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

منور کیوں نہ اس کے نور سے ہو خانۂ طاعت
کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمع پارسائی کا

گروہ انبیا میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا

رکھے ہے منزلت یہ آستانِ سرورِ عالم
کہ فخرِ سلطنت ہے مرتبہ واں کی گدائی کا

اسی کے عشق میں پابندِ الفت رہ دلا ہردم
کہ ہووے گا یہی روز جزا موجب رہائی کا

سراپا نورِ حق نامِ خدا کہیئے نہ کیوں اس کو
کہ جس کا نقشِ پا ہو رہ نما ساری خدائی کا

بلند اس کا وہ ایوانِ مراتب ہے کہ واں کب ہے
خیالِ ساکنانِ عرش کو یارا رسائی کا

دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لاریب اے جرأتؔ
کہ تھا سایہ نہ اس محبوب ذاتِ کبریائی کا

راز مرادآبادی

میں ادنیٰ وہ دربار اعلیٰ بہت ہے
مگر حاضری کی تمنا بہت ہے

گنہگار کتنا ہوں یہ جانتا ہوں
شفاعت پہ لیکن بھروسا بہت ہے

غلامِ غلامانِ سلطانِ دیں ہوں
یہ نسبت بہت ہے یہ رشتہ بہت ہے

کوئی صورتِ حاضری جانِ رحمت
دلِ مضطرب اب ستاتا بہت ہے

مدینے جو پہنچوں تو نعتیں سناؤں
حضوری کی دل کو تمنا بہت ہے

شفاعت شفاعت سر حشر آقا
غلام آپ کا آج تنہا بہت ہے

کیفؔ ٹونکی

درِ نبیؐ پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا

مریض فرقت جیے گا کیونکر جیا تو جینا حرام ہوگا
نہ چین ہوگا برنگِ بسمل تڑپ تڑپ کر تمام ہوگا

خلاف معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا
خدا بھی ہوگا ادھر ہی اے دل جدھر وہ عالی مقام ہوگا

جو دل سے ہے مائلِ پیمبرؐ یہ اس کی پہچان ہے مقرر
کہ ہر دم اس بے نوا کے لب پر درود ہوگا سلام ہوگا

اسی توقع پہ جی رہا ہوں یہی تمنا جلا رہی ہے
نگاہ لطف و کرم نہ ہوگی تو مجھ کو جینا حرام ہوگا

ہوئی جو کوثر پہ باریابی تو کیفؔ میکش کی دھج یہ ہوگی
بغل میں مینا نظر میں ساقی خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

سید انوار الرحمٰن بسمل

قائم ہوا نظمِ دو جہاں ذاتِ نبیؐ سے
پیدا ہوا ہر ایک سبب بے سببی سے

جس دل میں ہے عکسِ لب و رخسارِ محمدؐ
وہ آئینہ اچھا یمنی و حلبی سے

ہے مُطّلب و ہاشم و اجداد کی عزت
اُن کے لقبِ ہاشمی و مطّلبی سے

اے ساقیِ توحید ان آنکھوں کا ہی صدقہ
اِک جام ملے ساغرِ چشمانِ نبی سے

اُن تک جو پہنچ جائے تو بسملؔ کو ہو امید
کچھ نالۂ خونین اثرِ نیم شبی سے

انورؔ صابری

سیرتِ یزداں صورتِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
حسنِ مکمل، عشقِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

شمعِ فروزاں محفلِ کُل میں، مہرِ منور بزمِ رسل میں
جسم مؤخر روحِ مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ مدینہ، مالکِ بطحی، نازشِ دنیا، زینتِ عقبیٰ
کون و مکاں کے صدرِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ مقدس ارفع و اعلیٰ نام مبارک اطہر و بالا
ذاتِ گرامی فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

جنبشِ لب فرمانِ کرم ہے لوحِ جبیں عنوانِ کرم ہے
عقدہ کشائے مشکلِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ساقیِ کوثر چشمۂ فیضاں ابرِ نوازش، لطف بداماں
رحمتِ حق کی بارشِ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

شفیقؔ جونپوری

مہ و خورشید و انجم تھے مگر بے نور تھی دنیا
خدائی جگمگائی جب زمیں پر آدمی آیا

تبسّم کی ادا سیکھی ہے کب گلہائے ہستی نے
جب اک انسانِ کامل لے کے ہونٹوں پر ہنسی آیا

شبِ ظلمت کے ہنگاموں میں گم تھی عقلِ انسانی
یکایک طاقِ کعبہ پر چراغِ ہاشمی آیا

دکھانے کے لیے وحدانیت کی شان آدم کو
مٹانے کے لیے دنیا سے رسمِ آذری آیا

بشارت انبیاء دیتے رہے آدم سے عیسیٰ تک
نبوت ناز فرماتی ہے جس پر وہ نبیؐ آیا

پڑی سوتی رہیں دنیا کی قومیں خوابِ غفلت میں
وہ جب آیا تو انساں کو شعورِ زندگی آیا

خمارؔ بارہ بنکوی

میں نے جو چھیڑی نعتِ رسول — چھا گئے بادل کِھل گئے پھول
شرک ہے یہ تو شرک قبول — ذکرِ خدا ہے ذکرِ رسولؐ
عقل کی ہر تنقید فضول — عشق کی ہر لغزش ہے اصول
ہائے رے داغِ عشقِ رسولؐ — دے دے خدایا حشر کو طول
بات مدینے جیسی کہاں — کون کرے فردوس قبول
نامِ محمدؐ لے کے تو دیکھ — رحمتیں ہیں بیتابِ نزول
انؐ سے کہنا جا کے صبا — دل ہے بہت دوری سے ملول
اب تو بلالیں پاس مجھے — اب تو گذارش کرلیں قبول

پیشِ نظر روضہ ہو خمارؔ
اور پڑھوں میں نعتِ رسولؐ

مولانا منظور احمد کوثرؔ

درود پڑھ پڑھ کے لکھ رہا ہوں تمہاری حمد و ثنا محمدؐ — یقیں ہے مجھ کو دلاؤ گے تم خدا سے اس کا صلا محمدؐ
خدا ہے تم سے جدا محمدؐ نہ تم خدا سے جدا محمدؐ — جو ہے تمہاری رضا محمدؐ، وہی خدا کی رضا محمدؐ
تمہارے جلووں نے جگمگایا ہے دونوں عالم کو یا محمدؐ — تمہیں ہو بدر الدُّجیٰ محمدؐ، تمہیں ہو شمس الضحیٰ محمدؐ
یہ التجا تجھ سے ہے الٰہی کہ میری جس وقت جان نکلے — تو میرے دِل میں ہو یاد تیری زباں پہ صلِ علیٰ محمدؐ
ہوئی رسالت بھی ختم ان پر ہوئی نبوت بھی ختم اُن پر — کہ خاتم المرسلیں محمدؐ، تو خاتم الانبیاءؐ محمدؐ

رہے نہ پیاسا یہ روزِ محشر کہ یہ بھی ہے آپ کا ثناگر
عطا ہو کوثرؔ کو جامِ کوثر طفیل آلِ عبا محمدؐ

علامہ طالب جوہری

ذات اِک مبہم تصور کیا وجود اور کیا عدم
عقل اِک اندھی پچارن کیا خدا اور کیا صنم

حاسّہ اِک بے حقیقت کیف کیا سمع و بصر
خاصّہ اِک پُرفریب احساس کیا جود و کرم
مادّہ اِک نارسیدہ جسم کیا ارض و سما
ماہیت اِک ناشنیدہ اِسم کیا خلق و قِدم
الغرض اس زندگی کے بے نہایت پیچ و خم
ایک نقطے کے ہزاروں زاویے ہیں بیش و کم
ایک ہی نقطہ کے دوزخ ہیں زماں ہو یا مکاں
فلسفہ نے ہم کو سمجھائے یہ اسرار و حکم
ایک ذرّہ کا تموج یہ خلا کی وسعتیں
ایک لمحے کا تسلسل یہ زمانے کا بھرم
وہ کوئی ذرّہ ہو یا لمحہ اساسِ کائنات
ہے وہی نورِ محمد اس کی عظمت کی قسم
نور وہ جو رمزِ ایجاد و بقائے کائنات
نوعِ انساں پر ربوبیت کا بے پایاں کرم

پھونک کر دشتِ عرب کی کوکھ میں روحِ ارم
اِک گھنیری چھاؤں پھیلادی سرِ فرقِ امم

وہ قدیم انسان تخلیقِ جہاں سے بھی قدیم
جس کے احساسات کی تجسیم ہیں لوح و قلم
وہ بقا پرور کہ با معنی ہے مفہومِ وجود
وہ فنا دشمن کہ اب اک لفظ مہمل ہے عدم
وہ ازل آثار تعلیم ملائک جس کی بھیک
وہ ابد کردار جنت جس کے دروازے پہ خم
جس کے بل پر ناز کرتا ہے امانت کا مزاج
جس کے دم سے سانس لیتا ہے دیانت کا بھرم
اس سے باتیں کر کے پالے ہم کلامی کا شرف
تھم، خدا کے واسطے، اے نارسا ادراک تھم
اے قضا آگاہ مرسل اے قدر پیما نبیؐ
اے عمودِ خیمۂ جاں اے وجودِ کیف و کم
تو دیارِ آگہی میں رب کے ہونے کا نشاں
تو فصیلِ فہم پر توحیدِ خالق کا علم

عقل کی خاکِ تیمّم ہے ترے قدموں کی دھول
فکر کا آبِ وضو ہے تیری پیشانی کا نم

الحاج حافظ مولوی محمد ایوب قمؔر واحدی

برگزیدہ کوئی آپ سا کب ہوا، مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
آپؐ ہیں مصطفیٰؐ آپ ہیں مجتبیٰؐ مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

آپ شمس الضحیٰ آپ بدر الدجیٰ، آپ نور الہدیٰ آپ صدر العلیٰ
آپ نورِ خدا آپ ظلِّ خدا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

اک اشارے ہی میں چاند شق ہوگیا ابر نے آپ پر آکے سایہ کیا
سنگریزوں نے کلمہ پڑھا آپؐ کا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

اللہ اللہ وہ اوج وعروج آپ کا اللہ اللہ وہ قرب وحضور آپ کا
خود خدا نے کہا یا حبیبِ دنیٰ مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

آپ کا جسم نورٌ علیٰ نور ہے نور سے ہر رگ و ریشہ معمور ہے
اِس لیے قدِ اطہر کا سایہ نہ تھا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

وہ عرب کے جفا پیشہ اور بے ادب جو ستاتے رہے آپ کو روز وشب
کی نہ ان کے بھی حق میں کوئی بد دعا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

دوستوں اور اصحاب کا ذکر کیا گالیاں سن کے دی دشمنوں کو دُعا
اللہ اللہ وہ خلقِ عظیم آپ کا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

آپ اعلیٰ نسب آپ والا حسب آپ شاہِ عرب آپ محبوب رب
آپ جیسا نبی کون اب تک ہوا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

آپ ہی کے لئے ہیں زمین و زماں، آپ ہی باعثِ خلقِ کون ومکاں
آپ ہیں وجہ تخلیق ارض و سما مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

ہم گنہ گار ہیں پر نہیں اس کا غم یہ شرف ہی ہمارے لیے کیا ہے کم
ہم ہیں خیر الامم آپؐ خیر الوریٰ مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

یہ شجر یہ حجر اور یہ بحر وبر سارے حور وملک سارے جن وبشر
پڑھتے رہتے ہیں دن رات صبح ومسا مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا

مولانا احترام الدین شاغلؔ عثمانی

لامکاں والوں سے کیوں پوچھیں مکانِ مصطفیؐ
راستہ خود جانتے ہیں عاشقانِ مصطفیؐ

عرش تک جب ہے زمین آستانِ مصطفیؐ
کیا بتاؤں پھر کہاں ہے آسمانِ مصطفیؐ

خاک سمجھا تو اُسے سمجھا مکانِ مصطفیؐ
عرش تو ہے نردبان آستانِ مصطفیؐ

کیوں نہ سینے میں رہے دل میں اتر جائے نہ کیوں
ہے کلامِ اللہ میں لطفِ زبانِ مصطفیؐ

بن گئے پیرِ مغاں خم خانۂ توحید کے
تھے جہاں میں جس قدر دوری کشانِ مصطفیؐ

سچ اگر پوچھو تو رحمت اور شفاعت ایک ہے
یہ بھی شانِ مصطفیؐ ہے وہ بھی شانِ مصطفیؐ

فرق جب معلوم ہوتا شاغلؔ و حسانؔ کا
ہوتی قسمت سے اگر اُردو زبانِ مصطفیؐ

منشی محمد ایوب خان فضاؔ جے پوری

آنکھیں کھل کھل گئیں جو کھول کے قرآں دیکھا
خود خدا کو ترا مدّاح و ثنا خواں دیکھا

جلوۂ آئینہ قدرتِ یزداں دیکھا
دیکھنا ان کو جنہوں نے رخِ تاباں دیکھا

خود کھڑے ہوگئے محشر میں خدا کے آگے
عاصیوں نے جو سوئے شاہِ رسولاں دیکھا

کملی والے نے ترس کھایا ندامت پہ مری
مجھ کو کملی میں چھپایا جو پشیماں دیکھا

تنکے چن چن کے تو فردوس میں لایا کرتا
تونے رضواں نہ مدینے کا بیاباں دیکھا

دل میں اک داغ مرے ہجرِ محمدؐ کا جو تھا
قبر میں اس کو چراغِ تہہ داماں دیکھا

حوریں چلّائیں کہ وہ آگئے پینے والے
جب فضاؔ کو لبِ کوثر پہ خراماں دیکھا

دِلؔ ایوبی

خدا جس کی خاطر دو عالم بنائے، خدا جس پہ بھیجے سلام اللہ اللہ
ازل سے اَبَد تک کو جو جگمگائے، عرب کا وہ ماہِ تمام اللہ اللہ

کبھی منظرِ عام پر جلوہ گر ہیں، کبھی خلوتِ خاص میں خود نگر ہیں
ابھی فرش پر تھے ابھی عرش پر ہیں، مقاماتِ خیر الانام، اللہ اللہ!

وہ گفتارِ شیریں، وہ جادو بیانی، فدا جس پہ سو جاں سے حسنِ معانی
ہر اک حرف ہیرا ہر اک لفظ موتی، کلامِ بلاغت نظام اللہ اللہ

یہ عظمت میسّر تھی کب بندگی کو، یہ رُتبہ مِلا تھا بھلا کب کِسی کو
بنایا گیا ہے ہمارے نبیؐ کو، تمام انبیاء کا امام، اللہ اللہ

نہ اپنوں سے غفلت نہ غیروں سے نفرت، نہ شکوہ کسی سے نہ کوئی شکایت
سبھی سے محبت سبھی پر عنایت، یہ رحمت یہ فیضانِ عام، اللہ اللہ

ہر اک پینے والا ہے مستانہ اُن کا، ہر اک ہوش والا ہے دیوانہ ان کا
ابھی تک ہے آباد میخانہ اُن کا، ابھی تک ہے گردش میں جام، اللہ اللہ!

ہوئے جن کی نسبت سے ناقص بھی کامل، شہنشاہ جن کے گداؤں میں شامل
خوشا بختِ بیدار اپنا کہ اے دلؔ بنے ہم بھی اُن کے غلام اللہ اللہ

عبدالغفور شیدؔا کوثری

سجدے کرتی ہے سحر سُوئے محمدؐ دیکھ کر
شام شرماتی ہے گیسوئے محمدؐ دیکھ کر

شانِ حق آئی نظر روئے محمدؐ دیکھ کر
مِل گیا ہم کو خُدا سوئے محمدؐ دیکھ کر

دوڑ کر رضواں بھی آیا پیشوائی کو مری
ہاتھ میں خاورحسن کوئے محمدؐ دیکھ کر

ہو نہ جائے حشر میں برہم نظامِ کائنات
دوش پر برگشتہ گیسوئے محمدؐ دیکھ کر

دلکشی ہی دلکشی چھائی ہے شیدؔا کیا کہوں
دل کھنچا جاتا ہے ابروئے محمدؐ دیکھ کر

محمد عثمان عارفؔ نقشبندی

اے جذبۂ دل عشقِ محمد کا اثر دیکھ
یہ سامنے روضہ ہے یہ اللہ کا گھر دیکھ

ہیں عرش پہ یا گنبدِ خضرا پہ نگاہیں
اے دیکھنے والے یہ ہے معراجِ نظر دیکھ

روضہ کی بہاریں ہیں یہیں زائرِ طیبہ
پھولوں سے بھرا ہے تیرا دامانِ نظر دیکھ

انوار ہی انوار، تجلّی ہی تجلّی
ہر منظرِ دلکش یہی کہتا ہے اِدھر دیکھ

حاصل ہے سکوں روح کو دل شاد بہت ہے
محرابِ حرم میں یہ ہے سجدوں کا اثر دیکھ

کیسی دلِ بیتاب کو آتی ہیں صدائیں
ہوتی ہے ابھی ہوتی ہے رحمت کی نظر دیکھ

کعبہ کے سِوا اب کوئی جلوہ نہ تجلّی
یہ عِشق کی حد ہے یہی معراجِ نظر دیکھ

عارفؔ کا وسیلہ ہے تو ہی رحمتِ عالم
تجھ پر ہی نظر ہے مری اللہ اِدھر دیکھ

مخمور سعیدی

سب دم بخود ہیں دیکھ کے یہ شانِ مصطفیؐ
خود ربِّ ذو الجلال ثنا خوانِ مصطفیؐ

قصہ رقم ہوا یہ بہ عنوانِ مصطفیؐ
تخلیق کائنات ہے احسانِ مصطفیؐ

ہے روز و شب کی جلوہ گری میں انہی کا عکس
یہ مہر و ماہ، آئینہ دارانِ مصطفیؐ

اِس تیرہ خاکداں میں اُجالا انہی سے ہے
روشن اُفق سے تابہ اُفق شانِ مصطفیؐ

ذکرِ خدائے پاک سے ہوتا تھا دِن طلوع
یادِ خدا تھی شمعِ شبستانِ مصطفیؐ

یا تو خدا کے علم میں ہے آپ کا مقام
یا انبیاؑ ہیں مرتبہ دانانِ مصطفیؐ

نصرت خدا کی ساتھ چلے گی قدم قدم
اللہ کے رفیق رفیقانِ مصطفیؐ

چاروں کا نام قفلِ شریعت کی ہے کلید
وہ چار یار، رمز شناسانِ مصطفیؐ

ہر نوکِ خارِ دشت کو سیراب کر گئے
گزرے جدھر سے آبلہ پایانِ مصطفیؐ

جو کچھ کہا ہے اس کی رضا جان کر کہا
فرمانِ کردگار ہے فرمانِ مصطفیؐ

عرفانِ ذاتِ حق بھی مقدر اسی کا ہے
مل جائے جس کو دولتِ عرفانِ مصطفیؐ

ہوتیں نصیب ان کی نگہبانیاں کسے
اللہ خود رہا ہے نگہبانِ مصطفیؐ

پیروں تلے ہوں جلتی چٹانیں تو کیا خطر
سر پر رہے جو سایۂ دامانِ مصطفیؐ

فرش و فلک، سب ان کی کریں میزبانیاں
طیبہ کو جائیں بن کے جو مہمانِ مصطفیؐ

مہکا ہے باغِ خلد درود و سلام سے
ہر شاخ پر ہیں زمزمہ سنجانِ مصطفیؐ

مخمور تو بھی مانگ لے کچھ سربلندیاں
سر رکھ کے زیرِ پائے غلامانِ مصطفیؐ

مہاراجہ سر محمّد علی خاں

المتخلص بہ محبّ، والیِ ریاستِ محمود آباد

عید مولودِ شہنشاہِ رسالت ہے آج
اہلِ ایماں کے لیے روز مسرت ہے آج
ختم مخلوق پہ اللہ کی رحمت ہے آج
عام دنیا کے لیے دین کی دعوت ہے آج
رہنمائی کو چراغ سرِ طور آتا ہے
سب سے پہلے جو ہوا خلق وہ نور آتا ہے

عرشِ حق جس کا مکاں تھا وہ مکیں ہے یہ نور
وجہ زیبائشِ فردوسِ بریں ہے یہ نور
باعثِ روشنیِ مہر مبیں ہے یہ نور
سبب خلقتِ افلاک و زمیں ہے یہ نور
لو مبارک ہو کہ ماہِ فلک آرا چمکا
جس سے روشن ہوئی دنیا وہ ستارہ چمکا

تھا جو موسیٰ کے لیے برق سرِ طور، وہ نور
پردۂ قدس میں جو نور تھا مستور وہ نور
جس کے پرتو سے دو عالم ہوئے معمور وہ نور
تیرگی کفر کی جس نور نے کی دور وہ نور
شرک و الحاد کی ظلمت کو مٹایا جس نے
گھر دلِ مومنِ کامل میں بنایا جس نے

دہر میں باعثِ ایجاد جہاں آتا ہے
وجہ پاداریِ بنیاد جہاں آتا ہے
قبلہ و رہبرِ اوتاد جہاں آتا ہے
مصلحِ کل پئے امداد جہاں آتا ہے
گھر میں اللہ کے ساماں ہے بہم شادی کا
آگیا دن حرم کعبہ کی آبادی کا

نام اس نور کا لیتا ہوں پڑھیں سب صلوات
جس کی تعریف سے مملو ہیں زبور و تورات
ہوں مقرب پہ فرشتوں کو یہ حاصل نہیں بات
ان سے رتبہ میں فزوں تر ہے بس اللہ کی ذات
شافعِ روزِ جزا ان کے سوا اور بھی ہے؟
انبیاء میں کوئی محبوبِ خدا اور بھی ہے؟

مصطفیٰؐ خیرِ وریٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ شاہِ الحمد لوا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
شافعِ روزِ جزا صلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ مہبطِ وحیِ خدا صلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

بِـا اَبِیْ اَنْـتَ و اُمِّی شہِ قوسین مقام قبلۂ دینِ مبیں جانِ جہانِ اسلام
نیّرِ برجِ شرف نجمِ سعادت انجام آپؐ کا نام محمدؐ ہے لقب خیرِ انام

آپ کو سیّدِ لولاک خدا کہتا ہے
سببِ خلقتِ افلاک خدا کہتا ہے

بادشاہِ دو جہاں احمدؐ والا توقیر ان کی تعریف میں آیا ہے بشیراً و نذیر
خسروِ کون و مکاں سرورِ افلاکِ سریر حاکمِ نار و جناں بادشہِ ملکِ کبیر

ذکر اخلاص فرشتوں کو مدام ان کا ہے
وِردِ سکّانِ سماوات کو نام ان کا ہے

معدنِ جود و سخا بحرِ کرم ہیں احمدؐ فخرِ اسکندر و داوٗد حشم ہیں احمدؐ
رونقِ منبر و محرابِ حرم ہیں احمدؐ حاکمِ ارض و سما شاہِ امم ہیں احمدؐ

آتش و آب و ہوا خاک نہ پیدا ہوتے
یہ نہ ہوتے تو یہ افلاک نہ پیدا ہوتے

فخر مجھ کو ہے کہ حضرت کا ثنا خواں ہوں میں ہمسرِ دعبل و ہم پایۂ حسّاں ہوں میں
شہ کا خادم، صفتِ بوذر و سلماں ہوں میں اس تعلّی سے مگر دل میں پشیماں ہوں میں

جو رہے حاضرِ خدمت وہ ضرور اچھا ہے
مجھ کو واللہ سگِ کوئے حضورؐ اچھا ہے

اے شہنشاہ رسل اشرف نسل آدم آفتابِ فلکِ ابہیت جاہ و حشم
دیں پناہا تری نعلین مبارک کی قسم نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
عفو فرما پئے زہراؑ و امیرِ عربی
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

آج فردوس میں ہے جشن کا ساماں ہرسُو بہرِ آراستگی پھرتے ہیں غلماں ہرسُو
جوشِ شادی سے عنادل ہیں غزل خواں ہرسُو آسماں پر ہے کواکب سے چراغاں ہرسُو
کہکشاں لاکھوں ستاروں سے کمربستہ ہے
نخلِ طوبیٰ نہیں اک نور کا گلدستہ ہے

انتظامات میں مصروف ہے رضواں دیکھو کنگرے قصروں کے اس طرح ہیں رقصاں دیکھو
نظر آتے ہیں ہزاروں مہِ تاباں دیکھو تازہ صنعت کا نئے رنگ کا ساماں دیکھو
فرشِ زرتار کا جادوں پہ گماں ہوتا ہے
برق محلول ہے ذرّوں میں عیاں ہوتا ہے

روشنی عرش کی آئی ہے برابر ہر جا اُس پہ طرّہ ہے ضیا بارئ نخلِ طوبا
نام کو بھی نہیں فردوس میں ظلمت اصلا سرمۂ دیدۂ نرگس کی سیاہی کے سوا
تیرگی نور کے پرتو نے جو دھو ڈالی ہے
لبِ سوسن پہ اُوداہٹ کے عوض لالی ہے

قابلِ دید ہے اس جشن میں حوروں کا سنگار مختلف رنگ کے پہنے ہیں لباسِ زرتار
لطف دیتی ہے عجب پھولوں کو گہنے کی بہار ایک سے ایک حسیں ماہ جبیں گل رخسار
دور تک گوہرِ دنداں کی جھلک جاتی ہے
مسکراتی ہیں تو اک برق چمک جاتی ہے

نامیہ میں یدِ قدرت نے یہ قوت بھر دی کہ فنا ہوگئی سبزہ کے جگر سے روزی
اتفاقاً جو ہواؤں نے بڑھا دی سردی آتشِ گل کی حرارت نے وہ زائل کردی
معتدل فصل پہ غالب نہ برودت آئی
بادِ فردوس میں اب جا کے لطافت آئی

کیوں نہ گویا ہو بہ لحنِ طرب افزا بلبل گل سے معشوق کی ہے عاشقِ شیدا بلبل
باغ میں عشوہ گری کرتی ہے کیا کیا بلبل پھول تو حسن میں یوسف ہیں زلیخا بلبل
بسکہ ہے تو بہ شکن چہرۂ روشن گل کا
کھینچنے آئی ہے منقار سے دامن گل کا

باغِ فردوس کی نہروں کا چھلکنا دیکھو بار ور شاخوں کا ہر بار لچکنا دیکھو
گل کے آئینۂ عارض کا چمکنا دیکھو بلبلوں کا نگہ شوق سے تکنا دیکھو
آنکھ ہٹتی ہی نہیں پھولوں کی رخساروں سے
بوسے لیتی ہیں اشارات میں منقاروں سے

اس طرح پرتوِ انوار ہے فوّاروں پر دھاریں ہر رنگ کی گرتی ہوئی آتی ہیں نظر
مچھلیاں حوض میں پھرتی ہیں ادھر اور ادھر جو چھپی روشنیاں ہیں روشوں کے اندر
وہ عجب بوقلموں صنعتیں دکھلاتی ہیں
پھول پتی کی رگیں صاف نظر آتی ہیں

آبشاروں کی بصد زور روانی دیکھو یہ وہ منظر ہے کہ جس کا نہیں ثانی دیکھو
چادرِ آب کی گرنے میں روانی دیکھو کیا گہرزا ہے اُچھلتا ہوا پانی دیکھو
عکس پھولوں کے روانی میں جو پڑ جاتے ہیں
قطرے یاقوت و زمرّد کے نظر آتے ہیں

الفتِ گل میں جو ہے بلبل فردوس کا حال حُسن اور عشق کی ہے زندہ و جاوید مثال
دل میں آتا ہی نہیں صدمۂ فرقت کا خیال جب خزاں آئے تو ہو حُسن کے پھولوں کو زوال

تازہ پھولوں سے سدا باغ بھرا رہتا ہے
صورتِ گلشنِ تصویر ہرا رہتا ہے

دیکھ کر عید کا فردوس میں ساماں بلبل نعت محبوب خدا میں ہے گل افشاں بلبل
ہے عجب لہجۂ دلکش سے غزلخواں بلبل وجد میں لاتی ہے پھولوں کو خوش الحاں بلبل

نیند سبزہ کی گلستاں میں اوچٹ جاتی ہے
شاخِ گل گردنِ بلبل سے لپٹ جاتی ہے

مختلف نغموں کی آتی ہے جو کانوں میں صدا ان کی تاثیر ہے سامع کے لئے ہوش رُبا
وہ بھی مبہوت ہیں جن کو نہیں کنرس (۱) اصلا اڑتے ہیں تال سے پرتول کے مرغانِ ہوا

وجد میں جھومتے ہیں نخلِ گلستاں دیکھو
ہر طرف باغ میں طاؤس ہیں رقصاں دیکھو

قصرِ خوش رنگ زمرّد جو ہے زیرِ طوبیٰ شان و رفعت میں نہیں مثل و مقابل جس کا
اس کو انواعِ جواہر سے ہے رضواں نے سجا وسطِ قصر میں اک تختِ مرصّع ہے بچھا

پشت پر اس کی بصد حُسن و صفا لکھا ہے
خطِ گلزار میں محبوبِ خدا لکھا ہے

قابلِ دید ہر اک قصر کی ہے تیاری ہے جواہر سے عجب بو قلموں گلکاری
کہیں گل سرخ کہیں سوسنی و زنگاری خوشنما پھول ہیں بیلیں بھی ہیں پیاری پیاری

کی ہے اللہ نے قرآن میں توصیف ان کی
تجری من تحتھا الانھار ہے تعریف ان کی

(ا) کنرس: سُر اور تال کی تمیز

سرخ یاقوت صفت ہیں جو رسیدہ ہیں انار سیب و نارنج دکھاتے ہیں فرحناک بہار
کیا سبک وزن ہے ان کا کہ ہوا کو نہیں بار گر کے شاخوں سے معلق ہیں ہوا میں اثمار

جذبۂ شوق کا ادنیٰ سا اثر کافی ہے
ان کے ملنے کو ارادہ کی نظر کافی ہے

ختم ان میووں پہ ہے تازگی و رنگینی جس سے تفریح ہو خوشبو ہے وہ بھینی بھینی
جو ہو مرغوب ہر اک طبع کو وہ شیرینی باغ میں دور سے کرتی ہے نظر گل چینی

پاس اشجار کے مشتاق کا جانا کیسا
سیر ہو جائے انہیں دیکھ کے کھانا کیسا

نشہ رندوں میں بڑھاتی ہے ہوا گلشن میں مست کرتی ہے عنادل کی صدا گلشن میں
کھیلتی پھرتی ہے پھولوں سے صبا گلشن میں گھر کے ہر سمت سے آتی ہے گھٹا گلشن میں

آج ہے عید کا دن بادۂ احمر برسے
بدلے پانی کے الٰہی مئے کوثر برسے

ساقیا دیر سے پیاسے ہیں ترے بادہ گسار باغِ فردوس کے انگوروں سے پیدا ہو بخار
جائے تا عرش پھرے بن کے یہی ابرِ بہار ہو وہ بارش کہ اُبل جائیں بحار و انہار

تا بہ لب رندوں کے سیلِ مے ناب آ جائے
حلق تک بے مدد اک جامِ شراب آ جائے

ساقیا عارف سالک ترا دیوانہ ہے عشقِ بادہ کا نہ قصہ ہے نہ افسانہ ہے
دل محبت کے گرفتار کا میخانہ ہے عہد و پیمانِ وفا ساغر و پیمانہ ہے

مستقل عزم یہ ہے بادۂ احمر نہ چھٹے
جان بھی جائے مگر ہاتھ سے ساغر نہ چھٹے

ہر طرف شہر میں سرور کی ولادت کی ہے دھوم — راستے بند ہیں اللہ ری خلقت کا ہجوم
بھیڑ اتنی ہے کہ کوچہ نہیں ہوتے معلوم — شور ہر سو ہے کہ صد شکرِ خدائے قیوم
سب ہیں کوشش میں کہ تحصیل سعادت کرلیں
تاجدارِ عربستاں کی زیارت کرلیں

دیدۂ شوق صفت باز ہیں افلاک کے در — کعبۃ اللہ سے تا عرش پہونچتی ہے نظر
جانبِ عرش مسلسل ہے فرشتوں کا گذر — نورِ مولود سے روشن ہے جہاں سر تا سر
رخ مسرت سے منوّر ہے ابو طالب کا
منزلِ نیرِ دیں گھر ہے ابو طالب کا

انبیاء جتنے ہیں آدمؑ سے ہوئے تا عیسیٰؑ — دیدہ بوسی کو سب آئے ہیں میانِ بطحا
بھر گیا قدسیوں کی فوج سے بازارِ منیٰ — پر ہیں ارواح و اجنّہ سے بلاد و صحرا
مجمع خلق ہے جس سمت نظر جاتی ہے
چار جانب سے صدائے صلوٰۃ آتی ہے

حجلۂ خاص میں حورانِ جناں ہیں موجود — طشت و ابریق ہے حاضر پے غسلِ مولود
آمنہؑ پڑھتی ہیں تسبیحِ خدائے محمود — لائے ہیں روح امیں تہنیتِ ربِّ ودود
عرش سے فرش پہ یہ پہلے پہل آتے ہیں
کشتیاں حلّۂ جنت کی ملک لاتے ہیں

واسطے سب کے معین ہے محل و موقف — در کے نزدیک فرشتے ہیں جمائے ہوئے صف
صحنِ خانہ میں ہیں حورانِ جناں ایک طرف — دوسری سمت ہیں ارواحِ رسولانِ سلف
شافعِ روزِ جزا ان کے سوا اور بھی ہے؟
انبیاء میں کوئی محبوبِ خدا اور بھی ہے؟

جعفر علی خاں اثرؔ لکھنوی

یوم بعثت کے موقع پر

محبت کے انداز دیکھے نرالے
کبھی سر چڑھائے کبھی روند ڈالے

تو چاہے ڈبو دے تو چاہے بچا لے
یہ کشتی مری اب ہے تیرے حوالے

سراج نبوت پہ ہجرت کی شب میں
تھے قدرت کے فانوس مکڑی کے جالے

یہی رسم الفت یہی دین و ایماں
کہ نام محمدؐ ہی بعد از خدا لے

تعجب ہے دنیا میں رہنے سے ان کے
کہ ہیں ساکن عرش معراج والے

شبستان عالم میں معراج کی شب
نظر سے گرے سب اندھیرے اجالے

وہ میٹھا ترنم یہ ہلکا تبسم
مقدر سُلا دے قیامت جگا لے

رہِ شوق کی گرم جوشی کے صدقے
جو دل بیٹھتا ہے ابھرتے ہیں چھالے

جو رکھتا ہوں تنکے تو گرتی ہے بجلی
کہاں تک کوئی میری قسمت سنبھالے

وہ انگڑائی آئی وہ مستی سی چھائی
تصور کے صدقے وہ آنکھیں یہ پیالے

کہاں ہے رہِ شوق کا وہ مسافر
مقدر کو اپنے جو خود ہی بنا لے

اثر کیا کروں بخت خفتہ کے ہاتھوں
یہ دن بھر کی آہیں یہ شب بھر کے نالے

سید شمیم حیدر نقوی شمیمؔ امروہوی

حشر برپا ہے کہ محشر میں حواری نکلے
اب تو للہ محمدؐ کی سواری نکلے

کون ہو سکتا ہے محبوب الٰہی کے سوا
سائے میں لے کے جسے رحمت باری نکلے

ہم نے جانا تھا فقط اہلِ زمیں ہیں محتاج
عرش والے بھی ترے در کے بھکاری نکلے

اک تمنا ہے کہ سرکار کا جلوہ دیکھیں
ایک حسرت ہے کہ حسرت یہ ہماری نکلے

لطف سرکار سے دروازۂ بخشش کھل جائے
اپنی جھولی سے اگر کار گزاری نکلے

غیر ممکن مرے آقا کے فضائل لکھنا
پھر کہاں سے عدد وصف شماری نکلے

ذکر میں ذکر جو آئے وہ تمہارا آئے
بات میں بات جو نکلے وہ تمہاری نکلے

رکھ کے میزان نزاکت میں نبیؐ کا لہجہ
پنکھڑی پھول کی تولیں بھی تو بھاری نکلے

صرصر مصلحت وقت ہے اور میں ہوں شمیمؔ
ایسے موسم میں کہاں باد بہاری نکلے

اوّلین نعت گو حضرت ابو طالبؑ

کے نعتیہ اشعار کا آزادانہ منظوم ترجمہ

قطعہ

تو نے دکھلائی مجھے راہِ ہدایت مرے لال — تو مرا ہادی بھی ہے، اور مرا رہبر بھی ہے
تیری سچائی میں شک کوئی کرے، کس کی مجال — تو کہ صادق بھی، امیں بھی ہے پیمبر بھی ہے

قطعہ

جانتے تم نہیں کیا میرے محمدؐ کی ہے شان — کیا بتاؤں تمہیں اِن آنکھوں نے کیا دیکھا ہے
دیکھ کر ہوتا ہے اِس بچّے پہ موسیٰؑ کا گمان — تذکرہ جن کا کتابوں میں لکھا دیکھا ہے

قطعہ

نام کو اِس کے کیا اِسمِ خدا سے مشتق — صاحبِ عرش کا ہے اِسم گرامی محمود
ہم پکاریں گے سدا کہہ کے محمدؐ اِس کو — تا کہ اعزاز و شرف پائے یہ پیارا مولود

اشعارِ تبریک

(حضرت حمزہؓ بن عبد المطلبؑ کے مشرف بہ اسلام ہونے پر)

تیرے ایماں سے ہوئی مجھ کو مسرّت، حمزہ — ہو مبارک یہ شرف اور سعادت حمزہ
ربّ کعبہ کی قسم، ہیں یہ رسالت کے امیں — فرض ہے تجھ پہ محمدؐ کی حمایت حمزہ
بچ کے دشمن تیرے ہاتھوں سے نہ جانے پائے — ہو کے بے خوف کر اسلام کی نصرت، حمزہ
اِس کا اعلان کیا جائے قبیلے میں تمام — تجھ کو اللہ نے بخشی ہے جو دولت حمزہ
کہہ دو لوگوں سے محمدؐ کو نہ شاعر سمجھیں — اُن کو حاصل ہوئی، لاریب، رسالت حمزہ

قصیدۂ لامیہ

(۲)

فخر ہو جس پہ قبیلے کو وہ عالی اوصاف
برگزیدہ نہیں کوئی مگر اک عبدِ مناف

اُن کی اولاد میں ایک ایک سے بہتر نکلا
بنی ہاشم سے مگر کوئی نہ بڑھ کر نکلا

اور حرم نبی ہاشم پہ نظر ڈالو گے
ایک بھی اُن میں نہ احمدؐ سا کوئی پاؤ گے

جس کی دنیا میں نہ تادیب ہوئی وہ احمدؐ
آجتک جس کی نہ تکذیب ہوئی وہ احمدؐ

ہے کہاں دہر میں احمدؐ کی صداقت کا جواب
بُردباری کی مثال اور فراست کا جواب

ایسا دیکھا نہ کوئی ہم نے فہیم و عاقل
ایسے اوصاف کا پایا نہ کسی کو حامل

جن کا مشہور تھا عربوں میں بڑا جاہ و حشم
آج احمدؐ سے وہ جب قد میں نظر آتے ہیں کم

فرض اللہ نے کی مجھ پہ حمایت اُن کی
مقصدِ زیست مرا صرف حفاظت اُن کی

کوئی پہنچائے ضرر اُن کو، یہ ممکن ہی نہیں
ہو کسی قسم کا ڈر اُن کو، یہ ممکن ہی نہیں

نعت (۱)

شانِ محمدؐ مصطفیٰؐ، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ
سردارِ جملہ انبیاء، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

سرِ مکان و لامکاں، مولائے کلِ انس و جاں
شاہنشہِ ارض و سما، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

والشمس روئے دلنشیں، واللیل زلفِ عنبریں
لوحِ جبیں بدر الدُجیٰ، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

خورشید رو، محمود خو، خوش گفتگو، مشکینہ مُو
صافی گلو، یوسف نما، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

شاہِ زمن، یثرب وطن، خوشبوئے تن مُشکِ خُتن
شیریں دہن، قدسی ادا، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

ہادیٔ دیں، جانِ یقیں، اُستادِ جبریلِؑ امیں
رَفرَف نشیں، خیر الورا، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

فخرِ عرب، ہاشم لقب، مقبولِ رب، طٰہٰ لقب
قرآں بہ لب وحدت نُما، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

خیر البشر، نیکو سیر، صادق خبر، صاحب نظر
عالی گہر، بحرِ عطا، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ
کوہ ہمم، ابرِ کرم، والا حشم، فرّخ شیم
نازِ اُمم، نورِ خدا، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

نعت (۲)

دل کہ دیوانہ ہے، ماضی کا اعادہ چاہے
یعنی پھر سے وہی یثرب، وہی بطحا چاہے
حُسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، لبِ موسیٰؑ چاہے
شوق اِن سب کو کسی ذات میں یکجا چاہے
شمع جو وادیِ فاران ہوئی تھی روشن
دل اُسی شمع کا عالم میں اُجالا چاہے
روز و شب بارشِ انوارِ جہاں ہوتی تھی
چشمِ مشتاق وہی شہر مدینہ چاہے
صحنِ مسجد میں بلالِ حبشی کی وہ اذاں
سامعہ پھر وہی پُر کیف ترانہ چاہے
میری پیشانیِ کو محرابِ عبادت کی تلاش
کسی پتھر پہ وہی نقشِ کفِ پا چاہے
اُس کفِ دستِ مبارک کا تمنائی ہے
سنگ ریزہ بھی ہر اک پھر لبِ گویا چاہے
رجعتِ شمس ہے پھر منتظرِ جنبشِ لب
چاند شَق ہونے کو انگلی کا اشارا چاہے
ان کے قدموں کو سدا سر پہ رکھا ہے جس نے
وہ زمیں مجھ سے ہر اک گام پہ سجدہ چاہے
ذہن کمبخت بناتا ہے مکاں کا نقشہ
دل فقط آپ کی دیوار کا سایہ چاہے

چشمِ منظرؔ کو دوا راس نہیں ہے کوئی
خاکپائے شہِ کونین کا سرمہ چاہے

مرزا ساجد امروہوی

جس کو غمِ رسولؐ سے وابستگی نہ ہو
یا رب مرے نصیب میں ایسی خوشی نہ ہو

اللہ نے ایک ایسا خزانہ دیا انہیں
ہر لحہ بانٹتے رہیں لیکن کمی نہ ہو

وہ جس کے ہوں وکیل قیامت میں پیشِ حق
امکان ہی نہیں کہ وہ مجرم بَری نہ ہو

ناکام ہی رہو گے جو چھوڑو گے ان کی راہ
دریا سے فاصلہ ہو تو کیوں تشنگی نہ ہو

اِس کُرّۂِ زمیں کا شمار اُن کے دم سے ہے
بالکل صفر ہے اِس میں جو اُنکی گلی نہ ہو

بے شرط مغفرت کی تو ساجدؔ یہ شرط ہے
آقا سے بے وفائی کی تہمت لگی نہ ہو

مرزا احمد حسین سیفیؔ امروہوی

پیکرِ نور ہیں، نوری ہے سراپا اُنؐ کا
قیدِ الفاظ میں کب آئے گا حلیہ اُنؐ کا

ہر زمانے نے دیا دہر کو مژدہ اُنؐ کا
از ازل تا بہ ابد، سارا زمانہ انؐ کا

اپنے مالک کی ہر اک شے پہ ہے قبضہ ان کا
بستیاں اُن کی ہیں، بحر اُنؐ کے ہیں، صحرا ان کا

جاہلیت کی کڑی دھوپ جہاں تیز ہوئی
ابرِ رحمت بھی وہیں ٹوٹ کے برسا اُنؐ کا

جو سماعت کو گرفتار کرے، دل چھینے
انقلاب آفریں، کیسا تھا وہ لہجہ اُنؐ کا

سیکڑوں صدیوں پہ بھاری ہیں وہ تیئس برس
اور یہ اتنا بڑا کام ہے، تنہا اُنؐ کا

مفلسوں کے لئے تسکین کا سامان ہے یہ
یوں ہے پیوند سے آراستہ کُرتا اُنؐ کا

جب ضرورت ہو تو بہنے یہ چلا آتا ہے
انگلیوں میں بھی چھپا رہتا ہے دریا انؐ کا

آج تک اُنؐ کے تعطّر سے بسی ہے دنیا
"نکہتیں" بانٹتا رہتا تھا پسینہ اُنؐ کا

میں کسی اور طرف جاؤں گا کیسے سیفیؔ
میرے پیروں کو تو بس لگتا ہے رستہ اُنؐ کا

سید ذوالفقار حسین عابدی صباؔ امروہوی

نعت بسلسلہ معراج حضور سرورِ کائناتؐ

ظلمتوں کا نہیں عالم میں گذر آج کی رات
نور ہی نور ہے تاحدِ نظر آج کی رات

ان کی تشبیہ کے لائق مہِ تاباں ہے کہاں
خود ہی پردے میں ہے شرما کے قمر آج کی رات

پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات کرم سے جس کے
قاب قوسین پہ پہونچا ہے بشر آج کی رات

جل کے رہ جاؤں گا احمدؐ سے یہ بولے جبریلؑ
بڑھ گیا سدرہ سے آگے میں اگر آج کی رات

دو کمانوں کی تھی بارش سے بھی کم کی دوری
حد امکاں سے ملا تھا جو بشر آج کی رات

اذنی منی کی صدائیں تھیں فضا میں گونجی
یوں مکمل ہوا احمدؐ کا سفر آج کی رات

عبد و معبود کے مابین ادھر راز و نیاز
منتظر سدرہ پہ جبریل اِدھر آج کی رات

دل میں ارمان لئے سب ہیں قدم بوسی کا
کہکشاں انجم و خورشید و قمر آج کی رات

نعتِ محبوب خدا خوب لکھی تم نے صباؔ
حق سے ہی پاؤ گے تم اس کا ثمر آج کی رات

نعت بسلسلۂ ولادت باسعادت جناب سرورِ کائناتؐ

ہوگئی صدیوں سے جلتی ہوئی آتش خاموش
نور کا نار پہ دیکھا یہ اثر آج کی رات

قاب قوسین کی منزل سے گذرنا ہے جسے
بزم ہستی میں وہ آیا ہے بشر آج کی رات

ہو کے تخلیق ازل سے جو حجابات میں تھا
آیا وہ نور بہ انداز دگر آج کی رات

مظہرِ ذات الٰہی ہے یہ ذات والا
آمنہ تم نے جو پایا ہے پسر آج کی رات

جس کی خاطر سے ہوا عالم امکاں تخلیق
حق کے گنجینے سے آیا وہ گہر آج کی رات

ہر نبی جس کی نبوت کی خبر دے کے گیا
وہی مرسل ہے مرے پیشِ نظر آج کی رات

عرش سے سب ہی ملائک کا لگا ہے تانتا
مرکز محورِ تخلیق کے گھر آج کی رات

سید حسن مجتبیٰ نقوی واحدؔ امروہوی

م ماوراء ہے ذہنِ انساں سے بھی رتبہ آپ کا
ح حق تو یہ ہے، آپ ہیں وجہِ وجودِ کائنات
م منبعِ جُود و سخا ہیں، مخزنِ حکمت ہیں آپ
د دی ہمیں کفر و ضلالت کے اندھیروں سے نجات
م محسنِ انسانیت ہیں، شافعِ محشر ہیں آپ
ص صبر کا، ایثار کا، اخلاق کا، کردار کا
ط طوق اِنساں کی غُلامی کا نِکالا آپ نے
ف فطرتِ انساں کو بھی عظمت عطا کی آپ نے
ا اس طرف اللہ کے محبوب واحدؔ آپ ہیں

محمد مصطفیٰؐ

ا انبیاء میں افضل و اعلیٰ ہے درجہ آپ کا
ح حق نے جو بخشا ہمیں، بخشا ہے صدقہ آپ کا
م مملکت پر علم و دانش کی ہے قبضہ آپ کا
د دونوں عالم کے لیے، رحمت ہے سایہ آپ کا
م معجزۂ قرآنِ صامت ہے صحیفہ آپ کا
ج جذبۂ اسلام ہے، ہر ایک جذبہ آپ کا
ت تمغۂ نوری سجایا، ہے یہ تمغہ آپ کا
ب بن گیا اسلام کی بنیاد، کلمہ آپ کا
ا اِس طرف ہے اہلِ اُمّت سے بھی رشتہ آپ کا

احمد مجتبیٰؐ

حسن ضیاؔ صدیقی امروہوی

مرضی ہے خدا کی دنیا میں اب جشنِ بہاراں ہوجائے
میلادِ نبیؐ کی شب آئی عالم میں چراغاں ہوجائے

یہ جذب جنوں کی خواہش ہے سرکارؐ پہ قرباں ہوجائے
سوچے ہے مگر آقاؐ پہ فدا کیا بے سرو ساماں ہوجائے

کونین کی ہر شے چلتی ہے آقاؐ کے اشاروں پر ایسی
چاہیں تو پلٹ آئے سورج ٹکڑے مہِ تاباں ہوجائے

عشقِ شہِ والاؐ میں پیہم کچھ ایسی لذّت ہوتی ہے
کب دردِ محبت چاہے ہے کہ درد کا درماں ہوجائے

عاصی ہوں خطائیں کرتا ہوں بخشش ہے بظاہر ناممکن
بس آپ کی چشمِ رحمت سے بخشش کا امکاں ہوجائے

ایذا دی انہیں طائف میں مگر، ہیں پھر بھی دعائیں ہی لب پر
اخلاق اگر یہ اپنالے تو انساں انساں ہوجائے

ماضی کی طرف چل اور دکھا سرکارؐ کا وہ عہدِ زرّیں
اتنا سا کرم ہم پر تیرا اے گردشِ دوراں ہوجائے

بخشش کا سہارا ڈھونڈیں گے محشر میں انہی کو دیکھیں گے
آقاؐ کے سوا کب ہے کوئی جو سب کا نگہباں ہوجائے

موقوف بشر پر کیا ہے ضیاؔ فیضان ہے ان کا ہر شے پر
فیضانِ رسولِ اکرمؐ سے صحرا بھی گلستاں ہو جائے

سید سبطِ رضا عابدی دلشادؔ نگینوی

باری باری مدحتِ باری کرو
حشر میں بخشش کی تیاری کرو

اپنے مسلک پر رہو یہ اور بات
پر نہ بھائی کی دل آزاری کرو

نام کرکے مصطفیٰؐ کے ارضِ دل
ساری دنیا پر زمیں داری کرو

جس سے آئیں مصطفائیؐ نکہتیں
گھر میں وہ تیار پھلواری کرو

دو جہاں کیا ہیں خدا مل جائے گا
گر محمدؐ سے وفاداری کرو

فخر آدمؑ سے جو عالم کو ملے
ان اصولوں کی طرفداری کرو

ایک دن وہ آپ کے ہوجائیں گے
دشمنوں کی ناز برداری کرو

ان کی امت میں اگر دلشادؔ ہو
کام کوئی بھی نہ بازاری کرو

سردار خانم یوسف زئی (مخفی امروہوی)

جس پہ اُنکی چشم رحمت ہوگئی
اُس کی دنیا ہی میں جنت ہوگئی

عام ہیں سرکار کے لطف و کرم
عورتوں پر خاص رحمت ہوگئی

زندگانی اس قدر آساں نہ تھی
میرے آقا کی بدولت ہوگئی

میرا ہونا وجہِ زحمت تھا جہاں
اب وہاں میں وجہِ رحمت ہوگئی

رحمت اللعالمینؐ کے فیض سے
دو جہاں میں میری عزت ہوگئی

بزمِ ہستی میں ہوں وجہِ افتخار
کیسی اُچھی میری قسمت ہوگئی

پہلے زندہ دفن کردیتے تھے لوگ
اب مرے قدموں میں جنت ہوگئی

ماں، بہن، بیٹی، بہو کے روپ میں
میں تو مخفی گھر کی زینت ہوگی

شانِ حیدر (بیباکؔ امروہوی)

آرہی تھی عرش سے پیہم صدا صلِّ علیٰ
مرحبا صد مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

رقص کرتی تھیں فضائیں وجد میں تھی کائنات
گنگنا اُٹھی تھی پھر بادِ صبا صلِّ علیٰ

گلشنِ خلدِ بریں میں آگئی فصلِ بہار
کھل کے کہتا تھا ہر اک گل خلد کا صلِّ علیٰ

جھومتے تھے مست ہوکر غنچہ و برگ و ثمر
حمد کرتے تھے طیورِ خوش نوا صلِّ علیٰ

بہر استقبال پلکوں کو بچھاتے تھے ملک
مُنتظر تھے عرش پر سب انبیاء صلِّ علیٰ

مست و بیخود ہو رہے تھے عرش پر حور و ملک
یک بیک جبرئیل کی گونجی صدا صلِّ علیٰ

جس کی خاطر کی گئی تزئین بزمِ کائنات
آگیا لو عرش پر وہ دل ربا صلِّ علیٰ

جھوم کر سارے شجر دادِ سخن دینے لگے
ہر کلی بولی چٹک کر واہ وا صلِّ علیٰ

گا رہی تھیں مل کے حوریں گیت استقبال کے
تھے ملائک سارے یوں نغمہ سرا صلِّ علیٰ

نورِ احمدؐ سے منور ہوگئی کل کائنات
فرش سے تا عرش پھیلی تھی ضیا صلِّ علیٰ

اُدن و منی کی صدائیں گونجتی تھیں عرش پر
دو کمانوں سے بھی کم تھا فاصلہ صلِّ علیٰ

عاشق و محبوب میں کیا ہوگئے راز و نیاز
کون جانے ماسوائے مرتضٰی صلِّ علیٰ

بہرِ آلِ پاک ہم پر بھی کرم کی اک نظر
ہے ترا جود و سخا نامِ خدا صلِّ علیٰ

مُنہ ترا چومیں گی آکر رحمتیں اللہ کی
کہہ تو دے بیباکؔ دل سے اک ذرا صلِّ علیٰ

ڈاکٹر سید محمد بن علی (رہبرؔ امروہوی)

مدّت سے کوئی خواب سنہرا نہیں دیکھا
عرصہ ہوا محبوب کا جلوہ نہیں دیکھا

نظریں مری دہلیز محمدؐ پہ ٹکی ہیں
اس واسطے میں نے کبھی نیچا نہیں دیکھا

اغیار بھی کہنے لگے صادق ہیں محمدؐ
جب دامنِ کردار پہ دھبہ نہیں دیکھا

دشمن کی عیادت کو بھی گھر اس کے گئے ہیں
کیا تم نے سلوکِ شبہ والا نہیں دیکھا

جب پیرویٔ شاہِ دو عالم نہیں کرتے
پھر کیوں یہ شکایت ہے مدینہ نہیں دیکھا

جس نے بھی محمدؐ کو ذرا دل سے پکارا
گردش میں کبھی اس کا سفینہ نہیں دیکھا

خوش ہو کے زر و مال رہِ حق میں لٹایا
کیا آپ نے اندازِ خدیجہؓ نہیں دیکھا

ہر دور کی تاریخ کے اوراق کھنگالے
احمدؐ سا مگر ارفع و اعلیٰ نہیں دیکھا

رہ رہ کے یہ خود سے میرا دل کہتا ہے رہبرؔ
کیا دیکھا اگر گنبدِ خضرا نہیں دیکھا

سید ولی حیدر وؔلی امروہوی

آقا کا نام لے کے قدم جب بڑھا لیا
ہر منزلِ حیات کو قدموں میں پا لیا

جیسے ہی میں نے نام شہِ انبیا لیا
آواز دے کے خلد نے مجھ کو بلا لیا

اوجھل نہ ہو حضور کا جلوہ نگاہ سے
آنکھوں کی پتلیوں میں مدینہ بسا لیا

فرشِ زمیں سے تابہ فلک سرفراز ہے
جس نے درِ نبیؐ پہ سر اپنا جھکا لیا

دوزخ کی آگ جسم کو اب چھو نہ پائیگی
روضے کی خاکِ پاک کا سرمہ لگا لیا

کرتا رہے طواف لہو اس لئے وؔلی
بستی میں دل کی چھوٹا سا کعبہ بنا لیا

سید حسن امام حسنؔ امروہوی

مولائے دو جہاں کی عطا ہم سے پوچھیے
کیا کیا درِ نبیؐ سے ملا ہم سے پوچھیے

اس در کی طرز جود و سخا ہم سے پوچھیے
ملتا ہے مانگنے سے سوا ہم سے پوچھیے

ہیں فیضیاب دولتِ کون و مکاں سے ہم
آقا سے مانگنے کا صلا ہم سے پوچھیے

کوتاہ دامنی کا گلا ہوگا آپ کو
ان کی نوازشوں کی ادا ہمت سے پوچھیے

نام رسولؐ لیجئے اور پایئے سکون
ہر دردِ لا دوا کی دوا ہم سے پوچھیے

ڈوبے ہوئے ہیں عشق رسالت مآب میں
فرقت کے آنسوؤں کا مزا ہم سے پوچھیے

ہر سمت ہم کو ڈھونڈتی پھرتی ہیں عظمتیں
فیضانِ وِردِ صلِ علیٰ ہم سے پوچھیے

خلق عظیم وہ ہیں کرم ہو ہی جائیگا
جنت ملے گی روز جزا ہم سے پوچھیے

آنکھوں میں ہے بسا ہوا میدانِ کربلا
نورِ محمدیؐ کی ضیاء ہم سے پوچھیے

نام و نشانِ صبر و رضا ہم بتائیں گے
نام و نشانِ صبر و رضا ہم سے پوچھیے

جب آئی تھی نجف سے تو ہم سے کیا سوال
چپکے سے کیا صبا نے کہا ہم سے پوچھیے

ایثارِ و صبر، مہر و وفا ایک جا حسنؔ
کس در پہ سب ملیں گے پتا ہم سے پوچھیے

محمد احمد بقا امروہوی

یہ زمانہ بھر کی نوازشیں کسی لمحہ مجھ پہ جو کم نہیں
یہ کرم ہے میرے رسولؐ کا کسی دوسرے کا کرم نہیں
مجھے اپنے در پہ بلایئے، میرا خرچ سارا اٹھایئے
میرے پاس دام و درم نہیں کوئی پیسہ ویسہ رقم نہیں
رُخِ زیبا اپنا دکھایئے مجھے رستہ میرا بجھایئے
میری پتلیوں میں تو جان ہے میرے ہاتھ پیروں میں دم نہیں
میرے حال سے ہے تو باخبر، میرے پاس پلّے نہیں ہنر
تیرے نام سے ہوں میں نامور تو نہیں تو میرا بھرم نہیں
تو سفیرِ عرشِ عظیم ہے تو خطیب ہے تو کلیم ہے
تیرے ہر سُخن کو ثبات ہے کسی بات میں میری دم نہیں
درِ شاہ بطحا کو چھوڑ کے جو طلب کریں کسی اور سے
ہمیں دیکھیے ذرا غور سے کوئی اور ہونگے وہ ہم نہیں
یہ میرا نصیب کہ دَم بدَم مرے سر پہ چھاؤں گھنی رہی
انھیں خود ہی میرا خیال ہے مجھے جستجوئے کرم نہیں
میرے سر پہ بھاری وبال ہے سرِ حشر بچنا محال ہے
مگر ان کو میرا خیال ہے مجھے اپنے عصیاں کا غم نہیں

جنید اکرم فاروقی

میرے آقا ہے کرم تیرا عنایت تیری
مطمئن ہوں سرِ محشر کہ ہے رحمت تیری

ایک اک لفظ سے ملتی ہے شہادت تیری
ایک اک آیۂ قرآن ہے سیرت تیری

کاش یوں ہو کہ ہر اک سانس بنے مصرعِ نعت
صفحۂ جاں پہ مرے نقش ہو مدحت تیری

کوئی منظر ہو مگر تیرا تصور نہ ہٹے
ایسے بس جائے مری آنکھوں میں صورت تیری

کان محظوظ نہ ہوں میرے، ترے ذکر سوا
ایسے لگ جائے مرے دل کو حکایت تیری

آرزو حد سے زیادہ ہے یہ، تقصیر معاف!
چاہتی ہے مری مدحت بھی سماعت تیری

ہو ہی جاتے ہیں عمل، جیسے بھی ہوتے ہیں، مگر
یہ سعادت ہے کہ دل میں ہے محبت تیری

مرے جذبات کی خواہش کہ تناسخ مل جائے
اور دیتا رہے سر میرا شہادت تیری

علامہ رشید ترابیؒ

غزلِ نعتیہ

رہے جو شام و سحر اُن کے آستاں کو سلام
یہی ہے خلد، اب آرامِ قلب و جاں کو سلام

دعائیں دیتی ہوئی بے کسی بڑھی آگے
کیا جو برق نے جھک کے آشیاں کو سلام

پرائے تنکے تھے آندھی کا اک بہانہ تھا
گھر اپنا دیکھ لیا، عمرِ رائیگاں کو سلام

کوئی سنے گا کہاں تک یہ ہوش کی باتیں
مذاقِ عشق بگڑتا ہے، رازداں کو سلام

میں جا رہا ہوں نگاہوں میں لے کے جلوۂ دوست
حیاتِ عقل ملی، مرگِ ناگہاں کو سلام

ترے نثار نشیمن کو پھونکنے والے
مکاں کی عید میں مشکل تھا لامکاں کو سلام

رشیدؔ پاؤں کے چھالے بہت ستاتے ہیں
مری طرف سے کہو میرِ کارواں کو سلام

(۲)

عِلم

نورِ صبحِ ازل کی یہ امواج
ذرّے ذرّے میں ضَوفگن ہیں سراج

سطحِ تاریخ پر نہیں ہے علم
فکرِ غوّاص کو ملا یہ تاج

ہم نے ہر شے کو سرسری دیکھا
عِلم ہے نور اور نظر ہے زُجاج

ربطِ اشیاء کا یہ مجرّد عِلم
ہے بشر کا ظہور میں محتاج

عِلم شیرازہ بند عالَم کا
فی الحقیقت ہے عقل کا سرتاج

عِلم ہے نورِ وحُی سے مربوط
جہل ظلمت ہے ظلمتوں کا راج

عِلم مرکز ہے کائنات محیط
عِلم وتخلیق لف ونشر ہیں آج

عِلم کی انتہا ارے توبہ
عِلم نے عقل سے لیا ہے خراج

عِلم ہے عرشِ منتہائے کمال
خطِ سیرِ بشر میں یہ معراج

عِلم شارح اَنا شناس ہوا
عِلم حق سے اِسی انا کی لاج

ہے یہی تو انا مدینۂ علم
ہے درِ شہر اسی انا کا مزاج

ربِّ زدنی صدائے فکر و نظر
ہے سلونی یہاں کا رسم و رواج

جب حدیں ٹوٹتی ہیں، علم کہاں
کیوں انا الحق کہے کوئی حلاّج

ادب زیست اُس پہ ہے لازم
جس کا آغاز نطفۂ امشاج

کوئی جاہل ولی نہیں ہوتا
معرفت بحرِ علم ہے مواج

علم کیا ہے بصیرتِ نبوی
اہلِ دل کے لیے یہی منہاج

علم ہی سے یقیں طلب ہے رشیدؔ
ہر شک و ریب کا ہے علم، علاج

(۳)

میری موت

بارگاہِ ختمیِ مرتبت ؐ سے استمداد

تھیں یہی انگڑائیاں اک دن جوانی کی بہار
نزع کے جھٹکوں میں جن کا ارتقا ہے آشکار
سَر اٹھا کر یہ سمجھتے تھے کہ دنیا بس میں ہے
اب جھکی گردن کہ جب دنیا ہوئی سَر پر سوار
مسکراتے تھے جوانی کی بہاریں لوٹ کر
اب ہنسی آتی ہے جب لٹنے کو ہے اپنی بہار
ہوسکے تو روک کر اِن جانے والوں سے سنو
اِن کی دنیا کا فسانہ وہ فریبِ اقتدار
مِل سکے تو شوق سے دنیا کی ہر نعمت کو لو
پہلے مستحکم تو کرلو اپنا دستِ رعشہ دار
زندگی آغاز میں شفاف اک آئینہ ہے
موت کے انجام تک اُس پر جلا ہے یا غبار
گود میں لے کر کھلونے جیسے بچہ سو رہے
لے کے دنیا قبر میں سوتے ہیں کتنے ذی وقار
کتنے رنج وغم ہیں لازم اک مسرّت کے لئے
کتنی موتیں نخلِ ہستی کے لئے ہیں برگ وبار
رونقِ بازار بن جاتی ہے ظالم زندگی
جب نکلتے ہیں گھروں سے سب پریشاں روزگار

زندگی کو یاد کرنا موت کے ہنگام پر
ہے یہ دستورِ جہاں سب مرنے والوں کا شعار
زندگی میری، مری دنیا کا ہنگامِ عمل
موت میری، میرے ہنگامِ عمل کا اختصار
زندگی بھی ہے اضافی، ہے اضافی موت بھی
ہم نہیں ہوں گے مگر ہوں گے یہی لیل و نہار
ہم نہ ہوں گے یونہی چمکے گا ستارہ صبح کا
شامِ غم خونِ شفق سے یونہی ہوگی اشکبار
ذرّے ذرّے کے لئے اس کا عروج اس کا زوال
غنچے غنچے کے لئے اُس کی خزاں اس کی بہار
زندگی کیا ہے کسی گلشن میں آویزاں قفس
موت کیا ہے خود بخود پیدا ہو گر راہِ فرار
زندگی کشتِ عمل کی آبیاری سر بہ سر
موت کیا ہے فکرِ حاصل، انتظارِ برگ و بار
لَیس لِلاِنسانِ اِلّا ما سعیٰ ہے زندگی
کانَ امر ربک پر موت کا ہے انحصار
زندگی مرکز پہ آکر کام کرنا روح کا
موت گویا انتشارِ روح، یعنی ختمِ کار
زندگی ارمان کے تارے کی جگمگ رات بھر
موت اس تارے کا گرنا ٹوٹ کر بے اختیار
زندگی گونگے تخیل کے لئے خوابِ عجیب
موت اک سعیِ تکلم، چونک پڑنا ایک بار
زندگی وہ اختیار اپنا جہاں، باطن میں جبر

موت یعنی جس کا ظاہر جبر، باطن اختیار
زندگی کیا ہے سراپا اعتبارِ آرزو
موت کیا ہے فی الحقیقت آرزوئے اعتبار
زندگی کیا ہے مسلسل غیر محسوس اک سفر
موت کیا ہے بے ارادہ ایک منزل پر قرار
زندگی کیا ہے تلاشِ دوست کی حیرانیاں
موت وعدے کی گھڑی ہے یعنی خاموش انتظار
کاش وہ آتے، وہ آئے، آگئے وہ آگئے
میرا جانا اُن کا آنا، وقت کم باتیں ہزار
آنے والے میری دنیا کیا چھپاؤں کیا کہوں
داستاں اک عمر کی اور دو نفس کا اختصار
السّلام اے رازِ دارِ خلوتِ بزمِ ازل
السّلام اے صبحِ اوّل فخرِ جنسِ اعتبار
السلام اے منتہائے نعرہ ہائے ہوکشاں
موت کو آسان کر اے وقت کے پروردگار
جام چھلکا، آنکھ جھپکی، ہم چلے، ساقی اٹھا
نزع کی ہچکی لگی، میں آنے والے پر نثار
وہ رگیں کھنچنے لگیں، پتھرا گئیں آنکھیں رشیدؔ
وہ اٹھا رونے کا غل، ہٹنے لگے تیماردار

علامہ جمیلؔ مظہری

رہبری کرتی ہے مقصد کی اشاعت کیوں کر — منتقل ہوتی ہے سینوں سے حرارت کیوں کر
بدلی جاتی ہے زمانے کی طبیعت کیوں کر — بولتی ہے لبِ انساں سے مشیّت کیوں کر

دل سمجھتے ہیں حوادث کا اشارہ کیسے
وقت کا پھیر دیا جاتا ہے دھارا کیسے

روشنی دیتے ہیں جل جل کے نشیمن کیوں کر — شعلے آندھی کے جھلس دیتے ہیں دامن کیوں کر
عشق کرتا ہے بجھی آگ کو روشن کیوں کر — آنچ پر نرم کئے جاتے ہیں آہن کیوں کر

سوز کس طرح دیا جاتا ہے پروانوں کو
شمع مل جاتی ہے کس طرح شبستانوں کو

صبر احساس کو کس طرح جگا جاتا ہے — عزم کس طرح جگہ اپنی بنا جاتا ہے
دور کس طرح لگن اپنی لگا جاتا ہے — فرض کس طرح پیام اپنا سنا جاتا ہے

راہ کس طرح دکھاتے ہیں دکھانے والے
جانتے تھے یہ محمدؐ کے گھرانے والے

وہ محمدؐ بشریت پہ ہے احساں جس کا — شکر کرتا ہے ادا عالمِ امکاں جس کا
دہر پر سایۂ رحمت ہوا داماں جس کا — مذہبِ عقل بنا مسلکِ عرفاں جس کا

عشق نے جس سے مقامِ عرفا کو پایا
اس کے بھٹکے ہوئے سجدوں نے خدا کو پایا

جس سے پہلے عملاً قیدِ محن تھا مذہب — ایک زنبیلِ روایاتِ کُہن تھا مذہب
ذہنِ افسردۂ انساں کی تھکن تھا مذہب — زندگی لاش تھی اور اُس کا کفن تھا مذہب

ترکِ دنیا تھی بُزرگی کی سند دُنیا میں
کھد رہی تھی بشریت کی لحد دُنیا میں

اپنی تہذیبوں کے ملبے میں گڑی تھیں قومیں
اپنے فرسودہ عقائد پہ اڑی تھیں قومیں
یعنی تشکیک کی منزل میں کھڑی تھیں قومیں
پھینک کر بوجھ سرِ راہ پڑی تھیں قومیں

کہ اٹھی قافلہ سالارِ جہاں کی آواز
گونجی بطحا کے پہاڑوں سے اذاں کی آواز

دلِ انساں سے محبت کی اٹھی چنگاری
دفعتاً پھیل گئی چار طرف بیداری
قومیں انگڑائیاں لینے لگیں باری باری
زندگی ہونے لگی فکر و عمل پر طاری

سونے والوں کو حُدی خواں نے جگایا آخر
کارواں اپنا تمدّن نے بڑھایا آخر

مستقل اپنی جگہ بُت تھے چہ سُلطان وزیر
ہو رہی تھی درِ طاقت پہ خودی کی تحقیر
آدمیّت کو پنہائے تھی سیاست زنجیر
بسکہ جکڑا تھا سلاسل میں غلاموں کا ضمیر

سانس اس قید میں فطرت کی رکی جاتی تھی
زندگی تنگیٔ زنداں سے گھٹی جاتی تھی

خاک اکسیر ہوئی آگ کی فطرت بدلی
دیکھتے دیکھتے انساں کی طبیعت بدلی
انقلاب آگیا تاریخِ سیاست بدلی
دِل بدلنا تھا کہ ترکیبِ حکومت بدلی

نوجواں جذبہ اٹھا وقت کے دھارے کی طرح
تخت بہنے لگے سیلاب میں تختے کی طرح

کفر کی آگ ترے سوزِ محبت سے دَبی
مَرحبا سیدِ مکّی، مَدنی العربی
نہ رہا فرقِ مراتب نہ غرورِ نسبی
گُل ہوا موجِ نفس سے شررِ بولہبی

حبشی و عجمی و عربی ایک ہوئے
ایک اللہ کے رشتے سے سبھی ایک ہوئے

گُم توہّم کے اندھیرے میں زمانے کی نگاہ
وہ سیاہی تھی کہ مستقبلِ انساں تھا سیاہ
اور ترے نقشِ کفِ پا نے بنا دی اِک راہ
کہ فروزاں ہوئی توحید کی مشعل ناگاہ

راہ وہ جس سے بشر عرشِ عُلا تک پہنچے
مادیّت بھی بتدریج خدا تک پہنچے

اِس سے بہتر غمِ دُنیا کا نہ تھا کوئی علاج معتدل کر دیا سرمایہ الفت کا مزاج
تجھ سے تہذیب کا معیار، اخوت کا رواج تیرا مذہب بشریت کی ہے فطری معراج

نوعِ انساں کو تباہی سے بچایا تو نے
دین و دُنیا کو گلے آکے ملایا تو نے

فخر کیوں کر نہ کرے آج ہماری دُنیا اللہ اللہ ترے ہاتھوں کی سنواری دنیا
ہوگئی اب تو خدا والوں کی پیاری دُنیا کیوں نہ ہو اس رخِ روشن کی پجاری دُنیا

جس کے پرتو سے درخشاں ورقِ خاک ہوئے
چار چاند اور لگے پنجتن پاک ہوئے

علامہ جمیلؔ مظہری

اے جرس کیا ہوا صحرا کو جگانے والا
تیری آواز پہ آواز لگانے والا

نجدستان ہے اور محملِ لیلیٰ گمراہ
کون جانے ہے کہ ہر خاک اُڑانے والا

تا سحر چین سے سویا کیسے این رنداں
سوگیا شام سے زنجیر بجانے والا

کیا جواب اس کا ہو آئینۂ حیرت ہے سوالی
خود ہی حیران ہے آئینہ بنانے والا

سلسلے پیچ و خم زلفِ کی تاریخ بنے
ایک گتھی نہ کھلی تھک گیا شانے والا

گرد بھی بیٹھ گئی ہوگیا صحرا روشن
فاصلہ جا چکا آیا نہیں آنے والا

وہ ابھی راہ میں ہے گردِ سفر سے مشغول
تھا جو امکان کی دیواروں کو ڈھانے والا

گوشۂ چشم میں ہے پچھلے زمانوں کا غبار
آنکھیں پونچھے تو خدا اگلے زمانے والا

باہمہ معجزۂ دانش و فن کیا ہے جمیلؔ
اعتبارات کی دنیا میں فسانے والا

جمیلؔ

کہدے انصاف سے یہ پچھلے زمانے والا
کون تھا اس کو نبی راہ دکھانے والا

بسکہ مائل ہے قصیدے کی طرف طبع جمیل
سننے والے سے ہے شرمندہ سنانے والا

اے زمیں دیدۂ بے نور شبستاں کو ترے
کون تھا حلقۂ تنویر بنانے والا!!

ہر حقیقت کے لئے کھول دیں آنکھیں اس کی
ہر حقیقت سے جو تھا آنکھ چرانے والا

یہ جو اک سلسلۂ شام و سحر ہے اے دوست
اس سے آگے بھی گیا تھا کوئی جانے والا

کون وہ کون وہی دشتِ عرب کا رہبر
وقت کی گرمیِ رفتار بڑھانے والا

اک بلندی کا مسافر سوئے پستی آیا!
ورنہ پھر کون تھا پستوں کو اٹھانے والا

زندگی نیند میں تھی یعنی خودی نیند میں تھی
اترا فاراں کی بلندی سے جگانے والا

شرطِ انصاف ہے شانہ نہ بناتا کیوں کر
قسمتِ زلف گرہ گیر بنانے والا!

کیسی تصویر بنی عرش کے پردے پہ جمیلؔ
متحیر ہوا تصویر بنانے والا!

❁❁❁

کیفیتِ ساز اُس کے شیون سے سنو
کیا کہتا ہے وقت اس کے چتون سے سنو
پیغام محمدیؐ کی تشریح جدید
تہذیب دل کی تیز دھڑکن سے سنو

عنبرؔ وارثی

جب سوئے عرش بریں وہ شہہِ ذیشان گیا
ہر مَلک اس شہہِ ذیشان پہ قربان گیا

مرحبا صلِّ علیٰ عرش پہ مہمان گیا
قربِ معبود میں وہ دین کا سلطان گیا

یہ بھی اس کا ہے کرم عرشِ بریں کے اوپر
وہ لیے بخشش امّت کا جو ارمان گیا

جس نے تصدیق کی معراج کی صدّیق ہوا
جس نے انکار کیا اس کا تو ایمان گیا

شور محفل میں ہوا صلِّ علی کا جس دم
کملی والے پہ نظر پہونچی مرا دھیان گیا

مرحبا یہ بھی تو ہے ایک صداقت کی دلیل
جس نے تقریر سُنی وہ ہی نبی مان گیا

نا خدا کشتی کے ہوں جس کی رسولؐ اکرم
اُس کی کشتی کے کبھی پاس نہ طوفان گیا

چل مدینے تجھے دنیا یہ کہے گی عنبرؔ
کوئے حضرت میں وہ حضرت کا ثناخوان گیا

واجد سحری

ہر قدم پر اک چراغِ نقشِ پا دیتا ہے کون
گرنے لگتا ہوں تو لغزش کو عصا دیتا ہے کون

میرے مالک میرے مولا کا ہے یہ مجھ پر کرم
ورنہ مجھ جیسے کو عشقِ مصطفیٰؐ دیتا ہے کون

بیٹھ جاتی ہیں جو مجھ پر تتلیاں ایمان کی
دِل گلابوں کی طرح آکر کھِلا دیتا ہے کون

ڈھانپ لیتی ہیں گناہوں کو یہ کس کی رحمتیں
میری عریانی باطن کو قبا دیتا ہے کون

میرے ہونٹوں پر ہو جب صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
میرے ان کے درمیاں اک پُل بنا دیتا ہے کون

جب لپٹ جاتی ہے میرے پاؤں سے ٹھوکر کبھی
آئینے میں مجھ کو عکس اپنا دکھا دیتا ہے کون

کتنے کتنے وقت کے فاقوں کے دسترخوان پر
سائلوں کو لقمۂ نعمت کھِلا دیتا ہے کون

کھینچ دیتا ہے فصیلیں وقت جب چاروں طرف
تونے سوچا بھی ہے واجد راستہ دیتا ہے کون

ڈاکٹر عظیم امروہوی

بہار آئی ہے ساقی آج ہے موسم گُل تر کا
سبو کا، جام کا، مینا کا، پیمانے کا، ساغر کا

کسی کا ذکر بھی ہو ذکر آئے گا پیمبرؐ کا
نبی کا، فلسفی کا، عبد کا، ساجد کا، سرور کا

شراب حب پیغمبرؐ جو پا جائے نہ ہو طالب
خزانے کا، جواہر کا، گہر کا لعل کا زر کا

جہاں بھی نور ہے ان کا مقام ایک ایک اعلیٰ ہے
مدینے کا، نجف کا، کربلا کا، قلب مضطر کا

وہ ہے خلق محمدؐ جس کے آگے جھک گیا ہے سر
عداوت کا، ضلالت کا، جفا کا، بغض کا، شر کا

جو در پر مصطفیٰؐ کے جاؤ گے مل جائے گا رستہ
جناں کا، خلد کا، فردوس کا، جنت کا کوثر کا

زمیں کا ہی نہیں سب کا نظام ہے ان کے ہاتھوں میں
فلک کا، کہکشاں کا، مہر کا، پروین کا، اختر کا

اگر ہاتھوں میں دامن مصطفیٰؐ کا ہے تو ڈر کیسا
جہنم کا، سقر کا، نار کا، برزخ کا محشر کا

مجھے محشر کا خطرہ کیا زباں پر ذکر ہے میری
احد کا، پانچ کا، بارہ کا، چودہ کا بہتر کا

(۲)

خدا کے بعد بڑا سب سے نام تیرا ہے
بشر کی فکر سے آگے مقام تیرا ہے
سلام مرضیِ خالق کے رازدار سلام
نماز اس کی ہے لیکن سلام تیرا ہے
ہے ذات باعثِ تخلیقِ دو جہاں تیری
رسولؐ تجھ سے ہیں ہر اک امام تیرا ہے
جو کوڑا ڈالتی تھی اس کی بھی عیادت کی
بشکلِ خلق و کرم انتقام تیرا ہے
جو بس کلامِ الٰہی سے ملتا جلتا ہو
کوئی کلام نہیں وہ کلام تیرا ہے
وہ جس میں کوئی بھی بھوکا کبھی نہیں سوئے
فقط زمانے میں ایسا نظام تیرا ہے
یہ دل بھی میرا مدینہ ہے اے میرے آقاؐ
کہ ایک عمر سے اس میں قیام تیرا ہے
نہیں ہے مذہب وملت کی قید در پہ ترے
ہے تو ہر ایک کا ہر خاص و عام تیرا ہے
الجھ کہ رہ گئے آپس کے اختلاف میں ہم
اور اس کو بھول گئے جو پیام تیرا ہے
بچا کے شر سے لگا راہِ خیر پر ہم کو
لقب جہان میں خیر الانام تیرا ہے
گناہ گار بہت ہے عظیم بھی آقاؐ
مگر خیال یہ رکھنا غلام تیرا ہے

مولانا سید محمد عبادت کلیم امروہوی

زباں ملی ہے مجھے شرحِ کن فکاں کے لئے
میں جی رہا اسی راز کے بیاں کے لئے
نجوم بہرِ فلک پھول گلستاں کے لئے
اور ان کا ذکرِ مبارک مری زباں کے لئے
دعائے دل سوئے عرش بریں اثر سوئے فرش
چلے کہاں کے مسافر کہاں کہاں کے لئے
مری زباں سے ہو ممدوحِ حق کی کیا مدحت
زمیں کے پھول نہیں زینتِ جناں کے لئے
فضا میں نغمۂ توحید ہو چلا بے سوز
کوئی بلالؓ ہے درکار پھر اذاں کے لئے
زہے نشانِ کفِ پائے احمدؐ مرسل
کہ تاجِ فخر بنا فرقِ آسماں کے لئے
تمہاری راہ گزر اس کو کہہ رہا ہے جہاں
بہت ہے بات یہی اوجِ کہکشاں کے لئے
میں کس طرح سے کروں ذکرِ شانِ آلِ نبیؑ
زبانِ قدس ہے درکار اس بیاں کے لئے

(۲)

پھولوں میں بسی جو بو تمہاری
شہرت ہوئی چار سُو تمہاری

خلوت میں خیال ہے تمہارا
جلوت میں ہے گفتگو تمہاری

وہ دل نہیں عرش کبریا ہے
جس دل میں ہے آرزو تمہاری

جس سمت نظر اُٹھا کے دیکھا
شکل آگئی رو برو تمہاری

پھولوں نے جو راز رنگ کھولا
کلیوں نے چھپائی بو تمہاری

رحمت بھی اسی کو ڈھونڈھتی ہے
جس کو بھی ہے جستجو تمہاری

تم خلق عظیم پر ہو فائز
کتنی پیاری ہے خو تمہاری

ڈاکٹر شفاعت فہیم

شاہِ رسولاں کون محمدؐ جن پہ درود
اقربِ یزداں کون محمدؐ جن پہ درود

بارشِ رحمت یکساں سارے عالم پر
ابر بداماں کون محمدؐ جن پہ درود

درسِ وفا پیغامِ اخوت کس نے دیا
اصلِ انساں کون محمدؐ جن پہ درود

گلشنِ ہستی کے پھولوں کا کیا کہنا
وجہِ گلستاں کون محمدؐ جن پہ درود

کس کے نور کے آگے سورج ماند ہوا
نیرِ تاباں کون محمدؐ جن پہ درود

طبقہ بندی دردِ دلِ ہستی ٹھہری
درد کا درماں کون محمدؐ جن پہ درود

مولانا سید محمد سیادت فہمی امروہوی

نہ تھا کوئی جو خدا کو سمجھے خدا، حبیبِ خدا سے پہلے
خدا تھا بس اور نہ تھی خدائی محمدؐ مصطفیٰ سے پہلے

نہ فرش تھا اور نہ عرش و کرسی نہ مہر تھا اور نہ ماہ و اختر
سوائے خالق کے کچھ نہیں تھا جمالِ خیر الوریٰ سے پہلے

تمہیں ہو اوّل تمہیں ہو آخر تمہیں ازل ہو تمہیں ابد ہو
تم انتہا انتہا کے آگے، تم ابتدا ابتدا سے پہلے

وہ نامِ اقدس زباں پہ آیا ہی تھا خیالِ دعا میں اک دن
چلا فلک سے اثر زمیں کو دلِ حزیں کی دعا سے پہلے

نہ تیرگی تھی نہ کوئی سایہ تھا نور ہی نور بس فضا میں
جمالِ محبوب ضو فگن تھا وجودِ ارض و سماں سے پہلے

صبا سے کہہ تو رہا ہوں میرا اسلام پہونچا دے ان کو لیکن
خدا کرے ان کی بارگہ میں، میں خود ہی پہونچوں صبا سے پہلے

(۲)

کس طرح نہ اس ذات کی عظمت کا یقیں ہو
نقشِ کفِ پا جس کا سرِ عرشِ بریں ہو
جو دل بھی محمدؐ کی محبت کا امیں ہو
کیوں کر نہ وہ ہم مرتبۂ عرشِ بریں ہو
آتے ہو ہر اک شخص کی امداد کو فوراً
جس نے بھی جہاں تم کو پکارا ہے وہیں ہو
حسنِ رخِ یوسفؑ کی قسم اے شہ والا
ممکن نہیں دنیا کوئی تم سا حسیں ہو
وہ دل نہیں ہرگز نگہِ اہلِ نظر میں
جس دل میں تلاطم تری یادوں کا نہیں ہو
ہے زینتِ کونین تمہارے ہی سبب سے
تم ہی سببِ خلقتِ افلاک و زمیں ہو
صرف ایک اشارے سے کرے مہ کو دو پارہ
لاؤ جو زمانے میں کوئی ایسا حسیں ہو
کیوں کر نہ ہو وہ مرکزِ انوارِ الٰہی
جس خانۂ دل کے لئے تم جیسا مکیں ہو
آئیں گے دمِ نزع وہ امداد کو فہمیؔ
کس طرح مجھے فکرِ دمِ باز پسیں ہو

عابدؔ کرمانی

جو تیرے سائے میں آیا وہ انتخاب بنا
کوئی حسینؑ بنا، کوئی بوترابؑ بنا

در اصل تیری ضرورت تھی خالقِ کُل کو
ترے طفیل میں کون و مکاں کا باب بنا

بھلا خدا تجھے کیونکر رکھے نہ سب سے عزیز
اسی کے نور سے مِل کر ترا شباب بنا

تمہارے نام میں نامِ خدا بھی شامل ہے
تمہارا نام لیا جس نے، کامیاب بنا

ہے تیرے در کی زیارت کو مضطرب عابدؔ
اسے بلانے کی صورت کوئی شتاب بنا

اکبر علی خاں عرشی زادہ

جو میری روح بھی ہے اور تمہارا نام بھی ہے
غروب درد بھی ہے زیست کا پیام بھی ہے

اسی سے صبح کی مستی اسی سے شب کا گداز
اسی سے شوخیِ اندازِ رقصِ شام بھی ہے

اسی سے حسرتیں امّید میں بدلتی ہیں
اس سے میری تمنّا کا اہتمام بھی ہے

یہی ہے شوق کی منزل یہی ہے دل کی مراد
یہ ایک حرف تسلّی کہ جو مدام بھی ہے

زباں کہے نہ کہے اور کچھ بھی اس کے سوا
تو نطق و لب کو یہی حاصلِ کلام بھی ہے

اقبالؔ عمر

بیان کرنے کی خواہش ہے داستانِ رسولؐ
بنامِ قادرِ مطلق ملے زبانِ رسولؐ

یہی ہے حکمِ خدا اور یہی بیانِ رسولؐ
ہر ایک حرف کو سمجھے ہیں جسم و جانِ رسول

جب آدمی نے کسی آدمی کا دل توڑا
سنائی دی ہے بہت دیر تک فغانِ رسولؐ

تونگری کی ہوس ہے نہ زرگری کی ہوس
دل ونظر نے وہ دیکھے ہیں عاشقانِ رسول

سحر ہو شب ہو کہ کہسار ہو کہ صحرا ہو
جدھر بھی جائیں گے پائیں گے قدردانِ رسولؐ

ہم انتشارِ فراواں سے بے قرار نہیں
ہمارے ذہن میں بستے ہیں ترجمانِ رسولؐ

جو دیکھئے تو ہے تفسیر قل ھو اللہ کی
جو سوچئے تو ہے پیغامِ جاودانِ رسولؐ

اسی لئے تو یہ اقبالؔ نعت لکھ دی ہے
پکاریں لوگ مجھے کہہ کے مدح خوانِ رسولؐ

پروفیسر عنواںؔ چشتی

بصیرت ہو، تو سمجھے آدمی رتبا محمدؐ کا
خدا کا اس پہ سایہ جس پہ ہے سایا محمدؐ کا

وہ دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو، وہ محشر ہو کہ محفل ہو
پشیماں ہو نہیں سکتا کبھی شیدا محمدؐ کا

حجابِ غیریت جب سے اٹھا ہے میری نظروں سے
نظر آتا ہے ہر شے میں مجھے جلوہ محمدؐ کا

وہ اوّل ہے کہ آخر ہے، وہ ظاہر ہے کہ باطن ہے
کوئی سمجھا نہیں ہے آج تک رتبا محمدؐ کا

فنا فی اللہ بھی وہ ہے، بقا با اللہ بھی وہ ہے
کہ جس نے پالیا تقدیر سے منشا محمدؐ کا

نیاز و ناز کا عالم عجب عالم ہے اے عنواںؔ
جو پردا ہے محمد کا، وہی جلوہ محمدؐ کا

اظہر زیدی

آمدِ مصطفیٰؐ ہے دعا مانگیے
بابِ رحمت کھلا ہے دعا مانگیے
خلق جس کے لئے ساری دنیا ہوئی
آج پیدا ہوا ہے دعا مانگیے
نور احمدؐ کی ہیں تابشیں ہر طرف
بس ضیا ہی ضیا ہے دعا مانگیے
علم و تہذیب کا درس دینے یہاں
خود نبیؐ آگیا ہے دعا مانگیے
مرتبہ اِس سے بڑھ کر کسی کا نہیں
افضلِ انبیاء ہے دعا مانگیے
آمنہ کے جگر کا ہے صبر و سکوں
یہ تو نورِ خدا ہے دعا مانگیے
جو کہ اخلاق و حکمت کا ہے آئینہ
وہ تولّد ہوا ہے دعا مانگیے
اِن سا کوئی سخی ہم نے دیکھا نہیں
جسنے مانگا ملا ہے دعا مانگیے
پھر میسّر ہو اظہرؔ زیارت مجھے
بس یہی مدعا ہے دعا مانگیے

شہابؔ کاظمی (امریکہ)

کب طاقتِ گفتار دکھانے کے لئے ہے
یہ نعت تو بگڑی کو بنانے کے لئے

والفجر کی تفسیر ہے تیرا رخِ انور
گیسو ترا واللیل کے شانے کے لئے ہے

جس خاک پہ پڑتے ہوں قدم سرورِ دیں کے
وہ خاک تو آنکھوں میں لگانے کے لئے ہے

کشکول ہے خالی یہ گدائے ازلی کا
سر ہے تو ترے در پہ جھکانے کے لئے ہے

انسان کی صورت میں یہ تنویر کا پیکر
انسانوں کو آئینہ دکھانے کے لئے ہے

یہ حمد و ثنا، منقبت و مرثیہ گوئی
ناخن کے کئی قرض چکانے کے لئے ہے

ادنیٰ سا بھکاری ہے شہابؔ آپ کے در کا
شاعر ہے اگر یہ تو زمانے کے لئے

ڈاکٹر اجملؔ اجملی

جلوۂ حق زینتِ آغوش مادر دیکھیے
آیئے اور آمنہ خاتون کا گھر دیکھیے

پتّی پتّی پڑھ رہی ہے جھوم کر صلِّ علیٰ
مُسکراتا ہے خوشی سے ہر گلِ تر دیکھیے

خواہش دیدارِ دندانِ مبارک دل میں ہے
رشکِ یوسف میری جانب مسکرا کر دیکھیے

آگئے شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نورِ خدا
ہوگیا دنیا کا ہر ذرّہ منوّر دیکھیے

دولتِ کون و مکاں لے کر چلی ہیں اپنے گھر
اس غریبی میں حلیمہؓ کا مقدر دیکھیے

دولتِ کونین قدموں کے تلے آجائے گی
اپنی ہستی عشقِ احمدؐ میں مٹا کر دیکھیے

پھر پیامِ رب کے لانے کا وسیلہ مل گیا
مرغ سدرہ آج ہے جامہ سے باہر دیکھیے

جھک رہے ہیں کعبہ کے دیوار و در تعظیم کو
کر رہے ہیں خیر مقدم ماہ و اختر دیکھیے

چل چلاؤ ہورہا ہے اجملؔ رنجور کا
جان عیسیٰ آگیا اب دم لبوں پر دیکھیے

علّامہ ابرؔ احسنی گنوری

تری زبان ہدایت اثر کا یہ اعجاز
بتوں نے گر کے ادا کی صنم کدوں میں نماز

اگرچہ رفعتِ معراج ہے عیاں پھر بھی
علوِ مرتبہ ہے آج تک بصیغۂ راز

قلوبِ کینہ وراں وقفِ سوزِ عشق شوند
جدھر نگاہ اٹھا دی برس پڑا اعجاز

یہ ساز چھیڑ دیا کس نے آکے وحدت کا
دبی دبی سی نکلتی ہے شرک کی آواز

مخمورؔ دہلوی

خالق نے تجھے تخلیق کیا جب نورِ مجسّم ہو نہ سکا
ہمسر ہی ترا عالم میں کوئی اے سرورِ عالم ہو نہ سکا

انوار کا حامل بن نہ سکا اَسرار کا محرم ہو نہ سکا
انسان بنا سب کچھ لیکن فخرِ نبی آدمؑ ہو نہ سکا

جب تک نہ محبت کی میں نے اسرارِ حقیقت کھل نہ سکے
جب تک وہ مکینِ دل نہ ہوئے ایماں مرا محکم ہو نہ سکا

جس دن سے ہماری نظروں سے سرکارؐ نے پردہ فرمایا
پھر عالمِ امکاں میں ظاہر جلوؤں کا وہ عالم نہ ہو سکا

قبلے کی طرف جو رخ کر لے خود قبلہ نما ہو جاتا ہے
کعبے کی طرف سب جھکتے ہیں کعبہ تو کبھی خم ہو نہ سکا

شادابیٔ گلشن کی خاطر رو رو کے دعائیں مانگی تھیں
پھولوں کے تبسّم کا ساماں بے گریۂ شبنم ہو نہ سکا

ساقی کی نگاہوں کے صدقے کچھ ایسا کرم فرمایا ہے
مخمورؔ کسی عالم میں رہا یہ کیفِ نظر کم ہو نہ سکا

کوثر نیازی

خورشیدِ رسالت کی شعاؤں کا اثر ہے
احرام کی مانند مرا دامنِ تر ہے

نظارہ فردوس کی یارب نہیں فرصت
اِس وقت مدینے کی فضا پیشِ نظر ہے

اس شہر کے ذرّے ہیں مہ و مہر سے بڑھ کر
جس شہر میں اللہ کے محبوب کا گھر ہے

یہ راہ کے کنکر ہیں کہ بکھرے ہوئے تارے
یہ کاہ کشاں ہے کہ تری گردِ سفر ہے

اس صاحبِ معراج کے در کا ہوں بھکاری
قرآن میں جس کے لئے "مازاغ البصر" ہے

اک مہر لقا، ماہِ حرا کا ہے یہ اعجاز
ہر اشک مری آنکھ کا تابندہ گہر ہے

میں گنبدِ خضرا کی طرف دیکھ رہا ہوں!
کوثر مرے نزدیک یہ معراجِ نظر ہے

شاعرؔ لکھنوی (پاکستان)

پڑھ کے صلِّ علیٰ میں نے لکھی مدحت زلفِ سرکارِ عالی
میرا ہر لفظ خوشبو کا پیکر، میری ہر سانس پھولوں کی ڈالی

اس کو کہتے ہیں بارانِ رحمت، دُھل گئی زندگی کی کثافت
کر گئی دل کو آئینہ صورت اک شعاع حریم جمالی

چشمِ تر میں عقیدت کا دریا لب پہ وردِ سراجاً منیراً
جگمگانے لگی روشنی سے میری یادوں کی بزم خیالی

فردہی کی اکائی میں رہ کر منفرد ذات پاک پیمبر
ایسا بے مثل ہے میرا رہبر بے مثالی بھی جس کی مثالی

روشنی سے دل و جاں منور، اللہ اللہ یہ ساعت یہ منظر
نعت پڑھتی ہوئی میری آنکھیں سامنے ان کے روضے کی جالی

پہلے احساسِ بارِ گنہ تھا آ کے روضے پہ شرمِ گنہ ہے
سر اٹھانے کی مہلت نہ دے گی میری کیفیت انفعالی

تحفۂ دیدۂ نم بہت ہے، ان سے اک نسبتِ غم بہت ہے
میری آنکھوں میں موتی بھرے ہیں کیا ہوا ہیں اگر ہاتھ خالی

زائرو! دیکھ آؤ مدینہ آئے گا تب سخن کا قرینہ
بے جمالِ نبیؐ یوں ہے سینہ حرف جیسے ہو معنی سے خالی

نور ہی نور ہے ان کی سیرت نور سے کیا اندھیرے کو نسبت
سوچئے تو کہاں لفظ مدحت اور کہاں شاعرِؔ لا اُبالی

عمرؔ انصاری

ہے انتہا بھی فسانے کی، ابتدا ہی نہیں
وہ ایک شخص جو سب کچھ ہے بس خدا ہی نہیں

وہ کیسا ابر تھا کس کا تھا نور، کیا جانے
زمیں سے اتنا پھر اونچا کوئی اٹھا ہی نہیں

کئے پھر اس کے تصور نے راستے پیدا
جہاں سمجھ کے یہ بیٹھے کہ راستا ہی نہیں

خدا گواہ، وہ سر بھی وہاں جھکا پایا
بجز حضورِ خدا جو کہیں جھکا ہی نہیں

نثار ان کے، تو قربان ان کے ہاتھوں کے
کہ جو چراغ جَلایا کبھی بجھا ہی نہیں

درِ حضور پہ دیکھے ہیں چشمِ عالم نے
نہ جانے شاہ بھی کتنے فقط گدا ہی نہیں

وہی جو ان سے عبارت ہیں راہِ ہستی میں
ہیں نقش پا ہی، مگر صرف نقش پا ہی نہیں

حضورؐ ڈھونڈتے ہوں گے ہمیں وہاں بھی عمرؔ
جہاں کسی کا سُنا، کوئی آشنا ہی نہیں

جرّار چھولسی

کیا شانِ ہدایت ہے یہ کیا راہبری ہے
گمراہیوں کا زور چراغِ سحری ہے

تم عشق کے میداں میں قدم رکھنا سنبھل کر
یہ راہ ہے وہ راہ جو کانٹوں سے بھری ہے

سچا ہو اگر عشق تو صدقہ میں نبیؐ کے
ہر رندِ سیہ کار گناہوں سے بری ہے

ہو عشق جو کامل تو ہو روضہ کی زیارت
نالوں میں ترے بے اثری بے اثری ہے

ہو دین کا گلزار، کہ توحید کی کھیتی
در اصل عرق ریزی احمدؐ سے ہری ہے

چھائی ہوئی ہے بانیِ اسلام کی ہیبت
اب کافر و مشرک کے لئے در بدری ہے

دشمن بھی امانت کے صداقت کے ہیں قائل
ہونے کو تو حضرت کی ہر اک بات کھری ہے

بھیجا گیا ہے رحمتِ کونین بنا کر
ہر اہلِ زمانہ کے لئے خوشخبری ہے

شخصیتِ سرکار کو سمجھے گا کوئی کیا
حیران و پریشاں یہاں فکرِ بشری ہے

ہیں باعث ایجادِ جہاں خسرو عالم
دیکھا جو گیا بوریہ پر جلوہ گری ہے

کس طرح کروں گنبدِ خضرا کا نظارہ
مجبور بنائے ہوئے بے بال و پری ہے

ناچیز ہے ناچیز ہے جرّار سخنور
سرکارؐ کی مدحت کے سبب ناموری ہے

قمرؔ جلالوی

تمنا میکشوں سے جب سُنی جنت میں پینے کی
حدیں تم نے ملادیں آبِ کوثر سے مدینے کی

کوئی بے وجہ تو کھینچا نہیں ہے عِطر مٹی سے
گری ہوگی زمیں پر بوند حضرتؐ کے پسینے کی

رَکھا اشکِ غمِ احمدؐ کو جب بازارِ محشر میں
کسی سے بھی نہ قیمت لگ سکی میرے نگینے کی

نسیم صبح کی جامہ تلاشی لی گئی جس دم
گلوں پر کھُل گئی چوری محمدؐ کے پسینے کی

قمرؔ حج کا مہینہ آگیا ہے چل مدینہ چل
زیارت کے لئے ہوتی ہیں راتیں اس مہینے کی

کاظم حسین زارؔ عظیم آبادی

کیا کوئی معرفتِ ذاتِ خدا تک پہنچے
نہ جہاں عقل رسائے حکما تک پہنچے

دل سے جو بھی نہ رسولؐ دوسرا تک پہنچے
غیر ممکن ہے کہ وہ شخص خدا تک پہنچے

جذبۂ شوق میں شاہِ دوسرا تک پہنچے
والہانہ درِ محبوبِ خدا تک پہنچے

ذہن کیا نورِ الٰہی کی ثنا تک پہنچے
نہ جہاں شائبۂ اوج ہُما تک پہنچے

کیا عجب اُن کو سنادے مرا افسانۂ غم
کاش آواز مری گوشِ صبا تک پہنچے

ہم گنہگار بھی وابستۂ رحمت ہو جائیں
ہاتھ اگر دامنِ محبوبِ خدا تک پہنچے

حق تو یہ ہے کہ دو عالم میں غنی کردے وہ بھیک
دستِ احمدؐ سے جو کشکولِ گدا تک پہنچے

کیوں نہ اُن ذرّوں کی قسمت کے ستارے چمکیں
جو کہ محبوبِ خدا کے کفِ پا تک پہنچے

اے خوشا رفعتِ نقشِ قدم پاکِ رسولؐ
جو چلے اس کی ہدایت میں خدا تک پہنچے

شب معراج تھے جبریل امیں ساتھ مگر
نہ وہ نعلینِ رسولِ دوسرا تک پہنچے

اُس شہنشاہ دو عالم پہ درود اور سلام
بہ کرم خود جو گروہِ فقرا تک پہنچے

جزء رسولؐ عربی کون ہے محبوب ایسا
دعوتِ خاص پہ جو عرش عُلےٰ تک پہنچے

راہ حق اوروں سے کیوں پوچھیں محمدؐ کے سوا
ان کے کہنے پہ چلے اور خدا تک پہنچے

متلاشی اثر کیوں ہو دعائے دلِ زارؔ
کیوں نہ خود بڑھ کے اثر نفسِ دعا تک پہنچے

کاظم حسین زار عظیم آبادی

نہ وہ حق سے جدا ہوگا نہ حق اس سے جدا ہوگا
محمدؐ کو بجز اللہ جو کہیئے بجا ہوگا
وجودِ ظاہری میں جو کہ ختم الانبیاء ہوگا
وہ خلوت میں مشیت کی خدا معلوم کیا ہوگا
ہمارا نامۂ اعمال جب پیشِ خدا ہوگا
ترا ہی آسرا اے شافعِ روزِ جزا ہوگا
یہی وہ گوہرِ مقصود ہے بحرِ مشیت کا
کہ جو سرمایۂ ناز و غرورِ کبریا ہوگا
یہی وہ جوہرِ قابل ہے تکوینِ دو عالم کا
کہ جس ذاتِ مقدس سے وجود اعراض کا ہوگا
یہی وہ نقطۂ اوّل ہے منشائے الٰہی کا
کہ جس پر انحصارِ ممکناتِ ماسوا ہوگا
یہی اول، یہی آخر، یہی باطن، یہی ظاہر
خدا ہی جانتا ہے، کیا تھا، کیا ہے اور کیا ہوگا
خوشا قسمت جہاں آکر ملک اکثر صدائیں دیں
کہ بھردے کاسۂ سائل خدا والے بھلا ہوگا
سلاطینِ جہاں کے آگے وہ کیا سر جھکائے گا
محمد مصطفیٰؐ کے در کا جو دل سے گدا ہوگا

جرار اکبرآبادی

سیرت کی روشنی، کہیں صورت کی روشنی
قرآں ہے مہر و ماہِ رسالت کی روشنی

کہتی ہے ذو العشیرہ کی دعوت کی روشنی
پہنچی کہاں کہاں تری حکمت کی روشنی

تاثیرِ نعتِ احمدؐ مرسل تو دیکھیے
پھیلی ہوئی ہے بزم میں مدحت کی روشنی

آغوشِ آمنہ ہے کہ ہالہ ہے نور کا
اللہ ری تیری چاند سی صورت کی روشنی

انوارِ پنجتنؑ کی ہو تشریح کس طرح
مضمر کرن کرن میں ہے وحدت کی روشنی

روزِ مباہلہ سے ہے ممنون پنجتنؑ
محصورِ تیرگی تھی صداقت کی روشنی

پروفیسر سردار نقوی

فکرِ رسا، زبانِ فصاحت ہے زندگی نظمِ دعا، نظامِ عبادت ہے زندگی
صلِّ علیٰ، نبیؐ کی اطاعت ہے زندگی جہدِ بقا قیامِ عدالت ہے زندگی
بینا وہ ہے، کہ جس کی نبیؐ پر نگاہ ہے
قرآں دلیل فاتبعونی گواہ ہے

جس کو کمال علم پہ حق نے کیا پسند معراج مصطفیٰ ہے وہ عبد خدا پسند
حق کو وہی پسند، جو ہو مصطفیٰ پسند اک اک عمل پسند ہے اک اک ادا پسند
حق کا چلن وہی ہے جو ان کا شعار ہے
حکمِ نبیؐ، مشیّتِ پروردگا ہے

اس کے عمل سے صدق وصفا کا نظام ہے حق کا قیام حق کے نبیؐ کا قیام ہے
جب وہ خموش ہو تو تکلم حرام ہے اس کا کلام ناطقِ کُن کا کلام ہے
آوازِ خلق اس کی صدا سے دبی رہے
حسن سفر یہی ہے کہ رہبر نبی رہے

باطل کی ظلمتوں میں بھٹکتی ہوئی نگاہ قبل نبی حیات کی وہ حالت تباہ
وہ روز و شب کا حال کہ اللہ کی پناہ منزل سے راستوں کا تعلق نہ رسم وراہ
آئی تھی صبح فتنۂ تازہ لئے ہوئے
جاتی تھی شام، دن کا جنازہ لئے ہوئے

جب آدمی کے خون کا پیاسا تھا آدمی وہ عہد پُر فتن، وہ پُر آشوب زندگی
ایسے میں زندہ رہنے سے بہتر تھی خودکشی کج فکر سیدھی راہ پہ چلتے نہ تھے کبھی
اللہ کی پناہ، فضا کا یہ حال تھا
نیکی کا جس میں سانس بھی لینا محال تھا

بھٹکے ہوئے وہ ذہن، وہ بگڑا ہوا نظام باطل کی تیغ سے وہ صداقت کا قتلِ عام
وہ ایک سمت بزمِ تعیش میں دور جام اور دوسری طرف تھے فلاکت زدہ غلام
روتی تھی جب کنیز کوئی کانپ کانپ کے
تارے بھی بین کرتے تھے منہ ڈھانپ ڈھانپ کے

حد سے فزوں جو ظلمت نفسِ بشر ہوئی پہلوئے آمنہ سے سحر جلوہ گر ہوئی
خوش کیوں نہ ہوں خلیلؑ، دعا بارور ہوئی اب جس کی کوئی شام نہیں وہ سحر ہوئی
جلوہ کیا جو مہرِ رسالتؐ مآب نے
سایا بہت تلاش کیا آفتاب نے

آئے حضورؐ زیست کی قسمت بدل گئی انسانیت شعور کے سانچے میں ڈھل گئی
نفسِ نبیؐ کو دیکھ کے، مشکل بھی ٹل گئی بزمِ زمیں کا حال زبوں تھا سنبھل گئی
یوں اس کو چار چاند لگے بوترابؑ سے
ذرّے خراج لینے لگے آفتاب سے

بدلا مزاج زیست بدلنے لگی فضا روشن ہوئے چراغ، اندھیروں کا دم گھٹا
باغِ عمل میں چلنے لگی عدل کی ہوا منزل کی سمت راہ نے عزمِ سفر کیا
کانٹے ہٹائے، راہ کو ہموار کردیا
فتنوں کی آگ کو گل و گلزار کردیا

موقوف ہوگیا وہ صداقت کا قتلِ عام دولت کے ارتکاز کو سمجھا گیا حرام
توحید کی روش پہ چلے مل کے خاص و عام فضہ حشم کنیز تھی، قنبر حشم غلام
وہ سیدہؑ کا گھر، وہ مساوات کا جہاں
مفہوم صاف ہوتا تھا آیات کا جہاں

خاتونِ دو جہاں کی وہ معصوم زندگی حسنِ عمل، حسنؑ کی وہ مغموم زندگی
صبر و رضا، حسینؑ کی مظلوم زندگی راہ خدا میں موت کا مفہوم زندگی
اخلاق کو نمونۂ ایثار مل گیا
انسان کو حیات کا معیار مل گیا

مولانا ابوالکلام آزاد

موزوں کلام میں جو ثنائے نبیؐ ہوئی
تو ابتدا سے طبعِ رواں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصفِ پیمبرؐ رقم کیے
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پرتوِ حسنِ رسولؐ سے
بیکار اے فلک شبِ مہتاب بھی ہوئی

ساقیِ سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مستِ مئے بے خودی ہوئی

دل کھول کر رسول سے میں نے کیے سوال
ہرگز طلب میں عار نہ پیشِ سخی ہوئی

تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم
مہتاب نقشِ پا سے وہاں روشنی ہوئی

ہے شاہِ دیں سے کوثر و تسنیم کا کلام
یہ آبرو تمام ہے حضرتؐ کی دی ہوئی

سالک ہے جو کہ جادۂ عشقِ رسولؐ کا
جنت کی راہ اس کے لیے ہے کھلی ہوئی

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہِ زمن کی بھری ہوئی

بسمل سعیدی ٹونکی

غمِ عشقِ محمدؐ میں کوئی دیکھے فنا ہوکر
اجل ہنستی ہوئی آتی ہے پیغامِ بقا ہوکر

گرے ہیں جو غمِ امت میں مژگانِ مطہر سے
وہ آنسو حشر میں برسیں گے رحمت کی گھٹا ہوکر

مدینے کی زمیں پر لذت سجدہ کوئی دیکھے
کہ فرض اک سجدہ کردیتا ہے ہر سجدہ ادا ہوکر

ضرورت دیکھ کر یک سوئی کی ذہنِ مقدس کو
اتر آیا زمیں پر لامکاں غارِ حرا ہوکر

حصولِ تازگی کے واسطے ہر صبح اے بسمل
ہوائے خُلد آتی ہے مدینے میں صبا ہوکر

ولی دکنی

عشق میں لازم ہے اپنی ذات کو فانی کرے
ہو فنا فی اللہ دایم یادِ یزدانی کرے

یا محمدؐ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کوں لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے

جس مکاں میں ہے تمہاری فکرِ روشن جلوہ گر
عقلِ اوّل آکے واں اقرار نادنی کرے

کیا ملک کیا اِنس و جن، یہ جگ میں ہے کس کو سکت
خط بنا تجھ مکھ کے جو تفسیرِ قرآنی کرے

دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستانِ ارم کی تو خرامانی کرے

عارفاں بولیں گے جان و دل سے لاکھوں آفریں
جب ولی تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

مرزا سلامت علی دبیرؔ لکھنوی

کیا قامتِ احمدؐ نے ضیا پائی ہے
چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر
قرآن سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

آدمؑ نے شرف خیرِ بشر سے پایا
رشتہ ایماں کا اس گھر سے پایا
دو میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضمون دلِ شمس و قمر سے پایا

تسلیمِ نبیؐ کو سر سلیماں خم ہے
خاتم لقب و زیرِ نگیں عالم ہے
سائے کی سیاہی نہ رہے کیونکر دور
خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

معراج نبی میں کوئی تشکیک نہیں
ہے نور کا تڑکا، شب تاریک نہیں
قوسین کی قربت سے یہ صادق ہے دبیرؔ
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

مولانا قاری طیبؒ

مہتمم دار العلوم دیوبند

ادا کیوں کر کریں اور کس زباں سے شکر ہم تیرا
کہ تو نے اُس نبی کی ہم کو اُمّت میں کیا پیدا
وہ کملی اوڑھنے والا فقیری پہ جو نازاں تھا
گدا تھے جس کے کوچے کے سکندر، قیصر و کسریٰ

گدائی جس کے گھر کی پادشاہی سے بھی بہتر تھی
زمیں جس شاہ کے کوچے کی رشکِ قصرِ قیصر تھی

رُسل نے اُمّتی ہونے کی جس کے آرزو کی ہو
لقب محبوب دے کر حق نے جس کی آبرو کی ہو
قدم بوسی کی جس کے آسماں نے جستجو کی ہو
بلا کر عرش پر جس سے خدا نے گفتگو کی ہو

وہ شاہِ دو جہاں لولاک کی پوشاک تھی جس کی
فقیر ایسا کہ ادنیٰ ملک ہفت افلاک تھی جس کی

سرِ فاران چمکا تھا جو خورشیدِ جہاں ہوکر
بتائی راہ جس نے رہنمائے گمرہاں ہوکر
گیا تھا عرشِ اعظم پر جو حق کا میہماں ہوکر
شرف پایا تھا جس نے انبیاء میں آسماں ہوکر

رہی شیدا چمن پر جس کے فصلِ بے خزاں برسوں
قدم چوما کیا جس کی زمیں کے آسماں برسوں

طفیلؔ ہوشیار پوری

(لاہور)

عشقِ نبیؐ کا جب سے حاصل ہوا قرینہ
اِک آنکھ میں ہے مکّہ، اِک آنکھ میں مدینہ

منظور ہوگئی ہیں اشکوں کی التجائیں
آہوں نے پالیا ہے بابِ اثر کا زینہ

چشمِ کرم ہے جس پر محبوبِ کبریا کی
مرنا ہے اس کا مرنا، جینا ہے اس کا جینا

دل میں ضیا فگن ہے یوں نام مصطفیٰؐ کا
انگشتری میں جیسے تابندہ اِک نگینہ

اللہ رے تصوّر، طیبہ کے میکدے کا
صہبائے بیخودی ہے اور دل کا آبگینہ

اک عمر سے حدودِ گرداب میں گھرا ہے
ساحل سے کب لگے گا مولا مرا سفینہ

تم بھی طفیلؔ چل کر دامن کو اپنے بھر لو
دربارِ مصطفیٰؐ ہے انوار کا خزینہ

غلام ہمدانی مصحفیؔ امروہوی

حنا سے ہے یہ تری سرخ اے نگار انگشت
کہ ہو نہ پنجۂ مرجاں کی زینہار انگشت

ہلال و بدر ہوں یکجا عَرق فِشانی کو
رکھے جبیں پہ جو تو کرکے تابدار انگشت

بیاں ضرور ہے اب دست و تیغ کا اس کے
نکل گئی ہو سرِ مہ سے جس کی پار انگشت

محمدؐ عربی معجزوں کا جس کے کبھی
نہ کرسکے فلکِ پیر کی شمار انگشت

چمن میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ہے ذکر
عَلَم کرے ہے شہادت کی شاخسار انگشت

کرے جو وصف وہ اس تاجِ انبیاء کے رقم
قلم کی جوں نئے نرگس ہو تاجدار انگشت

حکیم محمد مرزا واصفؔ رُدولوی

(۱۸۹۶ء - ۱۹۸۲ء)

خجل ہیں نجم و مہ و آفتاب کیا کہنا
فروغِ حسن رسالت مآب کیا کہنا

بشر تو خیر ملائک ہیں حاشیہ بردار
تجمل شہ گردوں رکاب کیا کہنا

خدا نے جن کو بنایا حبیب خاص اپنا
فضیلت و شرف و انتخاب کیا کہنا

پلک جھپکتے میں آئے گئے شبِ معراج
یہ فاصلہ یہ ایاب و ذہاب کیا کہنا

کلام پاک میں یٰسین ہے کہیں طٰہٰ
خدا نے بخشے ہیں کیا کیا خطاب کیا کہنا

پسِ غروب بھی ہے آفتاب نصف نہار
وہ تیرے حسن عمل کا شباب کیا کہنا

جواب تیرا ہوا ہے نہ ہوگا تا بہ ابد
امین شخصیتِ لا جواب کیا کہنا

بشارت اور نذارت سے باتوں باتوں میں
دکھادی راہِ ثواب و عذاب کیا کہنا

جواب لاسکی دنیا نہ ایک سورہ کا
ملی تجھے وہ مکمل کتاب کیا کہنا

خدائے پاک جو یکتا ہے بے مثال حضور
وہ لاشریک تو خود لا جواب کیا کہنا

سید محمد نقی نقوی

(بسلسلۂ وفات)

کیوں آج دین حق کا مصلّیٰ اداس ہے
وادی منیٰ کی، خانۂ کعبہ اداس ہے

محبوب کردگار جہاں سے گزر گئے
اسلام کی حیات کا جادہ اداس ہے

جبریل کی فغاں سے لرزتا ہے آسماں
ہیں غم زدہ ملک، شب اُسرا اداس ہے

مسجد نبیؐ کی روتی ہے منبر ہے دم بخود
شب گیر سجدہ ریزی کا حجرہ اداس ہے

طغیانیاں ہیں کفر کے بحرِ عظیم میں
اب ناخدا نہیں تو سفینہ اداس ہے

ہلتا فلک ہے فاطمہؑ زہرا کے بین سے
روتے ہیں اہلبیتؑ مدینہ اداس ہے

حسنینؑ بیقرار بصد اشک و آہ ہیں
زہراؑ ہیں غش میں خانۂ زہراؑ اداس ہے

شیرِ خدا شکستہ دل و بے نوا ہیں آج
اڑتی ہے خاک دامنِ طیبہ اداس ہے

میت بہ انتظارِ مسلماں پڑی رہی
دفن و کفن کا طرز و طریقہ اداس ہے

تدفین میں وہ قلتِ اصحاب ہے ستم
سردارِ انبیاء کا جنازہ اداس ہے

کس بے کسی سے دفن ہوئے شاہ انبیاءؐ
ابتک نقیؔ کتابوں کا صفحہ اداس ہے

قیصر زیدی

مکڑیوں کے جالوں سے اس قدر الجھنا کیا؟
مکڑیوں کے جالے بھی اک وجود رکھتے ہیں
یہ وجود قائم ہے
کاخ پر کنگوروں پر
بے مکیں مکانوں پر
غاروں کے دہانوں پر
تار کیسے نازک ہیں
بال سے بھی نازک ہیں
تیغِ تیز سے برّاں
کیسی حد فاصل ہے
غار کے دہانے پر
غار!
رازِ سربستہ
صدق کا، امانت کا
کذب چھو نہیں سکتا، مکڑیوں کے جالوں کو!

ڈاکٹر جمشیدؔ امروہوی

میں چاہتا ہوں کہ آقا تری صفات لکھوں
کہ تیری شان میں اب اپنا کُلیات لکھوں

جسے میں باعثِ تخلیقِ کائنات لکھوں
میں کون کون سی اس شخص کی صفات لکھوں

تری زباں سے جو نکلی ہے پھول بن بن کر
یہ چاہتا ہوں میں، وہ ایک ایک بات لکھوں

اگر ہو تیرا تصور تو رات بھی دِن ہے
نہ ہو جو تیرا تصور تو دن کو رات لکھوں

میں تیری یاد جو اس دل میں ہوں بسائے ہوئے
وہ اس قدر ہے کہ یادوں کی اک برات لکھوں

مدینہ پہنچ کے اے کاش جس کو آجائے
تو ایسی موت کو میں دائمی حیات لکھوں

کبھی نہ سیر ہو لکھنے سے میرا دل آقا
تمام عمر اگر میں رسولیات لکھوں

جو تیری یاد سے خالی ہوں ایسے لمحوں میں
سہولتیں بھی اگر ہوں تو مشکلات لکھوں

وہ مجھ کو مان لیں جمشیدؔ خواب میں ہی غلام
میں اتنی بات کو ان سے تعلقات لکھوں

سید فرزند احمد صفیرؔ بلگرامی

(۱)

اے خاتمِ مرسل مگر اک ایک سے بڑھ کر
اے اشرف و افضل مگر اِک ایک سے بہتر

تو حضرتِ داؤد ہے تو حضرت موسیٰ
تو حضرت عیسیٰ ہے پہ تثلیث سے باہر

تو مرجعِ آفاق ہے تو منبعِ اکرام
تو خاصِ محمدؐ ہے تو ہے خاصۂ داور

تو علتِ غائی موالیدِ ثلاثہ
تو باعثِ تکوینِ دو کون افضل و برتر

تو نورِ خدا لفظ کے ایجاد سے پہلے
تو ختم رسل عالم ایجاد کے اندر

ہے نور کی تیرے جو حدیث اصل و یقینی
حکمت کے بھی قول اس سے مطابق ہیں سراسر

تو قوس نزولی میں ہے سر دفترِ اصدار
تو عقل ہے اول کہ ہے آغاز تجھی پر

پھر قوس صعودی کا ہے انجام تری ذات
ملحق ہوا تو مبدأ فیاض سے جاکر

آغاز اور انجام ترا نور الٰہی
اظہار کمالات ترا خلق کے اندر

کونین کی خلقت کا ہے مقصود بس انساں
انسان کی خلقت کا تری ذاتِ مطہر

اس سلسلۂ خلق سے آخر یہ کھلا رمز
معبود کی پہچان ہے خلقت میں مقدر

انساں کے سوا جتنی ہے مخلوقِ الٰہی
جس بات کو پیدا ہوئی قائم ہے اسی پر

یہ حضرت انساں کے ہیں اعجوبہ کمالات
مختار بھی مجبور بھی اضعف بھی قوی تر

اے ختم رسل تیرے ہوا کون برابر
اے نورِ خدا تیرے سوا کون ہے رہبر

آنے سے ترے آگیا حق سارے جہاں میں
باطل ہوا دنیا سے نہاں کفر کو لے کر

یہ آج جو آفاق میں ہے کفر کا غوغا
سچ تو یہ ہے حق اب بھی تو ثابت ہے مقرر

سب جانتے ہیں تیرے معارف کی صداقت
سب مانتے ہیں دل سے ترے حکم کو یکسر

اب وہ نہیں جو سمجھے تھے حق کو رہِ باطل
اب وہ نہیں باطل کو جو تھے جانتے حق پر

اب خوب سمجھتے ہیں کہ احکام ترے سب
عالم کو مفید اور ہیں فرمودۂ داور

اب جانتے ہیں خوب خدا کون ہے ہم کون
آفاق ہے کیا دہر ہے کیا یہ ہوا کیوں کر

یہ بات ترے حکم کی کیا ہوگی منافی
اے شہر علومِ ازلی سب کے پیمبرؐ

عادات میں اخلاق میں جتنے تھے رذائل — عالم کی خرابی تھی جو ان باتوں کے اندر
احکامِ الٰہی سے وہ سب پاگئے اصلاح — جاری ہوئے اسلام کے سایہ میں سراسر
تقلید سے اسلام کی دنیا ہوئی معمور — تجدید سے اسلام کے بے سر ہوئے خود سر
اے ختم رسل سب یہ ترا فیض اتم تھا — نعمت کا خدا کی جو تھا اتمام تجھی پر
جس روز تھی نازل ہوئی یہ آیت اتمام — وہ دن تھا کہ جس دن ترے نائب ہوئے حیدر
اسلام ترا اور ہے تو مالکِ اسلام — کر رحم اب اِسلام کے احوالِ حزیں پر
اسلام کا ہر وقت ستارہ رہے تاباں — جو اِس کے معاند ہیں وہ سب ٹھہریں بد اختر
گردش سے بچے اخترِ اسلام ہمیشہ — جو اس کا مخالف بنے ہو جائے نگوں سر
جب تک کہ رہے زندہ صفیرؔ اہل جہاں میں — ایماں پہ رہے جائے تو ایمان پہ مرکر
محشر میں جو اٹھے تو کرم سے ترے یارب — ہاتھوں میں رہے دامن اولاد پیمبرؐ

(۲)

خاتم

حبیب خاص داور خاتمِ پیغمبراں احمدؐ — شفیع روزِ محشر خاتمِ پیغمبراں احمدؐ
ازل سے پاک و اطہر خاتمِ پیغمبراں احمد — ابد تک پاک گوہر خاتمِ پیغمبراں احمدؐ
ہر اک بہتر سے بہتر خاتمِ پیغمبراں احمدؐ

شہِ دینا و دیں ظلِّ الٰہی قدِ بے سایہ — شفیع المذنبیں روزِ قیامت سب کا سرمایہ
بسانِ نورِ خورشیدِ مبیں ہر شی کا پیرایہ — پناہِ ہفت چرخ و کرسی و عرش گراں پایہ
فروغ ماہ و اخترِ خاتمِ پیغمبراں احمدؐ

خدا کے نور سے مشتق ہوا وہ مصدر عالم — اوراس کے نور سے پیدا ہوئے خشک وتر عالم

کہے اس کو نہ کیوں کر ایک عالم سرور عالم   قیامت تک ہے اس کی ذاتِ والا رہبرِ عالم

ہر اک ظاہر کا مظہر خاتم پیغمبراں احمدؐ

شبِ معراج وہ فخرِ زمیں تا آسماں پہنچا   امینِ حق کے ہمرہ تاحدِ دارالاماں پہنچا

رہے جبریلؑ پیچھے وہ خدا جانے کہاں پہنچا   سنا ہے لامکاں تک وہ شہ کون و مکاں پہنچا

منیرِ چرخِ اخضر خاتمِ پیغمبراں احمدؐ

کہیں ایوانِ کسریٰ سے ہے بڑھ کر منزلت اس کی   دو عالم کا ہے وہ خازن سوا ہے مقدست اس کی

حکومت بوریا سے پھیلی ہے تا ششجہت اس کی   جدا ہے عالمِ امکاں سے شانِ سلطنت اس کی

سریر آرائے منبر خاتم پیغمبراں احمدؐ

حصیرِ سیدِ مرسلؐ سریرِ باد شاہی ہے   سند ہے یہ سخن اس پر سلیماں کی گواہی ہے

ہوا جو خاص پیرو اس کا دنیا میں سپاہی ہے   اسی کے ہاتھ یہ ساری سفیدی و سیاہی ہے

زمانے میں مظفر خاتمِ پیغمبراں احمدؐ

سلام اے خاتم پیغمبراں تو سرورِ دیں ہے   تجھے قرآن میں حق نے کہا طٰہٰ و یٰسیں ہے

ترا جو کام ہے عاقل کے آگے وجہِ تحسیں ہے   پسندیدہ خلائق کو ترا ہر ایک آئیں ہے

زہے شاہ دلاور خاتمِ پیغمبراں احمدؐ

ازل سے تجھ کو جو منظور ہے منظور داور ہے   کفِ قدرت میں تیرے سب کی خوبیٔ مقدر ہے

صفیرِ بے نوا شاہا بہت اِن روز مضطر ہے   مدد کر یا رسول اللہ میرا حال ابتر ہے

تجھے سوگندِ داور خاتم پیغمبراں احمدؐ

(۳)

تضمین بر مصرع ملا جامیؔ

سوچا جو تیرے درجوں کو یا سید البشر آدم سے تا بہ عیسیٰ و مریم کیا گذر
تولا کیا میں ذہن میں ایک اک کو رات بھر آخر کھلے یہ معنیٰ روشن دم سحر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو پہلے انبیا سے ہے یا سیدِ امم درجہ ترا بلند ہے اللہ کی قسم
رتبے ترے ہزاروں ہیں سوچیں جو کم سے کم پھر کس طرح نہ بول اٹھیں بے اختیار ہم
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پہنچے فلک پہ جب کہ رسولِ نکو خصال آئے نماز پڑھنے فرشتے بصد جلال
حضرت جو کچھ رکے تو یہ بولے وہ خوش مقال ہم سے نہ پوچھ اے شہِ کونین اپنا حال
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لوح و قلم جو خلق ازل کو ہوئے بہم فرماں ہوا کہ لکھ جز و کل آج یک قلم
نامِ خدا کے بعد رکا پہلے ایک دم احمدؐ کا نام لکھ کے یہ کہنے لگا قلم
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جب فخرِ مرسلیں ہوئے اللہ سے قریب کی عرض بندے پر ہیں تفضل ترے عجیب
اور انبیا کو کیوں نہ ہوا یہ مکاں نصیب آئی صدا یہ پردے سے سب ہیں مگر حبیب
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ کی جو ذات نگاہوں سے ہے نہاں سایہ ترا نہاں ہے اگر ہے بدن عیاں
احمدؐ میں اور احد میں ہے یہ فرق بے گماں روشن ہوا صفیرؔ پہ بس اے شہِ زماں
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سید سلیمان ندوی

عشقِ نبوی دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہدیٰ ہے

پڑھتا ہے درود آپ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مصور بھی فدا ہے

بندے کی محبت سے ہے آقا کی محبت
جو پیروِ احمدؐ ہے وہ محبوبِ خدا ہے

آمد تری اے ابرِ کرم رونقِ عالم
تیرے ہی لیے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے

فردوس و جہنم تری تخلیق سے قائم
یہ فرقِ بد و نیک ترے دم سے ہوا ہے

فرمانِ دو عالم تری توقیع سے نافذ
تیری ہی شفاعت پہ رحیمی کی بنا ہے

لے جائے گا منزل سے بہت دور بشر کو
جو جادہ سفر کا ترے جادے کے سوا ہے

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد رب العالمیں کا ہے قلم میرا

رہے نام محمدؐ لب پہ یارب اوّل و آخر
الٹ جائے بوقتِ نزع جب سینے میں دم میرا

محبت اہل بیت مصطفیٰؐ کی نورِ برحق ہے
کہ روشن ہوگیا دل مثلِ قندیلِ حرم میرا

رہے گا دانہ افشاں مزرعِ امیدِ بخشش میں
غم آلِ نبیؐ سے دانۂ ہر اشک غم میرا

شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوقؔ رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جام جم میرا

اقبال عظیم

(کراچی)

کعبے سے اٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں
مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دعائیں

والنجم کے پرتو سے چراغاں ہے فلک پر
والشمس کے جلووں سے منور ہیں فضائیں

لولاک کے نغموں سے فضا گونج رہی ہے
واللیل کی خوشبو سے معطر ہیں فضائیں

آتی ہے شہنشاہِ شفاعت کی سواری
شاداں ہیں خطاکار تو نازاں ہیں خطائیں

ہم حلقہ بگوشانِ درِ مصطفیٰؐ ہیں
ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں

وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا
افسانۂ غم اور کسے جاکے سنائیں

بس خاکِ کفِ پائے محمدؐ کی طلب ہے
اقبالؔ کا مقصود دوائیں نہ دعائیں

آثر فاضلی

(کراچی)

گھر ہو مرا درِ شہِ بطحا کے سامنے
بیٹھا رہوں میں گنبدِ خضرا کے سامنے

شرمندہ ہو کے لوٹ گیا الٹے پاؤں شمس
شق ہوگیا قمر رخِ زیبا کے سامنے

سنبل کی کیا مجال کھڑی ہو جو رو برو
طوبیٰ نہ آسکے قدِ بالا کے سامنے

کیا کیجئے گا نامۂ اعمال دیکھ کر
رسوا نہ کیجیے مجھے دنیا کے سامنے

اتنے گناہ لے کے کہاں جاتے ہو آثر
کس منہ سے جارہے ہو تم آقا کے سامنے

اخترؔ لکھنوی

(کراچی)

سرکار کے کوچے میں مرا خاک پہ ہونا
ایسا ہی ہے، جیسے کہ ہو افلاک پہ ہونا

کیا شان کریمی ہے کہ انوار کی بارش
اور وہ بھی، ہم ایسے خس و خاشاک پہ ہونا

معراجِ غلامی ہے، وفاؤں کی سند ہے
آقا کی نظر دامنِ صد چاک پہ ہونا

کیا ہوگا اس اعزاز سے آگے کوئی اعزاز
خاکِ درِ سرکار کا پوشاک پہ ہونا

اے عمرِ رواں چلتے ہوئے آخری حد پر
جب ہونا، تو ذکرِ شہِ لولاک پہ ہونا

پروفیسر جعفر بلوچ

چمک اٹھا ہے شہر جاں کا طاق طاق دیکھنا
فروغِ عشقِ مصطفیٰؐ کا اشتقاق دیکھنا

میں حرفِ کم نما سہی بیاضِ شوق کا مگر
مرا سیاق دیکھنا، مرا سباق دیکھنا

یہ کس کی سمت پے بہ پے رواں دواں ہیں ساعتیں
یہ کس کے پائے بوس کا ہے اشتیاق دیکھنا

افق افق ہیں مطلعِ عرب کی ضو فشانیاں
ازل رباط دیکھنا، ابد رواق دیکھنا

جو اک جھلک سی دیکھنی ہو محفل رسولؐ کی
نجوم و ماہتاب کا کبھی وفاق دیکھنا

نبیؐ کی جلوہ گاہ کی لطافتیں ہیں دیدنی
اگر ہو (اور خدا کرے ہو) اتفاق دیکھنا

خدا ہی جانے کب تلک ہے میری سرنوشت میں
رہِ وصالِ ظلمت شبِ فراق دیکھنا

حفیظ میرٹھی

کہاں ملے گا زمانے کو اب قرار حضورؐ
ہوس کے ہاتھ میں آیا ہے اقتدار حضورؐ

اسی لئے تو میں روتا ہوں بار بار حضورؐ
نہیں ہے میرے گناہوں کا کچھ شمار حضورؐ

دیا ہے تحفہ یہ دنیا پرستوں نے ہم کو
ہوئی ہے ذِلّت و خواری گلے کا ہار حضورؐ

خدا کرے ہمیں توفیقِ اِتحاد ملے
ہمارا دشمن جاں ہے یہ انتشار حضورؐ

گرا کے آپ نے ہر اونچ نیچ کی دیوار
بلند کردیا انسان کا وقار حضورؐ

اس آسرے پہ کہ چشمِ کرم اٹھے اک بار
حفیظ میری زباں پر ہے بار بار حضورؐ

کامؔل قریشی

سرکارِ جہاں احمدؐ مختارِ دو عالم
اک آپ سے ہے گرمیِ بازارِ دو عالم

جس بندۂ مومن کے ہیں سرکارِ دو عالم
زنہار نہیں ہے وہ طلب گارِ دو عالم

سلطانِ جہاں، خیرِ امم، نورِ رسالت
صدر رشکِ قمر، مطلعِ انوارِ دو عالم

چمکا تھا عرب میں کبھی خورشیدِ نبوت
روشن ہیں ابھی تک درو دیوارِ دو عالم

ہر ایک نبیؑ رونقِ گلدستۂ حق ہے
سرکار ہیں لیکن گلِ گلزارِ دو عالم

حق نعتِ محمدؐ کا ادا ہو نہیں سکتا
کتنا ہی لکھیں شاعر و فنکارِ دو عالم

اک رہبرِ کامؔل کی طرف دیکھ رہے ہیں
بخشش کے لیے ہم سے گنہگارِ دو عالم

کیفؔ بھوپالی

یہ صبح بھی کیا صبح ہے یہ روز بھی کیا روز
روشن ہیں دماغوں میں چراغ نظر افروز

آیا تھا اسی روز اک انسانِ مجسّم
وہ سرورِ کونین وہ پیغمبرِ اعظمؐ

اللہ کا بیباک و الوالعزم سپاہی
اللہ کی دیتا تھا کھلے عام گواہی

انسان کو شائستہ و خوددار بنایا
مزدور کو سلطان کے پہلو میں بٹھایا

یہ روشنیِ علم و ہنر فیض ہے اس کا
یہ چاند یہ انساں کا سفر فیض ہے اس کا

ہر ذوق تن آسانی سے منہ موڑ کے گزرا
ٹھوکر سے بتِ جاہ وحشم توڑ کے گزرا

بے کرسی و طاؤس بلا کلغی و ریشم
وہ شاہِ معظم تھا بہر حال معظم

اے صلِ علیٰ، صلِ علیٰ، رحمتِ عالم

گوہر عثمانی

نار کو نور سرابوں کو سمندر دیدے
آپ جو مانگیں وہی خالقِ اکبر دیدے

شمر کو نارِ سقر، حُر کو فرازِ جنت
جس کو جو چاہے وہ سرمایہ پیمبرؐ دیدے

صرف اظہارِ طلب میں ہے سلیقہ درکار
ورنہ جو مانگو وہی ساقیِ کوثرؐ دیدے

جُز محمدؐ کے کوئی عرش سے تا فرش نہیں
سارے اعزاز جسے خالقِ برتر دیدے

سجدے اس کے ہیں نماز اس کی، عبادت اس کی
جس کو وہ مالکِ کل حبِّ پیمبرؐ دیدے

حق و باطل کا وہی معرکہ پھر ہے درپیش
پھر وہی عہدِ حسینؑ کے بہتر دیدے

مشیر جھنجھانوی

ازل سے ابتدا ہوتی ہے جس دلکش فسانے کی
حقیقت اس میں مضمر ہے ترے تشریف لانے کی

وہ کلیاں جن کو اذنِ یک تبسّم بھی نہ تھا حاصل
اجازت دی انہیں حضرت نے پیہم مسکرانے کی

نہیں محدود صحرائے عرب تک بارشِ رحمت
محمد مصطفیٰؐ نے آبیاری کی زمانے کی

یہ کہہ کہہ کر بہت سے منحرف ایمان لے آئے
کوئی حد بھی تو ہوتی ہے کسی کو آزمانے کی

وہ جب نکلا تو گھر سے پھول برساتا ہوا نکلا
ادائیں پتھروں نے سیکھ لیں دل کو لبھانے کی

مشیر اس خوابِ ہستی کو ذرا تم غور سے دیکھو
حقیقت سے حدیں ملتی ہیں دنیا کے فسانے کی

ڈاکٹر منشاالرحمٰن منشاؔ

اے کہ ترے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز
ہستیِ پاک سے تری کون و مکاں ہیں سرفراز

تیری ثنا و مدح کا ہوگا کبھی نہ حق ادا
دانش و فکرِ معتبر کتنی بھی ہو سخن طراز

تو وہ سراپا نور ہے، غیرتِ برقِ طور ہے
جس کے فروغِ حسن کا عکس ہے آئینہ گداز

کس میں ہے اتنا فاصلہ تیرے کرم گنا سکے
لطف و کرم کا سلسلہ آقا ہے اس قدر دراز

تیرا کمالِ آگہی اپنی جگہ ہے بے مثال
تیری اساسِ علم ہے لوح و قلم سے بے نیاز

تیرے ہر ایک قول میں پوشیدہ لاکھ حکمتیں
ترا ہر اک اشارہ ہے کار کشا و کار ساز

کیف و سرور کچھ عجب کرتا ہے جان کو عطا
نام ترا بہ ہر اذاں، ذکر ترا بہ ہر نماز

صلِّ علیٰ محمدؐ صلِّ علیٰ محمدؐ
سازِ نفس پہ بار بار منشاؔ ہے لحنِ دلنواز

عشرتؔ کرتپوری

اس بھیڑ میں جو آج نمایاں ہوں، بڑا ہوں
بات اتنی ہے میں سایۂ احمدؐ میں پلا ہوں

میں جب بھی اٹھا تیرے سہارے سے اٹھا ہوں
میں جب بھی گرا ہوں ترے قدموں پہ گرا ہوں

جب تجھ سے تعلق تھا تو آوازِ جہاں تھا
ٹوٹا ہے تعلق تو میں صحرا کی صدا ہوں

یہ تیری عنایت ہے توجہ ہے، کرم ہے
طوفان میں جو پاؤں جمائے میں کھڑا ہوں

ہوں ان سے شفاعت کا طلب گار میں عشرتؔ
میں جن کی بتائی ہوئی رہ چھوڑ چکا ہوں

فنا نظامی کانپوری

ہر ابتدا سے پہلے ہر اک انتہا کے بعد
اعلیٰ ہے سب سے ذاتِ محمدؐ خدا کے بعد

شاید اسی کا نام ہے توہینِ جستجو
منزل کی ہو تلاش ترے نقشِ پا کے بعد

دل مطمئن ہے یوں تری بزمِ پناہ سے
بیمار مسکراتا ہو جیسے شفا کے بعد

تشبیہ کے لئے ہیں یہ خورشید و ماہتاب
حاجت بھی ورنہ کیا تھی رخِ مصطفیؐ کے بعد

دنیا! تری بھی فکر سے غافل نہیں ہوں میں
لیکن خیالِ دینِ رسولِ خدا کے بعد

کہنا رسولؐ پاک سے طیبہ کے زائرو
میرا سلام اپنی ہر اک التجا کے بعد

مصرع یہ خوب حضرتِ جوہر کا ہے فنا
''اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد''

قمرالدین انجم

سینۂ ہستی روشن روشن کاہکشاں ہے جگمگ جگمگ
ماہِ مدینہ تیری ضیا سے سارا جہاں ہے جگمگ جگمگ

دل کا مدینہ رخشندہ ہے، کعبۂ جاں ہے جگمگ جگمگ
ہم نے اب یہ جان لیا ہے کون کہاں ہے جگمگ جگمگ

فرش کی ہر شے تجھ سے منوّر اور فلک ہے تجھ سے درخشاں
تو ہی یہاں ہے جگمگ جگمگ تو ہی وہاں ہے جگمگ جگمگ

تیرے فیضِ نعت سے آقا نور و ضیا ہے ہستیِ انجم
ذہن درخشاں، نطق منوّر اور بیاں ہے جگمگ جگمگ

شمس الرحمٰن فاروقی

خلد نشاں زیست اگر چاہیے
ذکرِ نبیؐ شام و سحر چاہیے
دست بہ دل، سجدے میں سر چاہیے

پہلے قلم کیجیے دل کا شجر
لائیے پھر سرخیِ خونِ جگر
وصفِ محمدؐ کو ہنر چاہیے

تخت ہے ان کا فلکِ ہفت میں
نور مگر جلوہ نما ہر کہیں
دیکھنے کو دیدۂ تر چاہیے

مال و زر و جاہ و حشم بے اثر
بہرِ نثار ان کے درِ پاک پر
جوئے رگِ جاں سے گہر چاہیے

مجھ کو ملے سبز نگاری کی شان
دل پہ بنے ان کے قدم کا نشان
لے لے جسے شمس و قمر چاہیے

افسرؔ امروہوی

شوق کی پہلی نشانی ہے مرے آقا کی ذات
لفظِ کن کی ترجمانی ہے مرے آقا کی ذات

ذاتِ رب العالمیں دریائے رحمت بالیقیں
اور دریا کی روانی ہے مرے آقاؐ کی ذات

بے حجابانہ ملا ہے قربتِ حق کا شرف
ہاں جوابِ لن ترانی ہے مرے آقاؐ کی ذات

ایک ہی پیکر میں سارا حسن ہے کونین کا
حیرتِ بہزادؔ و مانیؔ ہے مرے آقاؐ کی ذات

میری آنکھوں سے کوئی دیکھے مرے سرکارؐ کو
اعتبارِ زندگانی ہے مرے آقاؐ کی ذات

لوگ مجھ کو معتبر کہنے پہ یوں مجبور ہیں
معتبر ہے جانی مانی ہے مرے آقاؐ کی ذات

اظہر عنایتی

مشعلِ حرف ونوا ہے کہ ہے سیرت تیریؐ
حق بیانی کی ادا ہے کہ ہے سیرت تیریؐ

کس نے ماحول میں روشن کیا اللہ کا نام
یہ اذانوں کی ضیا ہے کہ ہے سیرت تیریؐ

ایک عالم ہے کہ سیراب ہوا جاتا ہے
کوئی ساون کی گھٹا ہے کہ ہے سیرت تیریؐ

کتنے معصوم ہیں محتاط روی کے انداز
ہجرتِ بادِ صبا ہے کہ ہے سیرت تیریؐ

بندگی کے ہمیں آداب سکھائے تو نے
طرزِ تسلیم و رضا ہے کہ ہے سیرت تیریؐ

ایک ہی رنگ ہے افکار سے کردار تلک
اب یہ قرآن کھلا ہے کہ ہے سیرت تیریؐ

وقار مانوی

سلطانِ رسالت کے در پر جو سوالی ہے
جنت کی سند اُس نے دنیا ہی میں پالی ہے

اللہ بھی خوش اس سے امت کو بھی ناز اس پر
محبوبِ خدا بھی ہے امت کا بھی والی ہے

کرتا ہوں دعا ہر دم احمدؐ کے وسیلے سے
مقصود کے پانے کی یہ راہ نکالی ہے

جامِ مئے کوثر کی جس دل میں تمنا ہو
اس کے لیے جامِ جم اک جام سفالی ہے

اللہ نے خود اس کو معراج میں بلوایا
یہ شانِ حبیبِ حق دنیا سے نرالی ہے

عکسِ شہِ والا کیا، سایہ بھی نہیں اترا
اس پر بھی تصور نے تصویر بنالی ہے

اے کاش یہ خواب اپنا تعبیر بنے اپنی
ہیں ہاتھ وقارؔ اپنے اور روضے کی جالی ہے

حنیف اخگر ملیح آبادی

مسند چرخ چہارم پہ عیسیٰ دیکھی
تیری توقیر سر عرش معلیٰ دیکھی

جھلملاتی مری پلکوں پہ ستاروں کی طرح
مضطرب اذن حضوری کی تمنا دیکھی

زہے خورشید رسالت تری کرنوں کا خیال
دل کے ہر ذرّے کی آغوش طلب وا دیکھی

دل میں ہے عشق محمد کا سمندر بے شک
قطرۂ اشک میں طغیانی دریا دیکھی

کی جو اس در کی گدائی کی تمنا اخگر
اپنے دامن میں ہر اک نعمتِ عظمیٰ دیکھی

حامدؔ امروہوی

گم رہی کا جہاں احساس ستاتا ہے مجھے
نقشِ پا ان کا وہیں راہ دکھاتا ہے مجھے

نام آقاؐ کا بھلا دیتا ہے ہر رنج و الم
چین کی نیند شب غم میں سلاتا ہے مجھے

آپ کی یاد کہ ہے وجہِ نشاطِ دل و جاں
آپؐ کا غم ہے کہ ہر غم سے بچاتا ہے مجھے

پا شکستہ تو ہوں لیکن یہ مرا جذبۂ دل
قافلے والوں سے آگے لیے جاتا ہے مجھے

ان کی صورت نظر آئے گی، اجالے ہوں گے
خوف کیوں ظلمتِ مرقد کا ستاتا ہے مجھے

زائرِ طیبہ کے چہرے سے نظر کیسے ہٹے
اس کی آنکھوں میں مدینہ نظر آتا ہے مجھے

قافلہ جاتا ہے جب سوئے حرم اے حامدؔ
میری محرومی وہی یاد دلاتا ہے مجھے

عقیلؔ نعمانی

نقش طیبہ کے جو آنکھوں میں ابھر جاتے ہیں
خو بخود گیسوئے حالات سنور جاتے ہیں

جن کے کردار و عمل میں نہ ہو خوشبو تیری
جسم کی موت سے پہلے ہی وہ مرجاتے ہیں

ذہن اور دل کا نگہباں ہے تصوّر ان کا
ہم ہر اک راہ سے بے خوف گزر جاتے ہیں

مجھ کو بھی روضۂ اقدس پہ بلالو ورنہ
سب کہیں گے کہ وہاں صاحبِ زر جاتے ہیں

جب بھی اس نام کی خوشبو سے لپٹتا ہوں عقیلؔ
رنج و غم سارے مرے جانے کدھر جاتے ہیں

صوفی صادقؔ دہلوی

ہے میری طرف اب نگاہِ محمدؐ
مرا دل ہے اب جلوہ گاہِ محمدؐ

حوادث کے طوفاں اگر ہیں تو کیا غم
مجھے مل گئی ہے پناہِ محمدؐ

دو عالم کے اسرار اس پر کھلے ہیں
پڑی جس کے دل پر نگاہِ محمدؐ

جسے آرزو ہو، جسے جستجو ہو
اسے مل ہی جاتی ہے راہِ محمدؐ

زمانے نے شاید یہ سمجھا نہیں ہے
پناہِ خدا ہے پناہِ محمدؐ

غم عشق اس طرح مجھ کو مٹادے
کہ بن جاؤں میں گردِ راہ محمدؐ

مجھے ناز ہے اپنی قسمت پہ صادقؔ
کہ ہوں بندۂ بارگاہِ محمدؐ

قمرسنبھلی

نظر ہٹتی نہ تھی، ہر آنکھ بام و در پہ رکھی تھی
عجب پاکیزگی طیبہ کے ہر منظر پہ رکھی تھی

بہت پیوند تھے لیکن کوئی دھبّہ نہ تھا جس پر
اساسِ زندگی اپنی اسی چادر پہ رکھی تھی

وہ عالم کی مسافت کرکے طے، سرکارؐ جب لوٹے
حرارت جسم کی ان کے یونہی بستر پہ رکھی تھی

سہارا مل گیا آقا کی رحمت کا ہمیں ورنہ
گناہوں سے بھری گٹھری ہمارے سر پہ رکھی تھی

بقیدِ ظرف اٹھا لائے گدایانِ تہی دامن
زمانے بھر کی ہر نعمت درِ اطہر پہ رکھی تھی

قمرؔ! آمد سے ان کی بام و در سب جگمگا اٹھے
یہاں ظلمت ہی ظلمت ورنہ ہر منظر پہ رکھی تھی

راہیؔ شہابی

کرم جو سیدِ خیر الانام ہو جائے
گدا کا شاہوں سے اونچا مقام ہو جائے

مرے فسانے کا عنوان آپ بن جائیں
اور اس کے بعد فسانہ تمام ہو جائے

ادھر دیارِ مدینہ میں حاضری ہو نصیب
ادھر حیات کا لبریز جام ہو جائے

نفس نفس جو کرم آپ کا نہ شامل ہو
تو ایک سانس بھی لینا حرام ہو جائے

تڑپ رہے ہیں جو فرقت نصیب ان کا بھی
قبول اے مرے آقا! سلام ہو جائے

چلو دیارِ مدینہ کی سمت اے راہیؔ
اور اس سے پہلے کہ ہستی کی شام ہو جائے

عامر عثمانیؒ

تمہاری نعت کے قربان جان و دل لیکن
تمہاری نعت کے قابل کہاں زبان و قلم
قلم کی نوک پہ الفاظ تو بہت ہیں مگر
ثبوتِ صدقِ معانی کریں کہاں سے بہم
چڑھی ہوئی ہیں زباں پر کثافتوں کی تہیں
پھر اس زبان سے کیسے تمہاری نعت کہیں

بس ایک رسم ہے جس کو نباہنے کے لیے
تکلفات سے بزمِ سخن سجائی ہے
ہمارا شعر کہاں، دولت خلوص کہاں
سخن فروش ہیں، دادِ ہنر کمائی ہے
نہ سوز و ساز ہے دل میں نہ آنکھ میں آنسو
کھلے ہوئے ہیں عقیدت کے پھول بے خوشبو

زباں پہ دعوئ مہر و وفا بہت کچھ ہے
سجی ہوئی ہے درود و سلام کی محفل
مگر دلوں میں غمِ آخرت کا نام نہیں
غمِ حیات کی چوکھٹ پہ سجدہ ریز ہیں دل
جمی ہوئی ہیں نگاہیں نشاطِ حاضر پر
نہ باز پرس کا خطرہ نہ احتساب کا ڈر

وہ تم کہ شکرِ سراپا ہو اپنے رب کے لیے
یہ ہم کہ شکر گزاری سے واسطہ ہی نہیں
وہ تم کہ حق کے لیے سر بکف تھے میداں میں
یہ ہم کہ زخم کے کھانے کا حوصلہ ہی نہیں
تمہیں عزیز تھی ہر شے سے عزتِ اسلام
ہمارے پاس فقط رہ گیا خدا کا نام

بتانِ قوم و وطن جن کو تم نے توڑا تھا
نئے سرے سے انہیں ہم نے پھر تراش لیا
کیا تھا تم نے اخوت کا جو محل تعمیر
اسے نفاق کی ضربت سے ہم نے توڑ دیا
ہماری ظلمتِ شب میں کہیں بھی نور نہیں
طلوعِ صبح کے آثار دور دور نہیں

ہمیں تمہاری غلامی پہ فخر ہے لیکن
بھلا دیا کہ غلامی کا مدّعا کیا ہے
وفا کو ایک تخیل بنا لیا ہم نے
ہمیں شعور نہیں مقصدِ وفا کیا ہے
طلب تصوّرِ منزل سے ہوچکی محروم
خود اپنی سمتِ سفر بھی ہمیں نہیں معلوم

حضورؐ! پھر بھی یہ اشعار پیش خدمت ہیں
اگرچہ ہدیۂ ناچیز کم عیار سہی
برائے نام سی نسبت تو تم سے باقی ہے
ہزار دامنِ ایمان تار تار سہی
تمہارا نام ہے تسکینِ روح و جاں اب بھی
تمہاری یاد سے ہوتا ہے دل جواں اب بھی

افضل کرتپوی

ہر اک سامان بخشش کا رضائے کبریا میں ہے
رضا کبریا لیکن رضائے مصطفیٰ میں

نہ پندو وعظ میں تنہا نہ زعمِ اتقا میں ہے
کلیدِ گنجِ رحمت دستِ محبوبِ خدا میں ہے

مکمل ضابطہ ہے زندگی کا دینِ احمدؐ میں
مکمل دینِ احمدؐ ہی حیاتِ مصطفیٰ میں ہے

برستی ہے وہاں رحمت جہاں ہو ذکرِ خیر ان کا
خدا شاہد وہ برکت مدحتِ خیر الوریٰ میں ہے

خدا نے گفتگو کا روبرو جس کو شرف بخشا
وہ رتبہ احمدؐ مختار کا سب انبیاء میں ہے

خوشا اس بندۂ ناچیز کو بھی ناز ہے خود پر
کہ افضل بھی غلامانِ حبیبِ کبریا میں ہے

عزیز الحق کوثر ندوی

مصطفیٰؐ نورِ ہدیٰ، نورِ خدا
رحمتِ عالم، حبیبِ کبریا

مصطفیٰؐ کی ذات روحِ کائنات
ہر ادا ہے حاملِ صد معجزات

ماورائے فہم ہے ذاتِ کریم
شکلِ انسانی میں قرآن حکیم

شرح قرآں، سیرتِ خیرالوریٰ
ہادیٔ اعظم محمد مصطفیٰؐ

نورِ حق، نورِ ہدیٰ، نورِ مبیں
سیدِ کونین ختم المرسلیں

ذات اقدس ہے سراپا معجزات
معجزہ سے قوم کے اندر ثبات

آپ نے اس قوم کی تشکیل کی
روح جس میں قوتِ جبریل کی

آپ کا پیغام ''اللہ الصمد''
روح اس کی ''قل ہو اللہ احد''

''لا اِلٰہ'' اس کا حرفِ ابتداء
اور ''اِلّا اللہ'' حرفِ انتہا

سیرتِ اقدس ہے آئین حیات
اس سے بنتے اور نکھرتے ہیں صفات

سیرتِ اقدس کا ہے جس پر اثر
وہ ہے یکتا اور معیاری بشر

بسملؔ سعیدی

غمِ عشقِ محمدؐ میں کوئی دیکھے فنا ہوکر
اجل ہنستی ہوئی آتی ہے پیغامِ بقا ہوکر

گرے ہیں جو غمِ اُمّت میں مژگانِ مطہر سے
وہ آنسو حشر میں برسیں گے رحمت کی گھٹا ہوکر

مدینے کی زمیں پر لذتِ سجدہ کوئی دیکھے
کہ فرض اِک سجدہ کردیتا ہے ہر سجدہ ادا ہوکر

ضرورت دیکھ کر یک سوئی کی ذہنِ مقدّس کو
اُتر آیا زمیں پر لامکاں غارِ حرا ہوکر

حصولِ تازگی کے واسطے ہر صبح اے بسملؔ
ہوائے خلد آتی ہے مدینے میں صبا ہوکر

مولانا محمد مصطفیٰ جوہر

ہر اک شے سے امکاں میں بالا محمدؐ
تبارک محمدؐ تعالیٰ محمدؐ

کیا جس نے کافور اندھیرا عدم کا
تیرے نور کا تھا اجالا محمدؐ

وہ رحمت کا دامن تھا رحمت کے حق میں
جس آغوش نے تجھ کو پالا محمدؐ

رہے دین تا حشر ہیئت پہ اپنی
اُسے ایسے سانچے میں ڈھالا محمدؐ

تری تیغِ توحید نے دم کے دم میں
رگِ کفر کو کاٹ ڈالا محمدؐ

تو محرم بنا خلوتِ کن کا تنہا
تری منزلت سب سے بالا محمدؐ

فرشتوں نے پوچھا تو جبریل بولے
گیا عرش پر عرش والا محمدؐ

ترے حق میں جبریلؑ کا پر بنا تھا
وہ کمزور مکڑی کا جالا محمدؐ

ید اللہ نے خیبر کی چولیں ہلا دیں
عجب ہاتھ تونے نکالا محمدؐ

تلاطم میں پڑ جاتا دیں کا سفینہ
بڑے لنگروں سے سنبھالا محمدؐ

جھکا دے جبیں جو تری خاکِ پا پر
وہ ہے بے شک اللہ والا محمدؐ

لگا دے ذرا آبِ رحمت کا چھینٹا
مٹا دے مرے دل کا چھالا محمدؐ

(۲)

خدا کی معرفت میں ہم اگر نفس آشنا ہوتے
سراپا درد ہوتے اور خود اس کی دوا ہوتے

نہ پا کر اس جہانِ رنگ بو میں درد کا درماں
طبیبِ نفس تک جاتے طلبگارِ شفا ہوتے

ضمیرِ حق طلب میں آج مضمر ہے جو بے چینی
ہم اطمینان سے اس کے معالج بے خطا ہوتے

دوا تفویض ہوتی صورتِ علم و عمل ہم کو
ملک کی بے مرض منزل سے بھی بڑھ کر رسا ہوتے

ہٹاتے مقصدِ تخلیق کے اسرار سے پردے
بقدرِ ظرف ربطِ جسم و جاں سے آشنا ہوتے

ارادہ کرتے پھر اس مادّیت سے نکلنے کا
مشیّت کی مدد سے پھر قرینِ اِرتقا ہوتے

مدد لیتے خدا کی مدحتِ مخلوقِ اوّل میں
مگر توفیق سے پہلے خود اپنا آسرا ہوتے

یہ ارشادِ نبیؐ مخلوقِ اوّل نور ہے میرا
اسے دُہراتے جاتے اور معنیٰ آشنا ہوتے

حدودِ عالمِ امکاں کے مبدأ تک پہنچ جاتے
مدیحِ ممکنِ اول میں پھر یوں لب کشا ہوتے

اگر ہوتے نہ احمدؐ رہنمائے عالمِ امکاں
نہ یہ شمس و قمر ہوتے نہ یہ ارض و سما ہوتے

نہ بنیادِ مکاں ہوتی نہ تحریکِ زماں ہوتی
نہ عقل و مادّہ کے یہ مناظر رونما ہوتے

محمدؐ نے درِ ایجاد کھولا فیضِ باری سے
عدم سے عرصۂ ہستی میں آئے حق نما ہوتے

محمدؐ نورِ اوّل، خلقِ اوّل، ممکنِ اوّل
مشیّت تھے، تو کیونکر اوّلیت سے جدا ہوتے

یہ ممکن ہیں صفات ان کے بقدرِ ظرف واجب ہیں
عدم پہلے محمدؐ سے نہ ہوتا تو خدا ہوتے

سید انصار حسین ساجد عابدی نوگانوی

خدا جب ہے مدحت سرائے محمدؐ
کریں کیوں نہ پھر ہم ثنائے محمدؐ

ہے بندوں پہ فضلِ خدائے محمدؐ
زہے بخت عالم میں آئے محمدؐ

زمیں آسماں، چاند، سورج، ستارے
ہوئے خلق ہیں سب برائے محمدؐ

سمجھتے ہیں سب کہکشاں جس کو ہمدم
وہ ہے نقشِ پر نور پائے محمدؐ

کھلے باغ فردوس میں پھول یکدم
جو معراج میں مسکرائے محمدؐ

نہیں مثل ان کا خدا جس طرح سے
ہے بے مثل نورِ ضیائے محمدؐ

وہ ہے خود احد ان کو احمدؐ بنایا
ہے یہ میم ممکن برائے محمدؐ

کہا ان کو مزمل و نور و طٰہٰ
تھی محبوب حق ہر ادائے محمدؐ

کیا خلق کب نور کو ان کے حق نے
یہ بس جانتا ہے خدائے محمدؐ

ہمیں جب نہ کچھ ابتدا کی خبر ہے
تو کیا جانیں ہم انتہائے محمدؐ

گئے چرخ چارم سے آگے نہ عیسیٰ
گئے تابہ قوسین پائے محمدؐ

اگر یہ ہیں خوش تو خدا بھی ہے راضی
رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ

وہ محبوبِ حق ہے وہ محبوب احمدؐ
جسے روزِ محشر بلائے محمدؐ

بلا شک جہنم ٹھکانہ ہے اس کا
جسے بزم سے خو اٹھائے محمدؐ

دُکھایا ہے جس نے دلِ فاطمہ کو
ہے بیزار اس سے خدائے محمدؐ

وہ مغضوبِ رب ہے وہ مردودِ جنت
جو بیٹھا بہ ناحق بجائے محمدؐ

شراب ولائے علی خم کے اندر
پئیں کیوں نہ جب خود پلائے محمدؐ

جوانانِ جنت کے سردار ہیں جو
وہی ہیں جگر گوشہ ہائے محمدؐ

درِ غیر پر وہ نہیں جاتا ہرگز
جو درویش بھی ہے گدائے محمدؐ

چلو پھر سے ساجدؔ مدینے کی جانب
طلب کر رہی ہے ولائے محمدؐ

عباس حیدر راقمؔ

دلکش فضا جو وادیِ ام القریٰ کی ہے
رونق یہ سب ولادتِ بدر الدجیٰ کی ہے

اس تک رسائی کب کسی ذہنِ رسا کی ہے
تخلیق جسکے صدقے میں کل انبیاء کی ہے

حامل صفات رب کی ہے تصویر مصطفیٰ
بھیجی ہے انتہا میں مگر ابتدا کی ہے

ذکر رسولؐ پاک ہے اور مجلسِ حسینؑ
اسلام تجھ کو یہ بھی عطا کربلا کی ہے

واجب ہے اس طرح سے اطاعت رسول کی
بندوں پہ جیسے فرض عبادت خدا کی ہے

آئے ہیں والہانہ ملک شوق دید میں
پھیلی ہوئی مہک جو گلِ آمنہ کی ہے

روشن ہے بزمِ کون و مکاں ان کے نور سے
دامانِ کہکشاں میں ضیاء مصطفیٰ کی ہے

اخترؔ نوگانوی

اب عمرِ رواں کی طغیانی ٹھہراؤ کی جانب آتی ہے
گنبد کے تلے تقدیر ہمیں کیا جانیے کب لے جاتی ہے

اس نورِ خدا کی انساں سے تعریف کہاں ہو سکتی ہے
جس نور کے آگے سورج کی تنویر بہت شرماتی ہے

اے درد کے مارے انسانوں چوکھٹ پہ نبیؐ کی سر رکھ دو
سب رنج و الم مٹ جاتے ہیں رحمت کی گھٹا جب چھاتی ہے

اے بادِ صبا پیغام مرا روضے پہ ادب سے پہنچانا
کہنا کہ غلاموں کو آقا فرقت یہ بہت تڑپاتی ہے

دنیا کی تمنا انساں کو اندوہ مصیبت دیتی ہے
آقا کی محبت ہر دل میں پیغامِ مسرت لاتی ہے

ہر وقت نگاہِ مضطر میں روضے کا مقدس منظر ہے
ہر لمحہ مرے دل کو اخترؔ بس یاد نبیؐ کی آتی ہے

ڈاکٹر تابش مہدی

پئے ذکر نبی میں لب جو کھولوں
زباں کو مُشک سے عنبر سے دھولوں

مدینے جب کسی کو جاتے دیکھا
یہ جی چاہا اُسی کے ساتھ ہولوں

دیارِ مصطفیٰ سے آنے والو!
تمنا ہے تمھیں پھولوں میں تولوں

ٹھہر جا اے غمِ دوراں ٹھہر جا!
غمِ سرکار میں کچھ دیر رولوں

نہ بڑھ جاؤں کہیں حدِّ ادب سے
تری سرکار میں میں کیسے بولوں

سناؤں نعت اہلِ بزم تم کو
تمہارے کان میں میں شہد گھولوں

سید جواد حسین شمیمؔ امروہوی

(۱)

خدا کے نور کا جلوہ کس آفتاب میں ہے
جلالِ مہرِ مبیں کس فلک جناب میں ہے
جمالِ دوست کس آئینۂ خوش آب میں ہے
خدا کے ہاتھ کی تحریر کس کتاب میں ہے
یہ حسن مصحفِ روئے نبیؐ نے پایا ہے
جبھی تو نور کا سورہ ثنا میں آیا ہے

نبیؐ کو عشقِ خدا نے یہ سر بلند کیا
کہ بے نیاز نے اپنا نیاز مند کیا
کمالِ حسن نے رخ چاند سے دوچند کیا
بس انتہا ہے کہ خالق نے خود پسند کیا
جہاں پناہ ہوئے آسماں وقار ہوئے
خدائی مل گئی محبوب کرد گار ہوئے

(۲)

جو عرش معلّے کا مکیں ہے وہ محمدؐ
یوسفؑ سے جو بڑھ کر نہ مکیں ہے وہ محمدؐ
جو منزلِ قرآنِ مبیں ہے وہ محمدؐ
جو خالقِ اکبر کا معیں ہے وہ محمدؐ
گر آپ نہ آتے تو بن آئی تھی بتوں کی
اللہ کے گھر میں بھی خدائی تھی بتوں کی

کعبہ کا یہ کلمہ تھا کہ اے قبلۂ دیں آؤ
قرآں کی صدائیں تھیں کہ یٰسیں کے مبیں آؤ
تکبیر کے نعرے تھے کہ اے عرش نشیں آؤ
طاعت کا وظیفہ تھا کہ اے رکنِ رکیں آؤ
فرقت سے کمر خم ہے یہ صورت ہے محمدؐ
کلمہ کو بھی تکلیفِ شہادت ہے محمدؐ

(۳)

محمود خدا ہے، تو محمدؐ مرے حضرت ‏ وہ وحدتِ مطلق تو یہ آئینۂ وحدت
وہ معنیٔ توحید، یہ توحید کی صورت ‏ وہ نور ہے یہ طور، وہ رحمٰن یہ رحمت
وہ قابلِ تسبیح تو دانہ ہیں محمدؐ
اللہ جو یکتا تو یگانہ ہیں محمدؐ

خالق کی جو قدرت وہ کرامات نبیؐ کی ‏ جو بات خدا کی ہے وہی بات نبیؐ کی
اثباتِ صفاتِ احدی، ذات نبیؐ کی ‏ حقا کہ صلاۃ اس کی ہے صلوٰۃ نبیؐ کی
اللہ کا جو کچھ ہے تمام ان کے لئے ہے
اس کی ہی نمازوں میں سلام ان کے لئے ہے

(۴)

وہی ہے حمد کے قابل ہے جس کا مثل محال ‏ وہ ذی کمال کہ جس کو عروج ہے نہ زوال
جو آج رنگ ہے ماضی میں بھی یہی تھا حال ‏ وہی ہے فاعلِ ماضی و حال و استقبال
ہر ایک حال میں وہ مصدرِ عجائب ہے
کہ حاضر و متکلم ہے پھر بھی غائب ہے

کوئی بھی اس کے سوا قابلِ سجود نہیں ‏ بغیر ذاتِ احد ایک کی نمود نہیں
یہ کون فرض کرے واجب الوجود نہیں ‏ بغیر آب حبابوں کی ہست و بود نہیں
ظہورِ بحرِ جہاں خود ظہور باری ہے
نمائشی فقط آنکھوں کی پردہ داری ہے

وہی مرید وہی پیر و مرشد و سرمد ‏ وہی فرید وہی فرد اور وہی مفرد
اسی کا نام ھو اللہ ذاتِ پاک احد ‏ وہی ہے حمد وہی لم یلد ولم یولد
وہی کریم وہی ذو الجلال جل اللہ
بغیر کفو ہے وہ لا اِلٰہ اللہ

سید آلِ محمد اقدسؔ امروہوی

ہر جا ہے آج رحمت غفار کا نزول
مسرور مومنین ہیں کفار ہیں ملول
ہوں گی دعائیں آج ہر اک شخص کی قبول
ہے آج روزِ عشرت و پیدائشِ رسولؐ
صف بستہ ہیں ملائکہ تعظیم کے لئے
ہر نخل ہے جھکا ہوا تسلیم کے لئے

تھرائے بام اور لرزتے تھے کوہسار
آتش کدہ عجم کا ہوا سرد ایک بار
چہرے سے بت پرستوں کے ذلت تھی آشکار
روشن تھا دینِ حق ہوئے کافر ذلیل و خوار
غیرت سے وہ جناں چمنِ روزگار تھا
چہرے سے ان کے نور خدا آشکار تھا

سید اسد اللہ اسد امروہوی

عالم میں اب درودِ رسولؐ جمیل ہے　　آتا ہے وہ جو وارثِ ارثِ خلیلؑ ہے
بے مثل و بے نظیر ہے اور بے عدیل ہے　　خلاقِ کائنات کے گھر کا وکیل ہے
تخلیق شش جہت کا سبب اس کی ذات ہے
روشن اسی کے نور سے کل کائنات ہے

میلادِ افتخارِ سلیماں کی ہے جو دھوم　　جن و ملک ہیں شائقِ دیدارِ بالعموم
گرد جنابِ آمنہ حوروں کا ہے ہجوم　　واحق نے کردئے ہیں درِ مخزنِ علوم
موجود انبیا ہیں زیارت کے واسطے
حاضر ملک ہیں آپ کی خدمت کے واسطے

خلاقِ شش جہت کے پیمبرؐ ہیں مصطفیٰؐ　　اور راہِ مستقیم کے رہبر ہیں مصطفیٰؐ
مختارِ کارِ عرصۂ محشر ہیں مصطفیٰؐ　　دریائے معرفت کے شناور ہیں مصطفیٰؐ
وصف ان کے ان کی آلِ مطہر سے پوچھئے
اور اس کے بعد خالقِ اکبر سے پوچھئے

مولانا سید قائم رضا نسیم امروہوی

صبحِ ازل ہے خطِ گریبانِ مصطفیٰؐ　　شامِ الست، گوشۂ دامانِ مصطفیٰؐ
عرشِ علا، منارۂ ایوانِ مصطفیٰؐ　　علمِ خدا، چراغِ شبستانِ مصطفیٰؐ
قوسین تو حضور کا ادنیٰ مقام ہے
معراج، منزلت کی حدِ ناتمام ہے

کاف اور نون مطلعِ تابانِ منقبت　　لولاک حسنِ مطلعِ دیوانِ منقبت
قالوا بلیٰ، قصیدۂ ذیشانِ منقبت　　قرآں زبانِ حق سے غزل خوانِ منقبت
حیراں جو سن کے سورۂ کوثر عقول ہیں
تین آیتیں مثلث نعتِ رسولؐ ہیں

اوّل تو جسم کا نہیں سایہ یہ معجزہ　　پھر بے پڑھے جہاں کو پڑھایا یہ معجزہ
پھر ایک شہرِ علم بسایا یہ معجزہ　　حیدر سا در پھر اس میں بنایا یہ معجزہ
قرآں ملا تو معجزہ لب کھولنے لگا
محبوب کے نعت میں خدا بولنے لگا

قرآنِ پاک ان کی فصاحت کا معجزہ　　خندق کی فتح، فکر و فراست کا معجزہ
زورِ علیؑ انہیں کی شجاعت کا معجزہ　　بیٹی بتول سی یہ رسالتؐ کا معجزہ
دختر کے دلبروں سے جو نسلِ نبی چلی
دختر کشی کی رسمِ نجس پر چھری چلی

غل تھا کہ انہ قمرٌ فی کمالہٖ　　الشمس بھی تو اقتبست عن جمالہٖ
دنیا مہک رہی تھی بطیبِ خصالہٖ　　آئے رسولؐ صلِّ علیہ و آلہٖ
پتھر جہاں تھے اب وہیں وحدت کے پھول ہیں
یہ انقلاب کیوں نہ ہو آخر رسولؐ ہیں

راقم الدولہ سید ظہیرالدین حسین ظہیرؔ دہلوی

سلام علیک اے شفیع الامم ‏ ‏ و صلو علیک اے جمیل الشیم
سلام علیک اے نبی کریم ‏ ‏ و صلو علیک اے شفیع عمیم
سلامٌ علیک اے ملاذ الفقیر ‏ ‏ و صلو علیک اے بشیر النذیر
سلام علیک اے انیس النفوس ‏ ‏ و صلو علیک اے فروغ الشموس
سلام علیک اے عدیم المثال ‏ ‏ و صلو علیک اے جمیل الجمال
سلامٌ علیک اے حبیبِ خدا ‏ ‏ و صلو علیک اے شفیع الورا
سلام علیک اے معین الضعیف ‏ ‏ و صلو علیک اے انیس النحیف
سلامٌ علیک اے سحابِ کرم ‏ ‏ و صلٰو علیک اے کفیلِ عدم
سلامٌ علیک اے حبیب القلوب ‏ ‏ و صلٰو علیک اے طبیب القلوب
سلامٌ علیک اے ولی حرم ‏ ‏ و صلٰو علیک اے دلیلِ امم
سلامٌ علی بابِ بیت الحرام ‏ ‏ و صلو علی الرکن باب السلام
سلامٌ علیک اے درِ تاجِ عرش ‏ ‏ زمیں بوس پائے تو تو معراجِ عرش
سلام علی دین و ایمانِ من ‏ ‏ فدائے تو بادا دل و جانِ من
صلوۃ علی المصطفیٰ والسلام ‏ ‏ و صلِّ علیٰ آلِ خیر الانام
سلامٌ علیک اے مغیث الانام ‏ ‏ و صلو علیک اے نبی والسلام
درودِ ظہیرؔ حقیر و نزار ‏ ‏ بسلطانِ کونین و آلِ کبار

قیس زنگی پوری

بشر کیا کرے گا ثنائے محمدؐ   خدا جب ہو مدحت سرائے محمدؐ
بنے عرش و کرسی برائے محمدؐ   مہ و مہر ہیں نقشِ پائے محمدؐ
دو عالم میں پھیلی ضیائے محمدؐ

شرف جو ہمارے نبی کو ملا ہے   خدا کے سوا کوئی کیا جانتا ہے
اس اعزاز کی بھی کوئی انتہا ہے   زبانِ محمدؐ پہ حمد خدا ہے
زبانِ خدا پر ثنائے محمدؐ

پیمبر سبھی تھے معظم مکرم   فضیلت میں کوئی زیادہ کوئی کم
چلو کہہ دیں اللہ کے رو برو ہم   رسولوں کا سرتاج ماہِ دو عالم
ہوا اور نہ ہوگا سوائے محمدؐ

چلا عرش پر جب سوارِ مدینہ   براق فلک سیر تانے تھا سینہ
لٹاتا تھا موتی ٹپکتا پسینہ   ہوا غل فرشتوں میں زینہ بہ زینہ
وہ آئے محمدؐ وہ آئے محمدؐ

ہوا چرخ پر ماہِ کامل دوپارہ   پھرا مہر مغرب سے پاکر اشارہ
اُتر آئے ڈیوڑھی پہ زہرا ستارا   بنے لختِ دل عرش کا گوشوارہ
یہ کس کا شرف ہے سوائے محمدؐ

جدا ہو کے حوا سے گریاں تھے آدم   دیا واسطہ ان کا خالق کو جس دم
ملیں آ کے حوا ہوئے شاد و خرم   سمجھ میں نہیں آتا اب کیا کہیں ہم
رلائے خدا اور ہنسائے محمدؐ

عجب حیرت افزا ہے فطرس کا قصہ   عتابِ خدا سے زمیں پر پڑا تھا
مقدر سے حضرت کی ڈیوڑھی پہ آیا   ملے بال و پر جب تو حیرت سے بولا
لگائے خدا اور بجھائے محمدؐ

کیا کس نے آدم کو جنت سے باہر ٭   وسیلہ سے کس کے گئے پھر مکرر
یہ سب عشق کے کھیل ہیں بندہ پرور   وگرنہ نہ کرتی کبھی عقل باور
اجاڑے خدا اور بسائے محمدؐ

علامہ سید ذیشان حیدر جوادی کلیم

کتنی اونچی تری تقدیر ہے ماہ رجبی
تیرے حصہ میں ہے معراجِ رسولؐ عربی

وہ پیمبرؐ جو ہے کردار بشر کی معراج
پیارے جس سے خدا کہتا ہے اے میرے نبی

عرش کو چھوڑ دیا اس نے ہدایت کے لئے
اس کے اس رحم کے قربان ہا مّی و ابی

اس کا جلوہ ہے سدا قلبِ بشر میں موجود
بند ہو آنکھ تو سمجھو کہ ہوئی ہے طلبی

دل میں سرکار کا مسکن ہے نظر میں جلوہ
کتنا آسان ہے دیدار رسولؐ عربی

اہلِ خانہ میں ہے سلمانؓ موذن ہے بلالؓ
اس نے یوں توڑا ہے دنیا کا غرورِ نسبی

اس نے جب کردئے بیکار نسب کے رشتے
کام اب آئیں گے کیا خاک یہ رشتے سببی

اک ذرا شربتِ دیدار پلادے ساقی
آتشِ غم نے بڑھادی ہے میری تشنہ لبی

ایسا لگتا ہے مدینہ ہی چلا آیا ہے
جاگزیں جب سے ہوا دل میں مرے عشق نبیؐ

فرش سے عرش تلک نور کا اک عالم ہے
اب تو سُرمہ کو بھی مل سکتی نہیں تیرہ شبی

اس کے اخلاق کے چھینٹوں نے بجھا ڈالا ہے
جب بھی بھڑکانے لگا آگ کوئی بُولہبی

فیض یہ اس کا زمانے میں ہے اب تک جاری
اس پہ قرباں ہے عجم سارا، وہ خود ہے عَرَبی

کتنے ہی نقش امامت کے اُبھر آئے تھے
پائے حیدرؓ سے تری مُہر نبوت جو دبی

دیکھ کر مُہرِ نبوت بھی نہ سمجھی منزل
ہائے یہ امت مرحومہ ہے کس درجہ غبی

سید منتصر حسین زید پوری

کیا سبب اب نہیں پاتا ہوں وہ الفت کی نظر
کبھی اے دوست! جو تھی مجھ پہ عنایت کی نظر

یاد وہ آتی ہیں پر کیف سہانی راتیں
چاند بھی ڈالتا تھا مجھ پہ رقابت کی نظر

شام سے تا بسحر اور سحر سے تا شام
رہتی تھی لطف فزا شاہد فطرت کی نظر

فکر فردا سے غمِ دوش سے بیگانہ تھا
دل نشیں رہتی تھی یوں تیری محبت کی نظر

لاکھ دوشیزۂ دنیا نے بجائے گھنگھرو
نہ پڑی پھر بھی ترے عاشق سیرت کی نظر

مولوی سید محمد آثم محمد آبادی

زبان خامہ و نوک زباں پر حمد ہے اس کی
کہ در وصفش بود یک مصرعے تنزیلِ رحمانی

سرِ پرنور پر تاجِ نبوت تب مزین تھا
لباسِ خلقِ آدم بود در صندوقِ کتمانی

مقرب کبریا کے تھے بہت لیکن سوا تیرے
میسر شُد کرا در بارگاہِ قدس مہمانی

فلک خادم ترے گھر کے، فلک تابع ترے در کے
پرستارانِ تو حور و غلامت جمعِ غلمانی

قیامت راج ہے تیرا، شفاعت تاج ہے تیرا
شہنشاہِ رسولانی، رسولِ ظل سبحانی

تمہارے ہاتھ میں تسبیح سُن کر سنگریزوں کی
بروں رفت از سر داؤد دعوائے خوش الحانی

نہیں ممکن کہ تیرا مثل ہو پھر دہر میں پیدا
اگر صد بار بندد نقشِ نو ایں دارِ امکانی

اظہر حسین میکشؔ غازی پوری

اللہ اللہ آمنہ کے گود کی پاکیزگی
یہ ازل سے نورِ خالق کی امانت دار ہے

دیکھتے ہیں ہو کے خوش بیٹے کو عبدالمطلب
گود میں وہ پھول ہے جو حاصلِ گلزار ہے

ہم ابوطالبؑ کی ان میٹھی نگاہوں کے نثار
جن میں بیٹے سے زیادہ مصطفیؐ کا پیار ہے

آؤ سر کے بل چلیں میکشؔ سلامی کے لئے
جو شفیعِ روزِ محشر ہے، یہی سرکار ہے

حسن عسکری کاظمی

کیسے بیاں زباں سے ہو اب شانِ مصطفیٰؐ
جب خالقِ جہاں ہے ثناخوانِ مصطفیٰؐ

دنیا میں اِک وہی ہے نگہبانِ مصطفیٰؐ
ہر دم جسے عزیز رہی جانِ مصطفیٰؐ

فکرِ رَسا کو مل گئے مضموں نئے نئے
اوجِ فلک پہ نصب ہے میزانِ مصطفیٰؐ

گل ہائے رنگ رنگ کھلے ہیں یہاں وہاں
آباد کس قدر ہے گلستانِ مصطفیٰؐ

سچّا وہی ہے جو سرِ تسلیم خم کرے
پیشِ نگاہ جس کے ہے فرمانِ مصطفیٰؐ

داخل نہ ہوسکا کوئی در پر جھکے بغیر
اِک شہرِ علم ہے کہ دبستانِ مصطفیٰؐ

آب و ہوائے شہرِ نبوت میں زندگی!
جنت نشاں ہے سایۂ دامانِ مصطفیٰؐ

بیٹھا ہوا ہے گنبدِ خضرا کی چھاؤں میں
کس درجہ خوش نصیب ہے مہمانِ مصطفیٰؐ

فرماں روائے عالم امکاں وہی تو ہے
یوذر صفت ہیں جو بھی غلامانِ مصطفیٰؐ

عبدالہادی خاں کاوشؔ

نسلِ آدم کے افتخار سلام
اے مدینہ کے تاجدار سلام

نازشِ حسن کرد گار سلام
اے حسینوں کے شہریار سلام

باعثِ زینتِ بہار سلام
اے گل اندام و گل عُذار سلام

دی غلامی سے تو نے سب کو نجات
حریت کے پیام دار سلام

اے یتیموں کی بے کسوں کی حیات
اے غریبوں کے غم گسار سلام

وجہ ارشاد عالی لولاک
فخر تخلیق کردگار سلام

سارے عالم سے بہتر آپ کا خلق
آپ یکتائے روزگار سلام

آپ دنیا کے ہر حسیں سے حسیں
آپ قدرت کا شاہ کار سلام

اے میرے مرکزِ امیدِ نجات
میرے آقائے نامدار سلام

آپ کی ذات پر ہزار درود
آپ کی ذات پر ہزار سلام

کاش کاوشؔ بھی پڑھ سکے کسی روز
خود پہنچ کر سرِ مزار سلام

محسن رضا جونپوری

ہادیِ دوراں رحمت عالم　　فخرِ رسولاں نازشِ آدم
نورِ سراپا نورِ مجسم　　کون محمدؐ مصلحِ اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

ناطقِ قرآں حق نے بنایا　　رحمتِ کل کا تاج پہنایا
کون و مکاں کا جلوہ دکھایا　　ہاتھوں کو بخشا نور کا پرچم
صلی اللہ علیہ وسلم

انت حبیبی حق کا ترانہ　　ناز پہ پیہم ناز اُٹھانا
عرش کی زینت اُن کو بنانا　　راز کی باتیں راز میں باہم
صلی اللہ علیہ وسلم

عرش سے لے تا پستیِ ماہی　　آپ کا چرچا آپ کی شاہی
شمس و قمر نے دی یہ گواہی　　حکم جہاں پہ آپ کا محکم
صلی اللہ علیہ وسلم

ظرف بھی نوری نور کا ہالا　　نور مجسم، نور کا پالا
قلب کی ٹھنڈک دل کا اُجالا　　نور کو زیبا نور کا پرچم
صلی اللہ علیہ وسلم

آئے جہاں میں ساقیِ کوثر　　سایہ فگن جبریل کا شہپر
لات گرا بل کھا کے نگوں سر　　دید کے قابل کفر کا ماتم

صلی اللہ علیہ وسلم

ساحل و طوفاں، شہر نہ بستی — کوہ و خیاباں، اوج نہ پستی
آ کے جو چھیڑا نغمۂ ہستی — جاگ اُٹھا ہر ذرّۂ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

مظہرِ عرفاں، گنجِ معانی — وجہہ کشودِ سرِّ نہانی
کوئی نہ ہمتا، کوئی نہ ثانی — محرم رازِ صانعِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

حور و ملک ہوں جن و بشر ہوں — باغِ جہاں کے برگ و شجر ہوں
چاند ستارے شمس و قمر ہوں — سب کی زباں پر مژدۂ مقدم
صلی اللہ علیہ وسلم

قوم کا دل میں درد دبائے — بارِ شفاعت آئے اُٹھائے
کیوں نہ خدا مختار بنائے — آپ مؤخر آپ مقدّم
صلی اللہ علیہ وسلم

خوابِ پریشاں اصل و حقیقت — سوئی ہوئی ہر چشم بصیرت
کون ہوا خورشیدِ رسالت — عقد کشائے سرِّ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

چرخ پہ روشن چاند ستارے — شاہدِ گیتی مانگ سنوارے
ہوتے میسّر کب یہ نظارے — فیض ترا سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم

چار سو پھیلیں مست ہوائیں — نغمہ سرا مخمور فضائیں
تیری ضیا سے فیض اٹھائیں — عرش پہ موتی فرش پہ شبنم
صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ سید عقیل الغروی

اے نور کہ انسان لقب ہے تیرا
اک سلسلۂ نور نسب ہے تیرا
پیشانیِ آدم میں چمک تجھ سے ہے
سجدے کے جوشایاں ہے وہ رب ہے تیرا

❀❀❀

محدود بہت ہے کام عقل و حس کا
پا جائے سراغ اُن کا یہ رتبہ کس کا
حکمت میں ہے انقلابِ ذاتی ممنوع
''قوسین'' کا فصل ہے استعارہ اس کا

❀❀❀

کیا ربِ صمد ہے کوئی محتاجِ سجود
وابستۂ رحمت رہو یہ ہے مقصود
ہاں سرِّ نماز اس کے علاوہ کیا ہے
سرکارِ نبوت میں سلام اور درود

❀❀❀

یہ اس کے ہیں مشتاق ان کا عاشق ہے وہ
یہ عینِ رضا، عطا میں فائق ہے وہ
''قوسین'' ہے بس حفظ مراتب کا نشاں
یعنی کہ یہ مخلوق ہیں خالق ہے وہ

❀❀❀

سیرت ہے نبی کی عینِ دین و آئیں
آیاتِ جلی انہیں کی نعتیں لائیں
وہ خالقِ کل ہے تو یہ کامل مخلوق
ساری صفتیں حق کی انہیں نے پائیں

❀❀❀

دولت ہے یہ عرفان و خود آگاہی کی
معراج ہے جبریلؑ کی ہمراہی کی
ڈیوڑھی پہ محمدؐ کے بسیرا کرلو
یہ آخری منزل ہے خدا خواہی کی

❀❀❀

تسلیم کی خو جوہرِ عرفاں میں ہے
عرفانِ نبی جوہرِ امکاں میں ہے
کس دستِ رواں بخش پہ کھولیں گے زباں
پہچان یہ ہر ذرۂ بے جاں میں ہے

محمد افتخار الحق دلیرؔ عثمانی

عروسِ فکر میں وصفِ پیمبرؐ دیکھنے والے
ہیں اپنی اپنی قسمت کو سکندر دیکھنے والے

رخِ روشن پہ وہ زلفِ معنبر دیکھنے والے
نہیں حسنِ دو عالم کو بھی پھر کر دیکھنے والے

سنانا وہ شبِ معراج کی باتیں صحابہ کو
جنہیں سن کر بنے صدیق اکبر دیکھنے والے

مکمل حُسن جس دم عشقِ کامل کے قریب آیا
وہاں اے کاش ہم ہوتے وہ منظر دیکھنے والے

سرِ میدانِ محشر یہ کہے گی رحمت باری
ادھر آئیں جو ہیں سوئے پیمبرؐ دیکھنے والے

ترا وہ فیض ہے خالی نہ لوٹا کوئی سائل بھی
ذرا دیکھیں تو در پر تیرے آکر دیکھنے والے

کرم کر جلوہ آرا ہو کہ جانِ ناتواں نکلی
بڑی مدت سے بیٹھے ہیں ترا در دیکھنے والے

قیامت سے بھلا کیا کم ہے پردہ تیرے چہرہ کا
اٹھا بھی دے ذرا اے قلبِ مضطر دیکھنے والے

تری قسمت وہ قسمت ہے ہر اک کو رشک ہے جس پر
رسولؐ اللہ کے روضے کا منظر دیکھنے والے

زمانے نے دکھائی یہ ہمیں نیرنگیٔ عالم
مسلماں ہیں فقط محراب و منبر دیکھنے والے

دلیرؔ اب کیوں نہ سجدے میں گریں بے ہوش ہو ہو کر
ظہورِ مصطفیٰؐ فرش زمیں پر دیکھنے والے

حکیم محمد کاظم بنارسی

کیا خوب بشر نظامِ قدرت سمجھا
خورشید کو آئینۂ حیرت سمجھا
یہ سچ ہے کہ باوجود کوشش کے بھی
سمجھا تو مجاز کو حقیقت سمجھا

❁❁❁

یہ آرزو ہے کہ رحمت کے باب تک پہنچے
مرا سلام رسالتمآب تک پہنچے
خدا کرے کہ وہ منزل بھی جلد آجائے
یہی سلام سوال و جواب تک پہنچے

❁❁❁

عرفانِ رسولؐ عربی

جس کو حاصل ہوا عرفانِ رسولؐ عربی
اس کو ہونا پڑا قربانِ رسولؐ عربی
کھینچ کر جلوہ گہِ ناز کے آئینے تک
لے گئی قوتِ ایمان رسولؐ عربی
بڑھ کے رحمت کی گھٹا اس پہ برس جاتی ہے
جس پہ ہے سایۂ دامانِ رسولؐ عربی
وقت کے ساتھ بدلتا رہا قانون مگر
اپنی منزل پہ ہے فرمانِ رسولؐ عربی
آجتک کر نہ سکا کلکِ فصاحت ترمیم
معجزہ ہے کہ ہے قرآنِ رسولؐ عربی
اپنی تقدیر پہ کھا کھا کے سلیماں کی قسم
فخر کرتے ہیں غلامانِ رسولؐ عربی
اوڑھ کرتا ہے سحر امن و سکوں کی چادر
دیکھ سوتا ہے نگہبانِ رسولؐ عربی
لختِ زہراؓ ہے نئی شان سے کاندھے پہ سوار
ہاتھ میں گیسوئے پیچانِ رسولؐ عربی
دل میں اٹھتی ہے جو جنت کی تمنا کاظم
کیا کہوں یہ بھی ہے احسانِ رسولؐ عربی

سید الفت حسین باقری الفت بنارسی

تمنا ہے لکھے الفت ثنا محبوبِ داور کی
میرے مالک ضرورت ہے اسے جبریل کے پر کی

کہانی لکھنے بیٹھے جب وہ معراجِ پیمبرؐ کی
تو نکلے ہر بنِ مو سے صدا اللہ اکبر کی

تعالیٰ اللہ کیا صنعت گری ہے کلکِ داور کی
کہ جس کی پہلی گردش سے کھنچی صورت پیمبرؐ کی

مبارک مومنوں تم کو غلامی خاص اس در کی
جبینیں خم ہیں جس کے سامنے کسریٰ و قیصر کی

جہاں پہنچا قدم ان کا وہاں سے ظلمتیں سرکیں
طلوعِ صبحِ صادق ہے ضیا روئے پیمبرؐ کی

کشش ایماں کی بڑھ جائے تو جلوہ کھنچ کے آجائے
زیارت عالمِ رویا میں ہو جائے پیمبرؐ کی

زبانِ حضرتِ موسیٰ کی لکنت دور ہو جاتی
جو ہوتی آرزو ان کو کبھی مدحِ پیمبرؐ کی

فصاحت اور بلاغت میں کوئی ہمسر نہیں ان کا
زباں تھی ان کے آگے گم عرب کے ہر سخنور کی

گلے ملتے ہیں آپس میں ملک انسان کیا کہنا
خوشا قسمت کہ آئی عیدِ میلادِ پیمبرؐ کی

شبِ معراج اعجازِ رسولؐ اللہ تو دیکھو
گئے آئے مگر ہلتی رہی زنجیر تک در کی

زلیخا حسنِ یوسفؑ بھول کر قدموں سے جا لگتی
اگر صورت نظر آتی اسے محبوبِ داور کی

خدا شاہد دو عالم کی بقا ہے منحصر اس پر
ازل سے رہنما ہے صورت و سیرت پیمبرؐ کی

اگر والشمس سا رخ ہے تو ہیں واللیل سے کاکل
اشارہ ہے کہ بس دیکھا کرو صورت پیمبرؐ کی

بتاؤں اس زمانے میں عرب کیفیت کیا تھی
جہالت کا اندھیرا تھا حکومت فتنہ و شر کی

کوئی سورج کا بندہ تھا کوئی تھا چاند کا بندہ
پرستش ہو رہی تھی ہر طرف پتھر ہی پتھر کی

بفیضِ مصطفیٰؐ انساں نے پایا راستہ حق کا
انہیں کے نور سے زائل ہوئیں تاریکیاں شر کی

طفیلِ مدحتِ محبوبِ داور مل گیا منبر
وگرنہ اوج کے قابل نہ تھی تقدیر احقر کی

رسولؐ پاک کے پائے مبارک کا پسینہ بھی
اگر مل جائے تو حاجت نہیں پھر مشک و عنبر کی

محمدؐ مصطفیٰ قرآں علیؑ و فاطمہؑ معنی
ملی تفسیر الفت شکل میں شبیر و شبر کی

حسنؔ رضا خان بریلوی

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنّت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قرب مسیحا چھوڑ کر!

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

ایسے جلوؤں پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

ڈاکٹر ناظم جعفری

آلام و مصائب میں شناسا نہیں ملتا
آئینہ اٹھاتے ہیں تو چہرہ نہیں ملتا

اظہارِ تعلق پہ زباں بند ہوئی ہے
دیرینہ روایات سے رشتہ نہیں ملتا

جذبات کی اب قدر نہ اخلاق کی قیمت
یہ ایسے خزانے ہیں کہ نقشہ نہیں ملتا

حالات بدل دیتے ہیں جملوں کے معانی
الفاظ کو جذبات کا لہجہ نہیں ملتا

اب پرششِ احوال کو آتا نہیں کوئی
ہے سامنا غیروں سے تو اپنا نہیں ملتا

چلتا نہیں دوگام کوئی ساتھ ہمارے
کچھ ایسا اندھیرا ہے کہ رستا نہیں ملتا

بستی کے مکینوں سے ہے منہ اپنا چھپائے
سیلاب میں ڈوبا ہوا دریا نہیں ملتا

فرصت کبھی جذبات سے ملتی نہیں دل کو
خلوت میں بھی ہوتا ہے تو تنہا نہیں ملتا

ہر فرد زمانے میں سکوں ڈھونڈھ رہا ہے
اب کوئی بھی محروم تمنا نہیں ملتا

بے سعی عمل تشنہ لبی دور نہ ہوگی
بے مانگے سمندر سے بھی قطرہ نہیں ملتا

تکلیف میں آرام کا پہلو ہے نمایاں
بیمار نہ پڑیے تو مسیحا نہیں ملتا

مل جاتی ہے اک عمر ہر اک فرد کو لیکن
ہر شخص کو جینے کا سلیقہ نہیں ملتا

بے نام گذر جاتیں زمانے کی بہاریں
خوشبو سے اگر پھولوں کا شجرہ نہیں ملتا

گذرا ہے کوئی صحنِ گلستاں سے یقیناً
بے وجہ کوئی نقشِ کفِ پا نہیں ملتا

ہر روز طلبگار ہے مل جائے کہیں سے
ایسا کہ جسے کہیئے کہ ایسا نہیں ملتا

کس طرح اتارے کوئی تصویر مجسم
سائے کی طرح اس کا سراپا نہیں ملتا

رکھا ہے قدم اپنا محمدؐ نے جہاں بھی
آتش کدۂ دہر میں شعلہ نہیں ملتا

ٹکڑے تو کیے چاند کے لیکن کوئی دیکھے
اس طرح سے جوڑا ہے کہ ٹکڑا نہیں ملتا

پیغمبرِ اسلام کی ہر بات ہے صادق
دنیا میں امیں اور کوئی ایسا نہیں ملتا

جو رہبرِ اسلام نے دکھلائی ہے سب کو
ان راہوں سے گذرو تو اندھیرا نہیں ملتا

آئینۂ فطرت ہے نگہبانِ شریعت
ہوتے نہ محمدؐ تو یہ کعبہ نہیں ملتا

پیغمبرِ اسلام کے اوصاف نہ پوچھو
اس در پہ چلے آؤ یہاں کیا نہیں ملتا؟

ہم بارہ اماموں کے طرفدار ہیں کاظم
انعام یہ حق کا ہے دوبارہ نہیں ملتا

سہیل فاروقی

(۱)

عجب کرن ہے کہ سورج بھی آنکھ ملنے لگے
کسی کا نام لیا اور چراغ جلنے لگے

گرے نہ بوند بھی اور نہر نہر کوثر ہو
کھلے نہ ذرّہ بھی اور شاخ شاخ پھلنے لگے

وہ جس کو بھول کے ادراک کچھ نہ کام آیا
اُسے پکارا تو اسباب پھر بدلنے لگے

وہ نا سپاسِ حرم کتنا معتبر ٹھہرا
کہ جس کے دل میں تیری آرزو مچلنے لگے

لگائی جب سے مدینے کی خاک آنکھوں میں
ستارے جیسے مرے ساتھ ساتھ چلنے لگے

سہیلؔ دیکھ لو تم بھی بہ فیض نامِ نبیؐ
ہوا کی زد پہ بھی رہ کر چراغ جلنے لگے

(۲)

ترے خیال سے پہلے کوئی خیال نہ تھا
زمانہ تھا تو مگر انقلابِ حال نہ تھا

تجھے جو سوچا تو قرطاس جاں ہوا روشن
ترے بغیر مرا لفظ خوش مآل نہ تھا

کسی کے در سے ملی وہ عطائے بے پایاں
کہ اُس کے بعد لبوں پر کوئی سوال نہ تھا

اسی کے نور کا پرتو ہیں یہ مہ و انجم
کہ آسماں سے گذرنا جسے محال نہ تھا

تمہارے شہر میں آباد ہوگیا جب سے
اجڑتے رہنے کا دل کو کوئی ملال نہ تھا

میری زباں سے تری بارگاہ میں یہ خراج
تری عطا تھی یہ میرا کوئی کمال نہ تھا

سالکؔ رام سالکؔ

کیونکر نہ دل وجاں سے مجھے بھائے مدینہ
آنکھوں میں بسا ہے مرے مولائے مدینہ

عقل و خرد و ہوش ہوں وارفتۂ وحشت
دکھلائے جنوں مجھ کو جو صحرائے مدینہ

کونین کی چیزوں میں مجھے کچھ نہیں بھاتا
جس دن سے مرے سر میں ہے سودائے مدینہ

جنت کی ہوس، خلد کی خواہش نہ رہے پھر
اک بار جو قسمت مجھے دکھلائے مدینہ

ہے تنگ بہت تیرگی جہل سے مولا
کس طرح رہے ہند میں شیدائے مدینہ

سرمے کی طرح آنکھوں میں سالکؔ میں لگالوں
ہاتھ آئے جو خاکِ درِ مولائے مدینہ

ادیب سہارنپوری

مطلعِ انوار پر ہے موت سی چھائی ہوئی
سر برہنہ پھر رہی ہے زیست گھبرائی ہوئی
ہے زمیں لرزاں کہ اب محشر بپا ہونے کو ہے
آسماں بھی ہے سراسیمہ کہ کیا ہونے کو ہے
امنِ عالم خوں فشاں ہے زانوؤں میں سر دیے
گونجتے ہیں ہر طرف شیطاں کے خونی قہقہے
مادّیت کے کرشمے الامان و الحذر
قہقہہ زن ہے جہالت علم و فن کی لاش پر
بڑھ گیا ہے بے نہایت زندگی میں انتشار
ہر گھڑی دنیا کو ہے بربادیوں کا انتظار
بے طرح دنیا کا امن و عافیت تاراج ہے
اب جہاں تک دیکھئے بے چینیوں کا راج ہے
پانی پانی ہو رہا ہے دورِ وحشت شرم سے
کارناموں پر ترقی یافتہ انسان کے
ملتوں کو جو چلائے جادۂ تخریب پر
لعنت ایسے علم پر پھٹکار اس تہذیب پر
الاماں مذہب سے بیزاری کا جذبہ الاماں
جس سے چھا جاتی ہیں قلب و ذہن پر تاریکیاں
پھینک دیتا ہے اٹھا کر مرکزِ ہستی سے دُور
سلب کر لیتا ہے کشتِ دل سے نم آنکھوں سے نور
میٹتا ہے بے تحاشہ چھینتا ہے بے درنگ
روح کی پاکیزگی صادق بیانی کی امنگ
ذہنیت کو کر کے بیجا خود شناسی کا اسیر
چپکے چپکے گھونٹتا رہتا ہے آوازِ ضمیر
کیوں نہ میں کہہ دوں ادیبؔ آخر جو میرے دل میں ہے
امتِ تہذیبِ حاضر بھی اسی منزل میں ہے
چیخ اٹھنا چاہتی ہے غم سے گھبرا کر زمیں
رحمۃ للعالمیں یا رحمۃ للعالمیں

عاصی کرنالی

نعتیہ نظم

ثنائے خواجہ میں اے ذہن! کوئی مضموں سوچ
جناب! وادیِ حیرت میں گم ہوں، کیا سوچوں؟

زبان! مرحلۂ مدح پیش ہے کچھ بول
مجالِ حرف زدن ہی نہیں ہے، کیا بولوں؟

قلم! بیاضِ عقیدت میں کوئی مصرع لکھ
بجا کہا، سرِ تسلیم خم ہے، کیا لکھوں؟

شعور! ان کے مقامِ پیمبری کو سمجھ!
میں قیدِ حد میں ہوں وہ بیکراں ہیں کیا لکھوں؟

خرد! بقدرِ رسائی تو ان کے علم کو جان
میں نا رسائی کا نقطہ ہوں ان کو کیا جانوں؟

خیال! گنبدِ خضرا کی سمت اُڑ، پر کھول
یہ میں ہوں اور یہ مرے بال و پر ہیں کیا کھولوں؟

طلب! مدینے چلیں، نیکیوں کے دفتر باندھ
یہاں یہ رختِ سفر ہی نہیں ہے کیا باندھوں؟

نگاہ! دیکھ کہ ہے رو برو دیارِ جمال
ہے ذرّہ ذرّہ یہاں آفتاب کیا دیکھوں؟

دل! ان سے حرفِ دعا شیوۂ تمنا مانگ
بلا سوال وہ دامن بھریں تو کیا مانگوں؟

حضور! عجزِ بیاں کو بیاں سمجھ لیجئے
تہی ہے دامنِ فن، آستاں پہ کیا لاؤں؟

ڈاکٹر خالد محمود

روضۂ اقدس پر حاضری سے پہلے

امینِ جلوۂ یزداں محمدؐ عربی — مکینِ روضۂ رضواں محمدؐ عربی
ہمارے درد کے درماں محمدؐ عربی — خدا کے بعد نگہباں محمدؐ عربی
ہے جن کے پاؤں تلے تاجِ قیصر و کسریٰ — وہی ہیں فخرِ سلیماں محمدؐ عربی
خدا کے بعد ہے بے شبہ رتبۂ عالی — اگرچہ آپؐ ہیں انساں محمدؐ عربی
دیارِ پاک پہنچ کر نہ پھر کبھی آؤں — یہی ہے بس مرا ارماں محمدؐ عربی
درود اُن پہ سلام اُن کی آل اطہر پر — کہ ہیں عنایتِ یزداں محمدؐ عربی
نگاہِ خالدِؔ عاصی ہے تشنۂ دیدار — دلِ حزیں ہے پریشاں محمدؐ عربی

حاضری کے بعد

دکھا دیا درِ اقدس، نصیب جاگ گئے — بہ ایں عنایت و احساں محمدؐ عربی
وہی فضائے تقدس وہ گنبدِ خضرا — نظر میں پھرتے ہیں جی ہاں! محمدؐ عربی
پھر ایک بار بلا لیجئے گا خالدؔ کو — ہوں جان و دل مرے قرباں محمدؐ عربی

تضمین (عاجز بیانی)

اے وجہِ خلقِ عالمِ انفاسِ خشک و تر — اے منتہائے عظمت انسان سر بسر
مجھ کو نہیں خود اپنے ہی دامان کی خبر — میں اور ذکر پاکِ شہنشاہِ بحر و بر!
بر حالِ زارِ من، زترحم، بکن نظر
یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

انور مسعود

خدمتِ اقدس میں اذنِ باریابی دیجئے
میرے دو ہمدم بھی میرے ساتھ ہیں
چشمِ گریاں اور قلبِ ناصبور

اے فروغِ بزمِ اعصار وظہور
الاماں! یہ فتنہ ہائے افتراق
یہ ہوائے زہر آگینِ نفاق
کتنے فرقوں میں بٹی ہے آپ کی امت حضور
کوئی اسم ایسا نہیں دنیا میں آقا جس قدر
اتحاد آموز ہے اسمِ گرامی آپ کا
ہونٹ بھی آپس میں مل جاتے ہیں جس کے ورد سے
کیوں نہیں آپس میں ملتے نام لیوا آپؐ کے

ڈاکٹر ایم۔ آر۔ قاسمی (علیگ)

تصورات میں طیبہ کا ایک آنگن ہے
فرازِ فکر میں جیسے کہ چاند روشن ہے
یہ کائنات تری رحمتوں کا شہرِ عظیم!
وگرنہ دہر تو بس شیطنت کا مسکن ہے
مری نگاہ، مِرا دل کہ میری پیشانی!
ترے ہی نام کی نورانیت سے روشن ہے
میں سوتے جاگتے خوابوں میں دیکھتا ہوں جسے
وہ تو ہے یا کہ تری رحمتوں کا خرمن ہے
اُجالے بھی ہیں تری شفقتوں کے وجہِ حیات
یہ ہست و بود زمانے پہ ایک قدغن ہے
امینِ وحی بھی اُمّی لقب بھی احمدؐ بھی!
ترا وجود بھی کس کس صفت مزیّن ہے

ابرار کرتپوری

کام ہر مشکل میں آیا حرفِ تریاقِ رسول
تھا الف تا ی تدبُر خیز میثاقِ رسولؐ

کیا ٹھکانہ ہے بھلا ان کا وہ شہرِ علم ہیں
رہبرِ راہِ خرد ہے متنِ اوراقِ رسولؐ

جس کو شمہ بھر بھی شک ہو آزما کر دیکھ لے
رحمتِ حق ہے یقیناً دینِ آفاقِ رسولؐ

اُس کے ہر پیرو کا جگ میں نام روشن ہو گیا
نور افگن ہے جہاں میں شمع اخلاقِ رسولؐ

یہ زمیں، افلاک، بحرِ بیکراں، سیارگاں
ہے ہر اک منظر یقیناً شانِ خلاقِ رسولؐ

ہیں نمایاں آج بھی عالم بہ عالم تا کراں
عظمتِ کردارِ لا ثانی و اشفاقِ رسولؐ

ان کا ہر اک حرف ہے عطرِ خرد سے مشکبار
رہبرِ انسان ہیں ابرارؔ اسباقِ رسولؐ

سید وحید اشرف کچھوچھوی

یہ ہے سرزمینِ طیبہ یہاں دل ذرا سنبھل کے
یہاں سانس لینا ہلکی یہاں پاؤں رکھنا ہلکے

جو درِ حضور پہنچا تو زباں میں تھا نہ یارا
مرے دل کے ولولے سب مرے آنسوؤں میں ڈھلکے

یہ ہے میرے دل کی حسرت کہ ہو کاش ایسا یارب
کہ درِ حضورؐ پہنچوں میں زمیں پہ سے چل کے

یہ نہ پوچھو میں نے کیسے کیا حاجیوں کو رخصت
انہیں دیکھتا رہا میں، رہا دل مچل مچل کے

تو صبا اڑا کے لے جا یہ مدینہ جو بہا ہے
مرے آنسوؤں کے ہمرہ مرا دل پگھل پگھل کے

مرے دفترِ عمل کو تو نہ دیکھ یا الٰہی !!
مرا دل ہے راکھ جل کے یہ جگر ہے خوں پگھل کے

یہ ہے سچ فنا کرے گی اجل ایک بار ہستی
میں نکالتا ہوں کس بل کئی بار روز اجل کے

نہ تھا ضبطِ غم کا یارا کہ وحید کو جو دیکھا
یہ تھے اُس کے خوں کے قطرے کہ جو آنکھ سے تھے چھلکے

ضوانی

جمہور و مساوات کا پیغمبر ہے
آئینۂ حالات کا پیغمبر ہے
اے خطۂ بطحا و عرب کے باسی
تو کشف و کرامات کا پیغمبر ہے
سچ ہے ترے اطوار کا ثانی نہ ملا
اس صدق کا ایثار کا ثانی نہ ملا

❁ ❁ ❁

تاریکیوں کا نقش مٹایا تو نے
وحدت کا نیا گیت سُنایا تو نے

ہم دَیرنشیں بھی ہیں ترے مدح سرا
رہبر جو تجھے اہلِ حرم مانتے ہیں

اختؔر شیرانی

کس نے پھر چھیڑ دیا قصہ لیلائے حجاز
دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز

بھر کے دامن میں غریبوں کی دعائیں لے جا
اے نسیمِ سحر، اے بادیہ پیمائے حجاز

بزمِ ہستی میں ہے ہنگامۂ محشر برپا
اب تو ہو خواب سے بیدار مسیحائے حجاز

مئے افرنگ میں باقی نہ رہا کوئی سرور
ہم نے جس دن سے چکھی ہے مئے مینائے حجاز

دلِ دیوانہ دعا مانگ وہ دن پھر آئے
وہی ہم ہوں، وہی سجدے، وہی صحرائے حجاز

کون سے خواب میں ہے محو تو اے روحِ بلالؓ
گونج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے حجاز

خاکِ یثرب کے ہر اک ذرّے سے آتی ہے صدا
اخترؔ خاک نشیں ناصیہ فرسائے حجاز

(۲)

اگر اے نسیمِ سحر ترا ہو گزر دیارِ حجاز میں — مری چشمِ تر کا سلام کہنا حضور بندہ نواز میں
نہ جہاں میں راحتِ جاں ملی نہ متاعِ امن واماں ملی — جو دوائے دردِ نہاں ملی تو ملی بہشتِ حجاز میں
عجب اک سرور تھا چھا گیا مری روح ودل میں سما گیا — ترا نام ناز سے آگیا مرے لب پہ جب بھی نماز میں
کروں نذر نغمۂ جاں فزا میں کہاں سے اخترؔ بے نوا — کہ سوائے نالۂ دل نہیں مرے دل کے غم زدہ ساز میں

منشی پیارے لال رونق دہلوی

تم وہ ہو حق نے بنایا جس کو شاہ انبیا — تم وہ ہو بالا ہے سب نبیوں میں جس کا مرتبہ
تم وہ ہو جس کو شرف معراج کا حاصل ہوا — تم وہ ہو عرش بریں زینہ ہے جس کے بام کا
نیرِ برجِ شرف ہو آسمانِ معرفت
منکشف تم سے ہوا رازِ نہانِ معرفت

تم وہ ہو جس کے سبب توقیر ہے اسلام کی — جلوۂ شانِ خدا تصویر ہے اسلام کی
ہر طرف پھیلی ہوئی تنویر ہے اسلام کی — تم سے ہی چمکی ہوئی تقدیر ہے اسلام کی
تم نے احکامِ شریعت کا دکھا کر آئینہ
ہر دلِ تاریک میں اک نور پیدا کردیا

ہادئ دین مبیں ہو تم محمد مصطفیٰ — باعث صد فخر وملت رہنما وپیشوا
لکھدیا حق میں تمہارے حق نے لولاک لما — تم نہ ہوتے تو نہ بنتے یہ کبھی ارض وسما
تم سے قائم ہے جہاں میں یہ جہان بیکراں
اس سے پہلے نام کو بھی کچھ نہ تھا کوئی نشاں

تم وہ ہو چرخ رسالت کے درخشاں آفتاب — نورعالمتاب کا جسکے نہیں کوئی جواب
دیکھ کر بزم جہاں میں رنگ حسن انتخاب — شرم سے خورشید محشر ہے لئے منہ پر نقاب
تم وہ ہو ظلمت مٹادی دم میں کفر وشرک کی
مشعل توحید کی سب کو دکھا کر روشنی

حق تو یہ ہے حق پرستی کا بنا کر راستہ — کردیا باطل پرستانِ جہاں کو حق نما
ذات اقدس ہے تمہاری مظہر صدق وصفا — بن گئے ناآشنا بھی راز وحدت آشنا
تھا وجود پاک تلقین ریاضیت کے لئے
تم یہاں آئے تھے امت کی شفاعت کے لئے

ہوسکے وصف حمیدہ کا تمہارے کیا بیاں — کھل نہیں سکتی پئے توصیف رونق کی زباں
خوبیِ ذات مقدس ہے زمانے پر عیاں — ہیں مذاہب آپکی شان رسالت پر یہاں
تم شہ ہر دوسرا ہو اے حبیب کبریا
تم سا پیدا ہی نہیں کوئی، نہ ہوگا دوسرا

لالہ رام سروپ شیدؔا

اے رسولؐ پاک باطن، منزل حق آشنا
پیشوائے دین و ملت حامیٔ ملک خدا
تیری الفاظ ومعانی سے ہے بالا تر ثنا
شان میں تیری کہا، شمس الضحیٰ بدرالدجی
بھیجتی خلق خدا ہے تجھ پہ یوں صدہا سلام

جور و استبداد سے ہیں سب کے دل زخمی یہاں
چل رہی ہیں ہرطرف ظلم وستم کی آندھیاں
خون پانی ہو کے اب ہے اپنی رگ رگ میں رواں
وقت ہے امداد کا یہ اے نبیؐ انس وجاں
عرش اعظم سے ہے تیرے واسطے اترا سلام

مضطرب خلق خدا ہے وقت ہے یہ جلد آ
ہرطرف افلاس سے اک شور محشر ہے بپا
بھائی بھائی لڑ رہے ہیں ہوگئے وقف بلا
نالہ ہائے دل سے اپنے گونج اٹھی ہے فضا
اب خدا کے واسطے لے لیجئے میر اسلام

دیر ہے کس واسطے فرمایئے بہر خدا
اک زمانہ معتقد ہے آپ کے اخلاق کا
آپ کی تعریف قرآں میں ہے آئی جا بجا
آپ کا ہی ہے لقب خیرالبشر، خیرالوریٰ
آپ ہی کے واسطے ہے خلق میں پیدا سلام

ہیں احادیث آپ کی دنیا میں بہر انتظام
ہے زبانوں پر رواں وہ آپ کا شیریں کلام
آپ کے الطاف کے شیدؔا یہاں ہیں خاص وعام
آپ ہی کا نام دنیا میں ہوا خیرالانام

رشی پٹیالوی

نور جس کا وادیٔ سینا میں ہے
جسکا چرچا عالم بالا میں ہے

مہرومہ کی جان ہے جسکا جمال
جس کی قدرت ہے کمال لازوال

جس کے پروردہ ہیں سب چھوٹے بڑے
ایک ہی جس کے لئے اچھے برے

جس کی رحمت سے ہے دنیا فیضیاب
جس کی بخشش کا نہیں کوئی حساب

جس کو کہتے ہیں فنا ناآشنا
خالق کون و مکاں ارض و سما

جس کی فطرت میں خلل ممکن نہیں
جس کی ہستی کا بدل ممکن نہیں

پاس رہنے پر بھی ہے جو دور تر
دل میں رہ کر بھی نہیں آتا نظر

جس کے ہر جلوے میں ایک اعجاز ہے
جس کا چھپنا بھی مجسم راز ہے

اے محمدؐ، اے مکرم، اے کریم
اے جمیل و پیکر حق، اے رحیم

میں نے اس جلوے کو دیکھا آپ میں
خلق ہے شان معلّے آپ میں

آپ کی تعریف کوئی کیا کرے
مجھ سے بے بس مجھ سے بے مقدور سے

آپ کی تعریف ہوسکتی نہیں
آپ کی توصیف ہوسکتی نہیں

اے رسول اللہ، اے صل علیٰ
ہر طرف ہے آپ سے نور وضیا

آپ نے ادنیٰ کو اعلیٰ کردیا
آپ نے دل میں اجالا کردیا

اے رسول اللہ ، اے صل علےٰ

بابو رگھونندن کشور شوقؔ رامپوری

بہ یثرب شوقِ دیدارِ محمدؐ
منم ہر لحظہ بیمارِ محمدؐ

بہ یثرب چوں رسم مژگانِ خودرا
کنم جاروب گلزارِ محمدؐ

جبینم صرف سجدہ تا بہ محشر
زبانم محوِ اذکارِ محمدؐ

ملائک را نیارم در نگاہے
شوم گر کفش بردارِ محمدؐ

وجبرئیلِ امیں سبقت ربودہ
شب معراج رفتارِ محمدؐ

سلام اے شوقؔ بیگانہ سلامِ
مگر کفر است، انکارِ محمدؐ

بابو روشن لال نعیمؔ ڈیرہ غازی خاں

للہ بلا لیجئے سرکار مدینہ
مرجائے نہ یہ ہند میں بیمار مدینہ

بن جاؤں میں دیوانہ سرکار مدینہ
لگ جائے الٰہی مجھے آزار مدینہ

حسرت ہے کہ دم نکلے در شاہ عرب پر
مدفن ہو تہ سایۂ دیوار مدینہ

اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک
کافی ہے مجھے گوشہ گلزار مدینہ

چھا جائے مری قبر پہ رحمت کی بدر یا
در بار شب و روز ہوں انوار مدینہ

مرجائے نعیمؔ الفت سرور میں الٰہی!
تعویز لحد ہو در دربار مدینہ

❀ ❀ ❀

ترے معجزے جو کہ تھے یا محمدؐ
انہیں برحق و برملا دیکھتے ہیں

الٰہی تری یاد ہے دل میں ہردم
ہر اک گھر میں جلوہ ترا دیکھتے ہیں

گنہگار ہیں بخشدے ہم کو یارب
ترا ہی فقط آسرا دیکھتے ہیں

ترے پاک پندو نصائح میں حضرت
ہم اک جوش صدق وصفا دیکھتے ہیں

طبیب آپ ہیں یا محمدؐ دلوں کے
ہم اس در کو دارالشفا دیکھتے ہیں

ترا عشق ہے مومنوں کے دلوں میں
وہ ہر وقت شان خدا دیکھتے ہیں

پروفیسر ساحرؔ ہوشیار پوری

سارا عالم ہے منور آپ کے انوار سے
سارا عالم آئینہ ہے آپ کے انوار کا

خواہش دیدار خود اللہ کو پیدا ہوئی
ہے شب معراج ثمرہ آپ کے دیدار کا

ہے فرشتوں کو تمنا اس کی دربانی کریں
کس قدر اونچا ہے رتبہ آپ کے دربار کا

معجزہ سے کم نہیں، یہ بھی کہ ساحرؔ ہے غلام
اپنے آقا، اپنے مولا، احمدؐ مختار کا

(۲)

ہے زمانے بھر میں شہرہ اب مرے اشعار کا
ذکر ہے ان میں جناب احمدؐ مختار کا

جسم خاکی میں نہاں اک مخزن تنویر ہے
ہے مرے دل میں تصور احمدؐ مختار کا

اک زمانہ تک رہا ہے مجھ کو کس تعظیم سے
ہے مری آنکھوں میں جلوہ سید ابرار کا

خار سے بڑھ کر مدینے کی گلی ہے دلنواز
پھول سے خوش تر نظارہ ہے عرب کے خار کا

دھوم ہے سارے جہاں میں آپ کی گفتار کی
اک زمانہ معتقد ہے آپ کے کردار کا

قاتلوں نے بھی جھکایا آپ کے قدموں پہ سر
یہ بھی تھا اک معجزہ اخلاق کی تلوار کا

دولتِ دنیا کی اس زردار کو خواہش نہیں
مل گیا جس کو خزانہ آپ کے دیدار کا

لالہ سالک رام سالک

لے لیگی مری جان تمنائے مدینہ
مدت سے ہے اب ورد زباں ہائے مدینہ

کیونکر نہ دل و جاں سے مجھے بھائے مدینہ
آنکھوں میں بسا ہے مرے مولائے مدینہ

ہر داغ جگر میں ہے گلِ طیبہ کی خوشبو
جب سے ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ

عقل و خرد و ہوش ہوں وارفتۂ وحشت
دکھلائے جنوں مجھ کو جو صحرائے مدینہ

کونین کی چیزوں میں مجھے کچھ نہیں بھاتا
جس دن سے مرے سر میں ہے سودائے مدینہ

جنت کی ہوس خلد کی خواہش نہ رہے پھر
اکبار جو قسمت مجھے دکھلائے مدینہ

ہے تنگ بہت تیرگیِ جہل سے مولا
کس طرح رہے ہند میں شیدائے مدینہ

حورانِ بہشتی سے وہ کیا آنکھ لڑائے
بھا جائے جسے شاہدِ زیبائے مدینہ

چھپ جائیں مہ و مہر ابھی ابر کے اندر
برق اپنی تجلی کی جو چمکائے مدینہ

ہو جائیں زلیخا کی طرح حضرت یوسفؑ
دیکھیں جو کہیں دلبرِ رعنائے مدینہ

سرمہ کی طرح آنکھوں میں سالک میں لگاؤں
ہاتھ آئے جو خاکِ درِ مولائے مدینہ

ستیش چند سکسینہ طالبؔ دہلوی

حلقہ ہے مہ نو کا گریبانِ محمدؐ
ہے مطلعِ انوار کہ دامانِ محمدؐ

کیا خوب ہے ارشاد یہ اربابِ نظر کا
فرمانِ مشیت بھی ہے فرمانِ محمدؐ

محبوبِ خدا خود ہی کہا ان کو خدا نے
اب اس سے سوا اور ہو کیا شانِ محمدؐ

کیا درسِ مساوات دیا نوعِ بشر کو
اترے گا نہ سر سے کبھی احسانِ محمدؐ

کیوں ایسی اسیری پہ نہ صدقے ہو رہائی
آزاد دو عالم ہیں غلامانِ محمدؐ

ہر رہروِ ایمان کی بر آئیں مرادیں
پیمانِ محمدؐ ہے یہ پیمانِ محمدؐ

معراج کی شب کون ہے مہمان خدا کا
اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ محمدؐ

عاصی کے لئے خاص نوازش کی نظر ہے
دیکھے تو کوئی لطفِ فراوانِ محمدؐ

اے رحمتِ عالم ترے جلوؤں کے تصدق
ہم کو بھی دکھا دے رخِ تابانِ محمدؐ

یہ ذاتِ مقدس تو ہر انساں کی ہے محبوب
مسلم نہیں وابستۂ دامانِ محمدؐ

انسان وہی ہے جو پرستارِ خدا ہے
ایمانِ محمدؐ ہے یہ ایمانِ محمدؐ

کیا اس سے سوا ہو مری بیدار یقینی
میں شعر کہوں وہ بھی بعنوانِ محمدؐ

طالبؔ اسے انسان بھی کہنا نہیں زیبا
جو مردِ مسلماں نہیں شایانِ محمدؐ

ستیہ پال اختر رضوانی جالندھری

نعتیہ رباعیات

جمہور و مساوات کا پیغمبرؐ ہے
آئینۂ حالات کا پیغمبرؐ ہے
اے خطہ بطحا و عرب کے باسی
تو کشف و کرامات کا پیغمبرؐ ہے

سچ ہے ترے اطوار کا ثانی نہ ملا
اس صدق کا ایثار کا ثانی نہ ملا
ویسے تو ملے لاکھ نقوشِ تازہ
لیکن ترے کردار کا ثانی نہ ملا

تاریکیوں کا نقش مٹایا تو نے
وحدت کا نیا گیت سنایا تو نے
صدیوں سے جو روشن تھا چراغِ باطل
تنویرِ صداقت سے بجھایا تو نے

شہکارِ محبت ترا افسانہ تھا
تفریق و تعصب سے تو بیگانہ تھا
ہر حال میں تھا ٹھاٹھ شہنشاہوں کا
مانا ترا انداز فقیرا نہ تھا

از خاک عرب تا بہ عجم مانتے ہیں
ہاں صاحب الطاف و کرم مانتے ہیں
ہم دیر نشیں بھی ہیں ترے مدح سرا
رہبر جو تجھے اہل حرم مانتے ہیں

لالہ سرداری لعل نشترؔ

جناب محمدؐ شہ انبیاء تھے
مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے
طلسمِ عداوت کو حضرت نے توڑا
خلائق میں رشتہ محبت کا جوڑا
یتیموں کے محسن نگہبان تھے وہ
غریبوں پہ سو دل سے قربان تھے وہ
گناہوں کے جس وقت طوفاں بپا تھے
وہی کشتیٔ دہر کے ناخدا تھے
کئے صاف پہلے تو دل کاوشوں سے
جلادی پھر اخلاق کی تابشوں سے
بچایا ہر انسان کو لغزشوں سے
رہائی جہاں کو ملی شورشوں سے
ہدایت کا دنیا میں پیغام لائے
وہ شمعِ تجلائے اسلام لائے
نہ کی رنج وغم کی شکایت کسی سے
نہ رکھی جہاں میں عداوت کسی سے
نہ غصہ نہ خفگی نہ نخوت کسی سے
نہ کینہ نہ رنجش نہ نفرت کسی سے
میسر یہ قدرت کسی کو کہاں تھی
زبانِ محمدؐ خدا کی زباں تھی
زمانہ میں کس طرح رہتی غلامی
کہ تھے آپ آزادیوں کے پیامی
ہیں ممنون احسان ذات گرامی
عراقی و ترکی، حجازی وشامی
فقط ایک نشترؔ ہی کیا مدح خواں ہے
ثنا خواں محمدؐ کا سارا جہاں ہے

سکھدیو پرشاد بسملؔ الہ آبادی

درِ اقدس پہ حسرت کھینچ لائی ہے محمدؐ کی
کہ مشہورِ جہاں حاجت روائی ہے محمدؐ کی

فرشتے بھی بشر بھی دونوں ان پر فخر کرتے ہیں
زمیں سے عرشِ اعظم تک رسائی ہے محمدؐ کی

جو یہ پیدا نہ ہوتے تو نہ ہوتا کوئی بھی پیدا
خدا کی شان سے گویا خدائی ہے محمدؐ کی

ہوئے اک چاند کے دو ٹکڑے انگلی کے اشارے سے
منور کتنی یہ معجز نمائی ہے محمدؐ کی

ہوائے شوق اڑا کر جلد پہنچا دے مدینے میں
بڑی تکلیف دہ مجھکو جدائی ہے محمدؐ کی

اٹھائے حشر بھی مجھکو تو اب میں اٹھ نہیں سکتا
بڑی مشکل سے ڈیوڑھی ہاتھ آئی ہے محمدؐ کی

یہی مصرعہ پڑھیگا بسملِؔ عاصی قیامت میں
دہائی ہے محمدؐ کی، دہائی ہے محمدؐ کی

سندر لال حمیدؔ تلہری

اک رام سینہی گیانی گروکل مجھکو ملا تھا یاروں میں　　وہ نین رسیلے پریم بھرے دلدار تھا وہ دلداروں میں
وہ سندر ہر کا نور بھرا، وہ رام سروپی متوالا　　دلدار تھا وہ دلداروں میں، سردار تھا وہ سرداروں میں
لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن　　توحید کی مالا ہاتھوں میں، یوں کہتا تھا ناداروں میں
کیوں لوبھ کی مایا نے یارو جی ہائے تمہارا موہ لیا　　تم باغ ارم کو چھوڑ یہاں پر پھرتے ہو کیوں خاروں میں
سب مایا ہے اس مالک کی جو خالق ہے ہر کایا کا　　تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہو بے چاروں میں
وہ سورج بنسی غار حرا سے آیا اتم نگری میں　　تھی کرپا آپ نرائن جی کی مکتی کے اظہاروں میں
وہ جگت گیانی من موہن تھا واقف مہر کے رازوں سے　　گن گیان کو لیکر آیا تھا وہ غفلت کے بیماروں میں
میں سیس نواؤں چرنن لاگوں نام محمد جسکا ہے　　شودر و ویش کئے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں
آنند کے گر سکھلائے گیۓ اور گھٹ گھٹ میں بتلائے گیۓ　　تھا اک وہ گیانی لاثانی ہر مشیر کے اوتاروں میں
ہم داس رہینگے مرتے دم تک یارو اس گر گیانی کے　　ہیں روپ سروپ محمدؐ کے یاں قدرت کے آثاروں میں

تم لے لے اس کا نام حمیدؔ اپدیش کرو اس نگری میں
یہ گیان دھرم کی آن نہیں جا کر کے چھپنا غاروں میں

منشی شنکر لال ساقیؔ

تھی شبِ معراج میں سارے فلک پر چاندنی | نورِ محبوبِ خدا سے تھی منور چاندنی
عرش وکرسی پر کہاں تھا ماہ کا نام ونشاں | روئے احمد چاند تھا تھی اس سے یکسر چاندنی
نور افشاں جب ہوا وہ آپ کا نورِ جمال | ہوگئی تھی چاند سے بھی پھر تو بہتر چاندنی
خود بدولت جب براقِ باد پا پر تھے سوار | فرشِ نوری ہر قدم پر تھی برابر چاندنی
کھل گئی جاتے ہوئے جب کاکلِ عنبر فشاں | ہوگئی فیضانِ نکہت سے معطر چاندنی
کیا کہوں جلوہ تھا کیا صلی علیٰ صلی علیٰ | رہ گئی تھی دیکھ کر حیران وششدر چاندنی
ساقیاؔ جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا براق | بن گئے قندیل تارے، فرش چادر چاندنی

....

جلوہ گر تھا نورِ شاہِ دوجہاں قندیل میں
حق نے نورانی بنایا تھا مکاں قندیل میں
آیت لولاک سے ظاہر تھی عظمت آپکی
سب سے پہلے تھا یہی نورِ نہاں قندیل میں
جو اترتے تھے صحیفے حال انکا من وعن
آپ پر اللہ کرتا تھا عیاں قندیل میں
مصلحت کچھ تھی خدا کی ورنہ یہ نورِ عظیم
یوں بھلا ساقیؔ سمائے تھا کہاں قندیل میں

بابو شیام سندر باصر کاشمیری

دلِ زار ہے داغدارِ مدینہ
پھلی پھولی ہے کیا بہارِ مدینہ
محمدؐ نے فرمائی مکہ سے ہجرت
نمایاں ہے یہ افتخارِ مدینہ
چلوں سر کے بل میں زہے فخر و عزت
بلائیں اگر تاجدارِ مدینہ
بناؤں ابھی سرمۂ چشم اس کو
اگر ہاتھ آئے غبارِ مدینہ
چلو چل کے بیٹھیں وہیں شیام سندر
کہ ارضِ وفا ہے دیارِ مدینہ

❁ ❁ ❁

توحید اور ایمان کو
اس ایزدی پیمان کو
جب توڑ دے سارا جہاں
اور چھوڑ دے سارا جہاں
نورِ ازل کی اک کرن
ہوتی ہے اکثر ضوفگن
بنتی ہے وہ ظلمت شکن
مثلِ چراغِ انجمن

منشی شیو پرشاد وہبیؔ

بے خبر ہو دونوں عالم سے سوائے مصطفےٰ
یاالٰہی دل ہو ایسا مبتلائے مصطفےٰ

دل ہے میرا بستۂ زلفِ دوتائے مصطفےٰ
جان ہے پروانہ شمعِ لقائے مصطفےٰ

بوریائے فقر تختِ سلطنت سے ہے سوا
بادشاہِ ہست کشور ہے گدائے مصطفےٰ

ذرّے اس در کے ہیں کیا سیّارے کیا شمس وقمر
جلوہ آرا شش جہت میں ہے ضیائے مصطفےٰ

شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفےٰ

جو ہوا سائل رہی اس کو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کردیتی ہے مستغنی عطائے مصطفےٰ

آدمی کیا مدح کرسکتے نہیں جن و ملک
حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفےٰ

آسماں پر لوگ کہتے ہیں جنھیں شمس وقمر
زیب ہے کہیئے کہ ہیں یہ نقشِ پائے مصطفےٰ

ہوتی ہے حسرت یہی کیوں دل نہ یہ میرا ہوا
دیکھتا ہوں جب میں وہبیؔ نقشِ پائے مصطفےٰ

سردار شیر سنگھ شمیمؔ فرخ آبادی

رواں ہوں جانب کوئے محمدؐ
دکھا دے اے خدا روئے محمدؐ
ہیں عنبر بار گیسوئے محمدؐ
صبا لائی ہے خوشبوئے محمدؐ
جنہیں ہو دیکھنا نورِ الٰہی
وہ دیکھیں جلوۂ روئے محمدؐ
حقیقت آشنا ہونے کے باعث
ہمیں فردوس ہے کوئے محمدؐ
وہ ہے اسرار غیبی کا خزانہ
جسے سمجھے ہو پہلوئے محمدؐ
پئے حسنین عہد کم سنی میں
بنا تھا تکیہ زانوئے محمدؐ
چھپالیں گی خطائیں عورتوں کی
بروز حشر بانوئے محمدؐ
عجب کیا ہے مرادِ دل بر آئے
نگاہ پاس ہے سوئے محمدؐ
شمیمؔ ایسا بشر بھی کوئی ہوگا
نہ ہو جو شائق کوئے محمدؐ

عرشؔ صہبائی

چٹکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسولؐ
بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسولؐ

دفعتاً یہ دل مثالِ غنچۂ و گل کھل اٹھا
جب وفورِ یاس و غم میں آگئی یادِ رسولؐ

بزمِ شعر و نغمہ تھی یا تختۂ دار و رسن
ہم کو ہر اک حال میں آتی رہی یادِ رسولؐ

کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی جان و دل پر سر بسر
اور رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسولؐ

کیا کہوں میں اب کسی سے مدعائے زندگی
جب مری ہستی کا حاصل بن گئی یادِ رسولؐ

اس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی، اک ظلمت کدہ
دے گئی ہے شمعِ دل کو روشنی یادِ رسولؐ

پوچھتے پھرتے ہیں ہم دنیا سے اب اپنا پتہ
زندگی پر اس طرح کچھ چھا گئی یادِ رسولؐ

بارِ غم سے جب ہوا میں مائلِ فردوس عرشؔ
میرے دل کو دے گئی تسکین سی یادِ رسولؐ

بابو کشوری پرشاد کشورؔی

قیامت کا منظر ہے میدانِ محشر
نگونسار بندے تمام آ رہے ہیں

شفاعت کو محشر میں داور سے سب کی
پیمبر علیہ السلام آ رہے ہیں

شہیدوں سے ملنے کو ساقی محشر
لئے ساتھ کوثر کے جام آ رہے ہیں

گرے زیست میں تھے جو اشکِ ندامت
فنا میں بہت اب وہ کام آ رہے ہیں

کسی کی نگاہِ کرم سے کشورؔی
قوامی زباں پر تمام آ رہے ہیں

کبیرؔ داس جی

نب کا در کھلا نہیں، بنی گئے اوہ پار
جیسے چھچھ اچھچھ ماں ، نکل جات اوہ پار

جناب گوبند پرشاد صاحب فضاؔ

محمد رہنمائے انس وجاں ہے
رسول کبریائے دوجہاں ہے

وہ ہے مہرِ سپہرِ رہنمائی
حبیب بارگاہِ کبریائی

وہ محبوبِ جنابِ کبریا ہے
شفیع المذنبیں روزِ جزا ہے

زہے رکنِ رکینِ دیں پناہی
کلیدِ مخزنِ، سرِّ الٰہی

لقب ہے سیدِ کونین ذیشاں
خدا قرآں میں ہے، اسکا ثنا خواں

ہوا دنیا میں ہے یہ رتبہ کس کا؟
سرِ عرشِ بریں پایہ ہو جس کا

کئے جاری قوانینِ شریعت
عیاں جس سے ہوا رازِ حقیقت

جہاں میں زینتِ آدم ہے اس سے
بنائے دینِ حق محکم ہے اس سے

اسی کا پاسِ خاطر تھا خدا کو
کیا پیدا جو اس ارض وسما کو

جہاں میں جو کہ ہیں اربابِ ایماں
کتابِ دیں کے ہیں اس کے سبق خواں

ہوا انگشت کا جس دم اشارہ
کیا اعجاز سے مہ کو دوپارہ

شبِ معراج وہ حکمِ خدا سے
ہوا عازم تو پھر گزرا سما سے

سواری میں براقِ برق کردار
فرشتوں نے نہ پائی جسکی رفتار

ہوا قربان اس پر چرخِ ہفتم
کئے جس نے تصدق نقدِ انجم

ہوا جب قرب اس کو کبریا سے
ہوا فائق تمامی انبیاء سے

نبی ایسا کوئی دنیا میں پیدا
نہ تھا آگے نہ اب ہے اور نہ ہوگا

نہیں ہرگز یہ طاقت ہے زباں کو
جو نعتِ مصطفیٰ کچھ بھی بیاں ہو

نہیں توصیف کا ہے مجھکو یارا
کروں اب عرض مطلب آشکارا

دعا میری یہ اے شاہِ امم ہے
مجھے بھی تجھ سے امیدِ کرم ہے

مجھے درکار ہے اب رہنمائی
کہ ہو میری بھی اب عقدہ کشائی

کہ لطفِ عام تیرا مجھ پہ اب ہو
جو ہے مقصد مرا حاصل وہ سب ہو

جناب سردار گور بخش سنگھ مخمورؔ جالندھری

پھیلا افق پہ نور رسالت مآب کا
ہیبت سے منہ اترنے لگا آفتاب کا

سیاحِ عرش سائرِ کون ومکاں ہے تو
روح الامیں ہے نام ترے ہمرکاب کا

دنیا و دیں تو تیری محبت کا نام ہے
جھگڑا ہے سب فضول عذاب وثواب کا

دی تونے کفر زار میں توحید کی اذاں
بدلا ہے تو نے رنگ جہانِ خراب کا

وحدت کا اک مغنیٔ آتش نوا ہے تو
ہر نغمہ کفر سوز ہے تیرے رباب کا

کونین کو کمالِ تجلی عطا کیا
قائل ہوں تیرے جلوۂ آئینہ تاب کا

کیں وسعتِ نگاہِ نبیؐ نے صراحتیں
مشکل تھا ورنہ درس خدا کی کتاب کا

انوار عام ہیں درِ پاک رسول کے
اس جلوہ گہ میں کام نہیں ہے حجاب کا

تاروں میں روشنی ہے تو پھولوں میں تازگی
یہ وقت ہے ظہورِ رسالت مآبؐ کا

ہے وادیٔ حجاب میں ذروں کو اضطراب
پھر منتظر ہے وقت کسی انقلاب کا

ظلمت کدوں میں ہیں سحرِ نو کی تابشیں
یہ فیض ہے ولادتِ ختمی مآبؐ کا

مخمورؔ کیفِ نورِ رسالت سے مست ہوں
سب جانتے ہیں میں نہیں خوگر شراب کا

گوری پرشاد ہمدمؔ آگرہ

شوقِ پابوس لئے چل تو مدینے مجھ کو
زہے قسمت کہ بلایا ہے نبیؐ نے مجھکو

واپسیں دم ہے مجھے ذکرِ نبیؐ کرنے دو
دوستو موت کے آتے ہیں پسینے مجھکو

چشمِ مشتاق لگی در پہ، تو کان آہٹ پر
ان کے آنے خبر دی جو کسی نے مجھکو

کیوں دل خستہ مرا ہجر میں بے تاب نہ ہو
ہوگئے ان کی زیارت کو مہینے مجھکو

جلوۂ احمدؐ مختار کا تو نام ہوا
پھونک کر خاک کیا دل کی لگی نے مجھکو

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہیں ساری ادائیں تجھ میں
دی جگہ اپنے دلوں میں لو سبھی نے مجھکو

عرض کیا حال کروں ہوش نہیں اپنا بجا
جلوہ بے پردہ دکھایا ہے کسی نے مجھکو

ہو برا درد ترا تو بھی دغا دیتا ہے
ہائے مایوس کیا تیری کمی نے مجھکو

کیوں نہ ہو فخر یہ توقیر ہے کیا کم ہمدمؔ
بخشدی نعت کی جاگیری نبیؐ نے مجھکو

جناب لچھمن داس شائق

برحق کہا ''خدا ہے'' رسول کریمؐ نے
اعجاز ہی کیا ہے، رسول کریمؐ نے

ارض وسما پہ چھاگئی ہے شان احمدی
لولاک کیا سنا ہے، رسول کریمؐ نے

ہے آشنائے ذات احد سے رگِ حیات
پیغام وہ دیا ہے، رسول کریمؐ نے

اللہ کا جلال وجمال اب ہے آشکار
جلوہ نما کیا ہے، رسول کریمؐ نے

امی پہ ہیں فصیح وبلیغ جہاں فدا
قرآن کیا لکھا ہے،رسول کریمؐ نے

ہل من مزید کہہ کے مسرت فضا جواب
لاتقنطو سنا ہے، رسول کریمؐ نے

عاصی پہ بابِ رحمتِ حق آپ وا کیا
دیکھا جو ''رو رہا ہے'' رسول کریمؐ نے

منکر نکیر حشر میں تھے مجھ سے شرمسار
فرمایا''بے خطا ہے'' رسول کریمؐ نے

اللہ رے جناب کی ایماں فروزیاں
شائقؔ بنالیا ہے رسول کریمؐ نے

لالہ لچھمی نرائن صاحب سخاؔ جے پور

ہشیار ہیں ہم بادۂ پیمائے مدینہ
جنت کی عوض دے نہ دیں صحرائے مدینہ
مجھکو تو وہاں کا خس وخاشاک ہی لادو
پر کیف ہیں مستوں کو سب اشیائے مدینہ
کوثر تو ہے حصہ میں اسے بھی ابھی پی لیں
زم زم میں بھی ہے نشۂ صہبائے مدینہ
یہ خلد ہے یاں ہو کے بھی اک راہ گئی ہے
مضطر نہ ہوا ہے کوششِ سودائے مدینہ
قدسی سے سنو روضۂ اطہر کی بزرگی
عرشی سے سنو رتبۂ والائے مدینہ
اب دیر نہ کر اس دل ویراں کو سخاؔ کے
آباد کر اے انجمن آرائے مدینہ

(۲)

نہ ہوتا گر ثنا خواں خالق اکبر محمدؐ کا
تو ہوتا خلق پر رتبہ عیاں کیوں کر محمدؐ کا
یہی حجت ہے وحدت کی یہی حجت رسالت کی
ہدایت حق کی کرنا خلق میں آکر محمدؐ کا
محمد کی بشارت دینے کو پیغمبری پائی
غرض ممنون ہے ہر ایک پیغمبر محمدؐ کا
ہماری راہ، راہِ حق ہے یہ دعویٰ مسلم ہے
کہ رہبر ہیں محمدؐ اپنے حق رہبر محمدؐ کا
جبیں سائی کی حسرت جبہ سامائی کے ارماں ہیں
ہمارا سر ہو یا رب اور ہو سنگ در محمدؐ کا
لگی پھرنے بہارِ جنت الفردوس آنکھوں میں
جو چاہا دل نے دیکھوں روضۂ انور محمدؐ کا
نہ معلوم اس کو بالاتر کہاں جاکر قرار آئے
نہ ٹھہرا خلد میں بھی عاشقِ مضطر محمدؐ کا
نظر میں اپنی یہ کثرت، سراسر نورِ وحدت ہے
نظر سے پوچھ لو احساں ہے جو ہم پر محمدؐ کا
یہاں سیراب زمزم سے کیا ہے تشنہ کاموں کو
کرم تم دیکھنا چل کر لب کوثر محمدؐ کا

بس اوصافِ حمیدہ کا خلاصہ اے سخاؔ یہ ہے
ہوا ہے کوئی ابتک اور نہ ہو ہمسر محمدؐ کا

لچھمی نرائن شفیق

عجائب رات تھی وہ نور افشاں
کہ ہر کوکب تھا اک مہر درخشاں

کہوں گر رات اسکو ہے تامل
کہوں گر دن تو عالم میں پڑے غل

غرض غفلت سبھوں پر چھارہی تھی
خرد، داروئے حیرت کھارہی تھی

سفیرِ نیک یہ پیغام لایا
سلامِ حق کہا اور یہ سنایا

درحجرہ پہ دو آ جوڑ کر ہات
کہ ہے مسرور تجھ پر حق کی صلوٰت

چل اٹھ اے شہ کہ ہے معراج تیرا
غنی بھی آج ہے محتاج تیرا

لالہ مرلی دھر شاؔد دہلوی

جلوہ دکھادے مجھکو خدایا حضورؐ کا
لکھنا ہے آج مجھکو سراپا حضورؐ کا

آنکھوں میں ہے حضور کے جلووں کا سلسلہ
جنت کو جھانکتا نہیں شیدا حضورؐ کا

چمکے گا چاند بن کے یہ تربت میں حشر تک
دل میں ہے میرے داغِ تمنا حضورؐ کا

حسرت ہے میں حضورؐ کے قدموں میں جان دوں
ارمان ہے کہ دیکھ لوں جلوہ حضورؐ کا

سودائی ہمکو کہتے ہیں سارے زہے نصیب
روزِ ازل خریدا تھا سودا حضورؐ کا

دل شاد وفیض یاب زیارت سے وہ بھی ہو
ہے جان ودل سے شاؔد بھی شیدا حضورؐ کا

راجہ مکھن لال

رحمۃ للعالمیں ہو یا نبیؐ خیر الوریٰ
شاہدِ صادق تمہارے وصف کا قولِ خدا
ہو شفیع المذنبیں اور ہادیٔ راہِ ہدیٰ
گر کرم راہِ سعادت پر مجھے ہو رہنما

یا رسولؐ اللہ تم پر جان و دل قربان ہے
دھن تمہاری دل میں میرے ہر گھڑی ہر آن ہے

سورہ والشمس ہے تم حسنِ عارض پر گواہ
زلفِ مشکیں تس پہ جیوں واللیل ہے، بے اشتباہ
آیۂ انا فتحنا فتح میں ہے شمعِ راہ
قاتلِ حسادِ دیں کے تم ہو تیغِ لاالہ

یا رسولؐ اللہ تم پر جان و دل قربان ہے
دھن تمہاری دل میں میرے ہر گھڑی ہر آن ہے

ہیں تمہارے نور کے یک ذرہ ماہ و آفتاب
بہرہ ور تم خوان بخشش ہے یہ دریا اور سحاب
انبیائے ماسلف تم سے ہوئے ہیں فیضیاب
رحم ہو مجھ حال اوپر یا اخی بوترابؓ

یا رسول اللہ تم پر جان و دل قربان ہے
دھن تمہاری دل میں میرے ہر گھڑی ہر آن ہے

منشی مہادیو پرشاد ساؔمی

عرش بریں پہ آج درخشاں وہ نور ہے
جس سے فروغ شمع سرِ کوہِ طور ہے
تارے سے نام نامئ حضرت عیاں ہوا
یہ معجزہ حضور کرامت ظہور ہے
یہ آنکھیں اور اسکا نظارہ زہے نصیب
دربارِ انبیا میں جو صدر الصدور ہے
اللہ رے ضو، جھپکتی ہے آنکھ آفتاب کی
تارا ہے یا کوئی شررِ شمعِ طور ہے
ہاں کیوں نہ ہو یہ نور ہے اس شاہ کا کہ جو
محبوبِ حق ہے شافعِ یوم النشور ہے
سلطانِ دیں کہ جن کے غلاموں کے واسطے
سب انتظامِ جنت و حور و قصور ہے
تمثیل اس کے حسن کی کوئی کہاں سے لائے
جس شہ کے عاشقوں کی پرستار حور ہے
کیوں سر کے بل نہ اس پہ چلیں مہر و مہ کے چرخ
پامال بادِ پائے رسولؐ غیور ہے
حضرتؐ کی ہوگئی جو نظر التفات کی
اب عرش پر دماغِ دلِ ناصبور ہے
وہ دل جو تھا تپش میں کبھی رشکِ جحیم
اب آج دیکھئے تو سرائے سرور ہے
تھی مجھکو فکرِ سال کہ ہاتف نے دی ندا
ساؔمی ہے اور جامِ شرابِ طہور ہے

کلدیپ گوہرؔ

بری ہے تلخئ دوراں سے دیوانہ محمدؐ کا
خود اپنی ذات میں ہے مست مستانہ محمدؐ کا

عرب کی سرزمینِ پاک کو یہ فخر حاصل ہے
اِسی خطے کے دامن میں ہے کاشانہ محمدؐ کا

کبھی دیدہ ورو دشتِ عرب کی سمت بھی دیکھو
ہر اِک ذرے پہ ہے تحریر افسانہ محمدؐ کا

جہاں خم خانۂ توحید کی ہے چاہ سینے میں
وہیں گردش میں ہے دِن رات پیمانہ محمدؐ کا

تھے مانا معتقد اس کے زمیندارو غنی لیکن
تھا اندازِ رواداری فقیرانہ محمدؐ کا

اثر یہ ہے رسولِؐ پاک کی تعلیم کا مجھ پر
ہوا ہے دِل مرا برسوں سے پروانہ محمدؐ کا

عقیدت کا اثر موجود ہے اس نعت میں گوہرؔ
نظر آتا ہے اِک اِک شعر بیعانہ محمدؐ کا

اروڑہ رائے

تارے ہوں جیسے مہر منور کے سامنے
یوں انبیاء ہیں میرے پیمبرؐ کے سامنے

تا تار مشک و ناقہ و عنبر کروں نثار
حضرت کی ایک زلفِ معنبر کے سامنے

جبریل سا فرشتہ خدا سے پیام لے
آتا تھا روز احمد سرورؐ کے سامنے

حضرت بلال، عشقِ نبی میں فدا تھے یوں
بلبل ہو جس طرح سے گلِ تر کے سامنے

خالق سے آرزو ہے کہ جلدی سے لے چلے
مجھکو مزارِ ساقیِ کوثر کے سامنے

جا کر کروں طواف مدینے میں شوق سے
سر کو کروں فدا در اطہر کے سامنے

حاصل مراد سبکی ہو از بہرِ مصطفیٰؐ
دستِ دعا اٹھا، کہو قادر کے سامنے

اس رائےؔ کو طفیل علیؑ یا رسولؐ پاک
جلدی بلاؤ روضۂ انور کے سامنے

جان و دل سے ہیں فدائے احمدؐ مختار ہم
دیکھئے اب دیکھیں کب سرکار کا دربار ہم

جلوۂ حسنِ نبیؐ جاری ہے مثلِ بحرِ فیض
یا خدا پائیں گے کب اس سے درِ شہوار ہم

گیسوئے مشکینِ احمدؐ سے ہو پُر جس کا دماغ
کیوں نہ عقبیٰ میں رہیں گے اس کے خدمتگار ہم

ہم کو اب خوفِ جہنم کا تو کچھ خطرہ نہیں
کیوں کہ رکھتے ہیں رسولؐ اللہ حامی کار ہم

پنڈت اِندر جیت شرما

مجھے تیری آرزو ہے مجھے تیری جستجو ہے
میرے سر میں تیری بو ہے مرے دل میں تو ہی تو ہے
مری حسرتوں کے مالک
مری الفتوں کے مالک
تجھے شہر تن میں ڈھونڈا تجھے ما و من میں ڈھونڈا
تجھے انجمن میں ڈھونڈا تجھے ہر چمن میں ڈھونڈا
کسی رنگ میں نہ پایا
کسی حال میں نہ دیکھا
مری محفلوں کے تزئیں دلِ غمزدہ کے تسکیں
ہے تجھی سے صبر و تمکیں مجھے رکھ نہ ہائے غمگیں
مری چاہتیں ہیں تجھ سے
مری راحتیں ہیں تجھ سے
نہ فریب زندگی دے نہ حیاتِ دائمی دے
نہ مزاج برہمی دے نہ خیالِ خامشی دے
مرے زخم دل کو بھر دے
مجھے بے نیاز کردے
کسی چال میں نہ آؤں نہ فریب دہر کھاؤں
میں جدھر نظر اٹھاؤں تجھے بے نقاب پاؤں
مجھے رازداں بنادے
مجھے راہ حق دکھا دے

اودھے ناتھ نشتر لکھنوی

بنائے کن فکاں نورِ خدا کی بات کرتے ہیں
ادب کے ساتھ ختم الانبیاء کی بات کرتے ہیں

سلامی دیتی ہیں پلکیں نگاہیں جھوم جاتی ہیں
خوشی میں جب حبیب کبریاؐ کی بات کرتے ہیں

غرض تسنیم و کوثر سے نہ ہم کو کام جنت سے
کہ ہم دل سے محمد مصطفیٰؐ کی بات کرتے ہیں

مٹائیں ظلمتیں جس نے، دکھائی راہ حق جس نے
ہم اس نورِ خدا، اس رہنما کی بات کرتے ہیں

نہ کیوں حسنِ سخن پر ہوں ہماری رحمتیں صدقے
زباں کوثر سے دھو کر مصطفیٰؐ کی بات کرتے ہیں

ہمیں دوزخ کی کیا پروا ہمیں کیوں ڈر ہو محشر کا
ہم عاصی شافعِ روزِ جزا کی بات کرتے ہیں

سلام اس ذات عالی پر درود اس نور اقدس پر
پڑھو صلِ علیٰ ہم مصطفیٰؐ کی بات کرتے ہیں

یہ ہیں جن و بشر کیا شئے خدا کے ہم زباں ہو کر
فرشتے بھی درِ خیر الوریٰ کی بات کرتے ہیں

وہ جس کے نور سے روشن ہیں یہ شام و سحر نشتر
اسی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی بات کرتے ہیں

بال مُکند عرشؔ ملسیانی

حاملِ جلوۂ ازل، پیکرِ نورِ ذات تو
شانِ پیمبری سے ہے سرورِ کائنات تو
فیضِ عمیم سے ترے قلب و نظر کی وسعتیں
مومنِ حق پرست کا حوصلۂ نجات تو
تیرے عمل کے درس سے گرم ہے خونِ ہر بشر
حسنِ نمودِ زندگی رنگ رُخ حیات تو
عقدہ کشائے این و آں نور فزائے ہر مکاں
قبلۂ اہلِ دل ہے تو، رونق شش جہات تو
شانِ بشر کا منتہا، خالقِ دہر کا حبیب
مردِ خدا پرست کا آئینۂ حیات تو
موردِ التفات ہم تیری نوازشات سے
ذاتِ خدائے پاک سے وقفِ نوازشات تو
قلب و نظر کے راز سب دہر پہ منکشف ہوئے
روحِ جہان راز تو، جان مکاشفات تو
کس کا ہے ظرف یوں لٹے شوق کا گنج شائگاں
کھول کے ہم پہ رکھ گیا، قلب کے واردات تو
مدح سرائے مصطفیؐ ہے تو عمل بھی چاہئے
عرشؔ جو ہو سکے تو ہو عزم میں پُر ثبات تو

بابو برج گوپی ناتھ بیکلؔ امرتسری

یا خدا تعریف میں کس کی ہوں میں رطب اللسان
چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں مرا طرزِ بیان

اے زبان کلک اب آتا ہے وقت امتحاں
آج دکھلانے کو ہے جوہر مری طبعِ رواں

آج لب پر ذکرِ محبوب خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت اے بختِ رسا آنے کو ہے

اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی
ہر طرف خلقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی

تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر
پاگئی راحت ترے آنے سے چشم منتظر

کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا رہنما جانیں تجھے

نور سے تیرے، اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبرو کفار کی پانی ہوئی

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفیؔ

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولِ دوسرا کا
مضموں ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا

تھی بعثتِ محمود خدا وند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا

پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا

معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خلدِ بریں روضۂ پرنور کا خاکا

دے علم و یقیں کو مرے رفعت شہِ عالم
نام اونچا ہے جس طرح سے مروا و صفا کا

یوں روشنی ایمان کی دی دل میں کہ جس سے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ محشر
کیفیؔ مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

پنڈت برجموہن تکا زیبا

سبق دنیا کو وحدت کا دیا حضرت محمدؐ نے
دوئی کو دور ہر دل سے کیا حضرت محمدؐ نے

اٹھا کر پردۂ بے گانگی ہر دل کے چہرے سے
انہیں رنگ آشنائی کا دیا حضرت محمدؐ نے

وہ حسرت اور پریشانی وہ وحشت اور پشیمانی
گریباں چاک تھا آکر سیا حضرت محمدؐ نے

سبق پاکیزگی کا اور نیکی کا دیا سب کو
بڑا احسان دنیا پر کیا حضرت محمدؐ نے

شریکِ دردِ مظلوماں، انیسِ حالِ محروماں
دل اِک عالم کا ہاتھوں میں لیا حضرت محمدؐ نے

کہا ہر ایک کو ہمسائے سے الفت محبت کر
دلآزاری سے بچ فرما دیا حضرت محمدؐ نے

❁❁❁

گلزارِ وحدت حضرت محمدؐ
انوارِ رحمت حضرت محمدؐ

اللہ روحِ کون و مکاں ہے
روحِ نبوتؐ حضرت محمدؐ

چشم و چراغِ ہم دین و دنیا
فخرِ شریعت حضرت محمدؐ

اللہ اکبر کے رازداں تھے
رازِ مشیت حضرت محمدؐ

نقشِ دوئی کو مٹا کر اُٹھے
مشتاقِ وحدت حضرت محمدؐ

کرتے تھے ہمسائے سے محبت
تھے نیک نیت حضرت محمدؐ

راہِ صداقت پہ گامزن وہ
تھے مرد ہمت حضرت محمدؐ

ہے دِل میں حسرت زیبؔا تو یہ ہے
دکھلائیں صورت حضرت محمدؐ

پنڈت بشن نرائن حامیؔ

ہو کس سے بیاں منزلت و شانِ محمدؐ
ہے آپ خداوند ثنا خوانِ محمدؐ

ہوں کیوں نہ بشر تابعِ فرمانِ محمدؐ
فردوس میں جائیں گے غلامانِ محمدؐ

عاصی تپشِ مہرِ قیامت سے ڈریں کیوں
کافی ہے انہیں سایۂ دامانِ محمدؐ

پائیں گے اگر حکم تو محشر میں فرشتے
آنکھوں سے بجا لائیں گے فرمانِ محمدؐ

از بسکہ گنہگار ہوں محشر میں الٰہی
چھوٹے نہ مرے ہاتھ سے دامانِ محمدؐ

ابتک ہے گرفتار اسی پیچ میں سنبل
دیکھی تھی کبھی زلفِ پریشانِ محمدؐ

رضواں بھی اشاروں سے بتائیں گے کہ وہ ہے
ڈھونڈیں گے جو ہم حشر میں ایوانِ محمدؐ

دیکھیں گی رُخِ پاک جو فردوس میں حوریں
ہو جائیں گی سو جان سے قربان محمدؐ

بخشیں مجھے توفیق اگر نعت کی حامیؔ
بھولوں نہ کبھی عمر بھر احسانِ محمدؐ

لال بہاری لال شاںتؔ

کیوں کر کہوں جنت ہے گلستانِ مدینہ
جنت کے فرشتے ہیں ثنا خوانِ مدینہ

کیا شان ہے کیا صلِّ علیٰ شانِ مدینہ
خود داعیِ جنت ہوا مہمانِ مدینہ

سو جنتیں اور ایک بیابانِ مدینہ
سو پھول اور اک خار مغیلانِ مدینہ

اب اس سے سوا اور ہو کیا شانِ مدینہ
احسانِ مجسم پہ ہے احسانِ مدینہ

برکت ہے ترے قدموں کی اے جانِ مدینہ
آدم بھی فرشتے بھی ہیں قربانِ مدینہ

میں بھی ہوں ترے در کا بھکاری مرے داتا
ہو چشمِ کرم مجھ پہ بھی سلطانِ مدینہ

لالہ بنی رام رآم کشمیری

آپ وہ ہیں کبریا کے دِل میں ہے گھر آپ کا
آپ اس کے پیارے ہیں اور وہ ہے دلبر آپ کا

کیوں نہ مجھکو آرزو ہو آپ کے دَر کی نبیؐ
بڑھ کے ہے خلدِ بریں سے بھی مجھے دَر آپ کا

رات ہو، دِن ہو، سحر ہو، شام ہو یا دو پہر
منتظر رہتا ہے سائل کے لئے دَر آپ کا

جو ہمارے پاس ہے وہ آپ کا ہے یا نبیؐ
جان شریں آپ کی، دل آپ کا، سَر آپ کا

گر تمنا ہے کوئی تو ہے یہی دل میں مرے
رات دن دیکھا کروں روئے منوّر آپ کا

شاہ عالیجاہ سے ہے مرتبہ اس کا سوا
خوبیِ تقدیر سے جس کو ملا دَر آپ کا

آپ ہی محبوبِ مولا، شافعِ محشر ہیں آپ
آپ ہی تسنیم کے مالک ہیں کوثر آپ کا

ظلمتِ کفار کا اندھیر کیوں کر چل سکے
غیرتِ خورشید جو ہے وہ ہے اختر آپ کا

نیّرِ اعظم بنا ہر ذرّۂ ریگ عرب
اے محمدؐ دیکھ کر رُوئے منور آپ کا

فائدہ پاتے تھے یکساں دوست دشمن آپ سے
پیش تھا سب کے لئے دستِ مخیّر آپ کا

رآم کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پرواہ نہیں
رآم سے لیکن نہ چھوٹے گا نبیؐ در آپ کا

مصر پربھودیال عاشقؔ لکھنوی

رحمت للعالمینؐ، دامانِ رحمت کے سوا
زیبِ سرتاجِ شہی تاجِ شفاعت کے سوا
ہادیِ خیر البشر، ماہِ ہدایت کے سوا
کس قدر اوصاف ہیں ان میں نبوت کے سوا
ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت کے سوا

رشکِ حسنِ حور ہے حسنِ حسینا کا دیار
رشکِ غلماں، ہیں غلامانِ حبیبِ کردگار
رشکِ طوبیٰ ہے قدِ رعنائے شاہِ روزگار
خلد والے دیکھتے ہیں آ کے یثرب کی بہار
ایک جنت اور بھی ہے باغِ جنت کے سوا

خواہشِ دیدارِ جاناں، بے کسی امداد کر
جذبۂ الفت، تمنائے دِلی، امداد کر
وحشتِ قلبِ حزیں وارفتگی امداد کر
اے تصور یوں نگاہِ شوق کی امداد کر
کچھ نظر آئے نہ مجھ کو ان کی صورت کے سوا

رات دن تڑپا رہی ہے وحشتِ دل دیکھیے
مضطرب ہوں میں تمنائے رخِ پرنور سے
قلب پر ہیں حسرت وارماں کے حملے ہو رہے
اپنی رحمت سے بلا لے اب تو روضے پر مجھے
داغِ فرقت بھی ہیں دل میں داغِ الفت کے سوا

بادشاہِ دوسرا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
شافعِ روزِ جزا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
صدرِ بزمِ انبیا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
اور محبوبِ خدا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے سوا، اور میرے حضرت کے سوا

چشمۂ آبِ بقا ہیں آپ بیشک مان لوں
مشعلِ راہِ ہدایت آپ ہیں یہ جان لوں
وہ الٰہ العالمیں، یہ رحمت للعالمیں
عشقِ محبوبِ خدا، عشقِ خدا سے کم نہیں
اس کو کیا جانے کوئی اہلِ محبت کے سوا

مہاراجہ سر کشن پرشاد شاد

المتوفی: ۱۹۴۰ء

اشرفِ انبیاء، حبیبِؐ خدا زینتِ مسندِ جہاں بانی
وہ ابوالقاسم، احمدِ مختار جن کی ہے شان، شانِ ربانی
عارفِ ذاتِ واحد مطلق کاشفِ راز قدس سبحانی
اُن کا شہرِ مدینہ مسکن ہے خُلد کا ہے بو نقشۂ ثانی
فخرِ آدم ہیں اشرف عالم ہیں یہ کشاف سرِّ پنہائی
رازِ وحدت کے رازدار ہیں یہ بزمِ کثرت میں ہیں یہ لاثانی
ان سے توحید نے ترقی کی اس تمند کے ہیں یہی بانی
شاہِ دُنیا و دیں وزیرِ خدا ان پہ مبذول لطفِ سبحانی
برجِ خاکی کے مہرتاباں ہیں اللہ اللہ بلند ایوانی
کیا سراپا کا ان کے وصف کروں دونوں عالم ہیں ان سے نورانی
تمکنت میں تھے کوہِ تمکیں آپؐ خلق والا تھا رحمِ یزدانی
بذل وجود و عطا کا کیا کہنا بحرِ رحمت کی جیسے طغیانی
تھے مروّت میں آپ اپنی نظیر ہوتی دشمن کو تھی پریشانی
دھاک بیٹھی تھی دل پہ اعدا کے تھے شجاعت میں ایسے لاثانی
گوکہ اُمّی جہاں میں تھے مشہور تھا تکلّم کلامِ ربانی
بات بات آپؐ کی حکیمانہ ہر نصیحت تھی وعظ عرفانی
سادگی آپؐ کی سبق آموز مٹ گئی کافروں کی رہبانی
دخل ہی کیا وہاں تعصب کو تھا فقط ایک جذبِ روحانی
ادب و خُلق اور مروّت سے پھیلی آفاق میں مسلمانی

ایسے بے مثل بندہ پرور کی
ہو سکے کیا بھلا ثنا خوانی

جگن ناتھ کمالؔ

وجودِ عالمِ امکاں ہوا جب حکمِ قدرت سے
تو چھینٹے چار سو اُڑنے لگے دریائے رحمت سے
عناصر بھی گلے ملنے لگے مہر و محبت سے
ہوئی آراستہ بزمِ دو عالم حسنِ فطرت سے

وہ نورِ سرمدی آدمؑ کی پیشانی پہ جا بیٹھا
وہ محبوبِ الٰہی جسمِ انسانی میں جا بیٹھا

یہی نورِ ازل خود غایتِ امکانِ عالم تھا
یہی وہ نور تھا جو باعثِ تخلیق آدمؑ تھا
یہی دنیائے محزوں میں چراغِ خانۂ غم تھا
یہی وہ روشنی تھی جس سے کفر و جہل کو رَم تھا

یہی پیغمبروں میں منتقل ہوتا رہا برسوں
یہی سب ہادیانِ خلق کا تھا رہنما برسوں

بڑی ہی منتوں کے بعد شامِ منتظر آئی
شبِ اندوہ غم گزری سعادت کی سحر آئی
رہینِ ہجر کو تسکین کی صورت نظر آئی
کہ کانوں میں ندائے آمدِ خیر البشرؐ آئی

ہر اک بیٹھے ہوئے دل میں خوشی کا ولولہ اُٹھا
ہر اک جانب سے شورِ آمدِ خیر الوریٰ اٹھا

غریبوں کے نہالِ آرزوئے دل میں پھل آئے
گرے مینارِ کسریٰ کفر و بدعت میں خلل آئے
بجھا آتش کدہ جب مظہرِ نورِ ازل آئے
زمیں چومی بتوں نے سجدے میں لات و ہبل آئے

امینِ آمنہ سے بزمِ ہستی جگمگا اٹھی
زمانے بھر میں امیدوں کی کھیتی لہلہا اٹھی

مبارکباد دینے کے لیے روح الامیں آئے
مبارک ہو کہ بزمِ دہر میں خلوت نشیں آئے
امینِ جنسِ وحدت آئے ختم المرسلیں آئے
محمدؐ مصطفیٰؐ محبوبِ رب العالمیں آئے

وہ استادِ ادب اعلیٰ نسب ماہِ عرب آیا
وہ مقصودِ طلب کل کا سبب امّی لقب آیا

سلام اے سرورِ عالم سلام اے مہرباں تجھ پر
سلام اے ہادیِ دیں اے رفیقِ بیکساں تجھ پر
سلام اے فخرِ ہستی اے شفیعِ عاصیاں تجھ پر
سلام اے ظلِّ رحماں اے نشانِ بیکساں تجھ پر

کمالؔ بے نوا کے دل کو تو دردِ آشنا کر دے
اسے بھی اپنے صدقے بے نیازِ مدّعا کر دے

پنڈت ہری چند اختؔر

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عربؐ نے آدمی کا بول بالا کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

کہہ دیا لاتقنطوا اختؔر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا

شِو چرن داس اختؔر بھنگالوی

دل آویز ہے قابلِ داد ہے
خلاصہ ہے قرآں کے فرمان کا
یہ بیکار ہیں تاج و تخت و نگیں
اگر خوش روی خوش اساسی نہیں
اگر تیرا شیوہ ہے مکر و ریا
تو مذہب کو پہچانتا ہے بتا
غریبوں کی خدمت ہو تیرا شعار
کبھی سُن سکے تو جو پیغامِ غیب
درندوں کی عادات سے باز آ
کیا نام بدنام انسان کا
اگر پاسِ صدق و صفا ہی نہیں
اگر دل پہ ہے نقشِ عِشق بُتاں
تو پھر کچھ نہیں شوکتِ ظاہری
ارے زندگی ہے مثالِ حباب
کرے گا اگر حق سے تو اجتناب
رہا دل اگر حق سے نا آشنا
نہیں قابلِ اعتنا زندگی!

محمد کا کیا خوب ارشاد ہے
کہ لالچ نہ کر مال کا جان کا
اگر دل حقیقت کا قائل نہیں
نظر محرمِ حق شناسی نہیں
پتا مل سکے گا نہ ایمان کا
خدا کیا ہے یہ جانتا ہے بتا
اسی میں ہے مستور رازِ وقار
ہنر میں بدل جائیں سب تیرے عیب
بدی سے برائی سے خود کو بچا
اگر کام اپنایا شیطان کا
اگر تجھ کو خوفِ خدا ہی نہیں
خدا کا فقط نام زیبِ جہاں
عبث ہے ترا دعویٔ برتری
پلٹ کر نہ آئے گا دورِ شباب
رہے گا ہمیشہ شکارِ عذاب
نہیں اس میں کچھ زندگی کا مزا
اگر دل نہیں قائلِ بندگی

تو اختؔر کسی کا بھی دل مت دکھا
اسی میں ہے پیغام عرفان کا

گرسرن لال ادیب لکھنوی

آؤ ہم سب مل کے بیٹھیں پیار کی باتیں کریں
سرزمینِ یثرب و سرکار کی باتیں کریں
دو جہاں کے سرور و سردار کی باتیں کریں
فخرِ آدم احمدِؐ مختار کی باتیں کریں

پریم کی گنگا بہائی جس نے ریگستان میں
روح تازہ پھونک دی مٹتے ہوئے ایمان میں

وہ صداقت کا علَم بردار وحدت کا خطیب
ظاہر و باطن کے سب انوار تھے جس کے قریب
انبیا پر برتری کا تھا شرف جس کو نصیب
وہ خدائے پاک و برتر نے کہا جس کو حبیب

دم قدم سے جس کے حق کا بول بالا ہوگیا
نورِ وحدت ہر طرف پھیلا اُجالا ہوگیا

جگن ناتھ آزاد

مجھے لکھنا ہے اک انسانیت کا بابِ تابندہ
منور جس کے ہوں الفاظ، مصرعے جس کے رخشندہ
مجھے اک محسنِ انسانیت کا ذکر کرنا ہے
مجھے رنگِ عقیدت فکر کے خاکے میں بھرنا ہے
بشر سے کس طرح تورات کے وعدے ہوئے پورے
سحر کے شام کے دن رات کے وعدے ہوئے پورے
بشارت جس کی دی تھی ابنِ مریمؑ نے زمانے کو
وہ ہستی کون تھی کب آئی تھی محفل سجانے کو
وہ کیا ساماں تھے جب اُتری تھی رحمت دو جہانوں کی
بلندی مل گئی کیوں کر زمیں کو آسمانوں کی
نہ ہے تابِ سخن مجھ کو نہ ہے تحریر کا یارا
میں ذرّہ ہوں مرا موضوع خورشیدِ جہاں آرا
کہانی لکھ چکا ہوں گرچہ سورج چاند تاروں کی
بہت دہرا چکا ہوں داستاں رنگیں بہاروں کی
مگر وہ چاند، تارے، پھول، سورج، سب تھے جسمانی
جو اب موضوع ہے خورشید میرا وہ ہے روحانی

یہ خورشیدِ ضمیر آرا ہے، خورشیدِ معانی ہے
اسی خورشید کی ذرّے کے لب پر اب کہانی ہے

عرب کی سرزمیں پر خیمہ زن گہرا اندھیرا تھا
جہاں تک کام کرتی تھی نظر ظلمت کا ڈیرا تھا
قبیلوں میں یہاں تقسیم تھی اِنسان کی دُنیا
فقط جنگ و جدل پر تھی فدا ارمان کی دنیا
بظاہر گرچہ تھے یہ دینِ ابراہیمؑ کے پیرو
بہ باطن تھے مگر سب اپنی ہی تنظیم کے پیرو
یہاں جتنے بھی سینے تھے شجاعت کے ٹھکانے تھے
مگر اپنے ہی بھائی اس شجاعت کے نشانے تھے
یہاں مذہب کی عزت تھی نہ تھی ایمان کی عزت
نہ ہو ایمان کی تو پھر کہاں انسان کی عزت
غرض اس سرزمیں کی تھی عجب ناگفتنی حالت
جو نظارہ تھا اس کا، تھا وہی نظارۂ عبرت

جہاں قرآن بن کر حرفِ حق کو جگمگانا تھا
وہ خطّہ آج اک گہرے اندھیرے کا ٹھکانا تھا

عرب سے مختلف تھا گرچہ کچھ ایران کا عالم
یہاں بھی تھا مگر ناگفتنی ایمان کا عالم
شہنشاہی کی یاں بے نور شمعیں جھلملاتی تھیں
بھڑک اٹھتی تھیں وہ کچھ دیر جب بجھنے میں آتی تھیں

نہ ان بجھتی ہوئی شمعوں کا تھا انداز نورانی
کہ ظلمت میں اضافہ کر رہی تھی ان کی تابانی

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمیں پر آج تھا تخریب کی دنیا

یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ
فلاطوں کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
ارسطو کی طلاقت ایک گم گشتہ خزانہ تھی
سکندر کی شجاعت ایک پارینہ فسانہ تھی

بہت چمکا زمیں پر چین کی تہذیب کا تارا
مگر اب بجھ کے ٹھنڈا ہو چکا تھا یہ جہاں آرا
کبھی ہوتی رہی ہوگی یہاں تعظیم کنفوشش
دلوں سے ہو چکی تھی محو اب تکریمِ کنفوشش

غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے اُفق پر دفعتہً سیلابِ نور آیا
جہانِ کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
بھٹکتی خلق کو رستہ دکھانے رہنما آیا
سفینے کو تباہی سے بچانے نا خدا آیا
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلیں آیا
سحابِ رحم بن کر رحمۃً للعالمینؐ آیا
خلیق آیا، کریم آیا، رؤف آیا، رحیم آیا
کہا قرآں نے جس کو صاحبِ خُلقِ عظیم آیا
بشر بن کر زمانے کا جمالِ اوّلیں آیا
متاعِ صدق لے کر صادق الوعد و امیں آیا
وہ آیا فقرؔ فخری رتبہ ہے جس کی قناعت کا
وہ آیا جو معلم ہے جہاں میں دینِ فطرت کا
سراپا علم بن کر صاحبِ ام الکتاب آیا
زمینِ تشنہ لب کی زندگی بن کر سحاب آیا
تجلی عام فرماتا ہوا شمس الزماں آیا
امام الانبیاء آیا محمدؐ مصطفیٰؐ آیا
محمدؐ مصطفیٰؐ یعنی وہ محبوبِ خدا آیا
دلوں نے سرخوشی پائی کہ احمدؐ مجتبیٰ آیا
نویدِ جانفزا پائی یتیموں نے غریبوں نے
غلاموں، بے سہاروں، بیکسوں آفت نصیبوں نے
پیامِ زندگانی مل رہا تھا زیرِ دستوں کو
قضا آنکھیں دکھاتی پھر رہی تھی خود پرستوں کو
دلِ دنیا سے ہر ارمان اٹھتا تھا دعا بن کر
مسرّت نعرہ زن تھی چار سُو پیکِ صبا بن کر

ایضاً

سلام اے ظلِّ سبحانی سلام اے نورِ یزدانی
سلام اے وقت کی تقدیر کے ماتھے کی تابانی
سلام اے نازش و فخر و وقارِ آدمِ فانی
سلام اے بزمِ تاریکِ جہاں میں شمعِ نورانی

بھگوان داس بھگوانؔ

یا نبیِ محترم یا خواجۂ ارض و سما
یا رسولِ محتشم یا شافعِ روزِ جزا
ہادیِ کُلِ امم یا مظہرِ نورِ خدا
مرحبا اہلاً و سہلاً یا حبیبِ کبریا

السّلام والسلامُ یا محمدؐ مصطفیٰ

مالکِ عرشِ عظیم و صاحبِ خلدِ بریں
رحمۃ للعالمیں محبوبِ ربّ العلمیں
یا حبیب المرسلین و یا نبی الآخریں
یا رسول المسلمین و المؤمنیں العاشقیں

السّلام والسلامُ اے سرورِ دنیا و دیں

انت مولیٰ انت والی یا امام الانبیا
انت کعبہ انت اقصیٰ یا نبی الاصفیا
انت طٰہٰ انت یٰسیں یا امیر الاتقیا
انت نورِ کبریا شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ

السّلام والسلامُ یا حبیب الانبیا

تاجدار ارضِ بطحا یا امام القبلتین
صاحب المعراج و اسرا یا رئیس الکعبتین

یا جمال المرسلین و یا رسول العالمین
نورِ عین الانبیا محبوب ربّ المشرقین

السّلام والسلام اے فاتحِ بدر و حنین

سیدی مکّی قریشی جلوہَ بیت الحرم
پیکرِ قرآں حبیبِ خالقِ جود و کرم
شافعِ بھگواں شفیعِ دوجہاں قدسی حشم
صاحبِ خلقِ عظیم و نکتہ آموزِ اُمم

السّلام والسلام یا نبی المحترم

سردار بشن سنگھ بیکلؔ

اے رسولِ پاک! اے پیغمبرِ عالی وقار
چشمِ باطن بیں نے دیکھی تجھ میں شانِ کردگار
تیرے دم سے گُل نظر آئے ہیں وہ عرفاں کے خار
خوبیوں کا ہو تری کیوں کر بھلا ہم سے شمار

نور سے تیرے، اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبرو کفار کی پانی ہوئی

اک جہالت کی گھٹا تھی چار سُو چھائی ہوئی
ہر طرف خلقِ خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شاخ دینداری کی تھی بے طرح مرجھائی ہوئی
لہلہا اٹھی، تری جب جلوہ آرائی ہوئی

تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر
پاگئی راحت ترے آنے سے چشمِ منتظر

کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا رہنما جانیں تجھے
دیکھنے کو دے خدا آنکھیں، تو پہچانیں تجھے
حق کی ہے بیکلؔ صدا، شمس الضحیٰ مانیں تجھے

گر مسلمانوں کا اک پیغمبرِ اعظم ہے تُو
اپنی آنکھوں میں بھی اک اوتار سے کب کم ہے تُو

چمن لال چمنؔ

وہ خاتمِ پیغمبراں | وہ شاہ وہ شاہِ شہاں
وہ غمگسارِ بیکساں | روح و روانِ عاشقاں
محبوب رب دو جہاں

وہ جس کے آنے سے کھلی | دل کے گلستاں کی کلی
پھر پھولنے پھلنے لگی | جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی پھوٹی ہوئی

مشرق سے مغرب تک ہوا | اک دم اُجالا نور کا
اور کفر کی ظلمت جو تھی | کافور گویا ہوگئی
آنے سے اس کے بے گماں

وہ جس کے آنے کی خبر | دیتے تھے موسیٰ پیشتر
وہ حکمرانِ بحر و بر | سمجھے ہیں اس کو راہبر
حور ملک جن و بشر

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ | ابرِ کرم بحرِ سخا
مقبول و منظورِ خدا | وہ مبدأ ارض و سما
لولاک تھا جس کو کہا

اللہ نے جس کے لیے | آیات سے تحفے دیے
وہ جس کو ربّ ذو المنن | کہتا ہے خود محبوب من
میں کیا کہوں پھر اے چمنؔ

کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسولؐ کی
ہے بندگی خدا کی اطاعت رسولؐ کی

ہے مرتبہ حضورؐ کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عظمت رسولؐ کی

تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں کی یاد
سرمایۂ حیات ہے الفت رسولؐ کی

انسانیت، محبتِ باہم شعور و فکر
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسولؐ کی

ترتیب دی گئیں شبِ اسریٰ کی خلوتیں
صلِ علیٰ یہ شان یہ عظمت رسولؐ کی

فرمانِ ربِّ پاک ہے فرمانِ مصطفیؐ
احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسولؐ کی

اِتنی سی آرزو ہے بس اے ربِّ دو جہاں
دل میں رہے سحرؔ کے محبت رسولؐ کی

سندر لال حمیدؔ

اک رام سنیہی گیانی گرو کل مجھ کو ملا تھا یاروں میں
وہ نین رسیلے پریم بھرے، دلدار تھا وہ دلداروں میں
لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن
توحید کی مالا ہاتھوں میں، کہتا تھا یہی ناداروں میں
سب مایا ہے اُس خالق کی جو خالق ہے ہر کایا کا
تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہو بیچاروں میں
وہ جگت گیانی من موہن تھا واقف مہر کے رازوں سے
گُن گیان کو لے کر آیا تھا، وہ غفلت کے بیماروں میں
میں سیس نواؤں چرنن لاگوں نام محمدؐ جس کا ہے
شُدرا اور ویش کیے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں
ہم داس رہیں گے مرتے دم تک یارو اس گُر گیانی کے
ہیں روپ سروپ محمدؐ کے یاں قدرت کے آثاروں میں
تم لے لے اس کا نام حمیدؔ اپدیش کرو اس نگری میں
یہ گیان دھرم کی آن نہیں ہے جا کر چھپنا غاروں میں

چودھری دلّو رام کوثریؔ

مجھے نعت نے شادمانی میں رکھا
کہ مصروف شیریں زبانی میں رکھا
میں لکھتا رہا نعت اور حق نے شب بھر
قمر کو مری پاسبانی میں رکھا
نہیں اختیار اب سے کی نعت گوئی
یہی شغل ہم نے جوانی میں رکھا
بہارِ ریاضِ ثنائے نبیؐ نے
دہن کو مرے گلفشانی میں رکھا
نبیؐ کے ہوئے نعت گو دو برابر
کہ دونوں کو اک مدح خوانی میں رکھا
ہے حسّانؔ پہلا تو میں دوسرا ہوں
نہیں فرق اوّل میں ثانی میں رکھا
خدا نے اُسے سونپی محفل عرب کی
مجھے بزمِ ہندوستانی میں رکھا
لکھیں کوثریؔ عمر بھر ہم نے نعتیں
نہ کچھ اور غم زندگانی میں رکھا

امر چند قیس جالندھری

وہ ابرِ فیضِ نعیم بھی ہے نسیمِ رحمت شمیم بھی ہے
شفیق بھی ہے خلیل بھی ہے رحیم بھی ہے کریم بھی ہے

وہ معنیِ حسن آفرینش، نظر نوازِ ہر اہلِ بینش
حبیبِ ربِّ جلیل بھی ہے جمیل بھی ہے سلیم بھی ہے

وہ علم و عرفاں کا ہے مدینہ، خزینۂ راز اس کا سینہ
وہ پیکرِ نورِ سرمدی ہے وہ حسنِ خُلقِ عظیم بھی ہے

کوئی یہ اس کا وقار دیکھے پھر اس پہ یہ انکسار دیکھے
سرِ مبارک پہ تاجِ اطہر ہے دوش پر اک گلیم بھی ہے

اٹھائیں جن سے اذیتیں پھر انہیں کے حق میں دعائیں مانگیں
کسی میں یہ شانِ حلم بھی ہے اور ایسا کوئی حلیم بھی ہے

یہ آپ کے قیس کا ہے ایماں حضورؐ ہیں رہنمائے انساں
حضورؐ کا جو نہیں ہے قائل شقی بھی ہے اور لئیم بھی ہے

منشی بشیشور پرشاد منورؔ لکھنوی

بانیِ اسلام اے خورشیدِ تابانِ عرب
اے محمدؐ مصطفیٰ جانِ عرب شانِ عرب
ظلِّ اقدس میں پھلا پھولا گلستانِ عرب
جگمگایا نورِ وحدت سے بیابانِ عرب

آپ کے پیغام کی بنیاد تھی الہام پر
اک نئی دنیا بسا ڈالی خدا کے نام پر

اپنے مسلک کے محافظ اپنی امت کے کفیل
سینۂ شفاف کی خاکِ مدینہ ہے دلیل
آپ نے کردی نجاتِ روح کی پیدا سبیل
حشر میں اہلِ صفا کے آپ ہی ہوں گے وکیل

لاکھ کعبے ضَو فشاں تھے دیدۂ پُر نور میں
روشنی پیدا نہ تھی ایسی چراغ طور میں

آپ پر نازل خدائے پاک نے قرآں کیا
سرمۂ توحید سے وادیدۂ عرفاں کیا
آشکارا زندگی کا جوہرِ پنہاں کیا
پیکرِ اقدس کو رشکِ کعبۂ ایماں کیا

جو نہ سمجھیں آپ کا رُتبہ وہ اہلِ دل نہیں
اور کوئی جادۂ تسلیم کی منزل نہیں

ورنہ ہے چشمِ ضمیر ابتک نہ صاحب دل ہوں میں
دور ہے کوسوں جو بیداری سے وہ غافل ہوں میں
ناشناسِ رازِ پنہانِ حق و باطل ہوں میں
کیسے پھر اسلام کی تفہیم کے قابل ہوں میں

گو مسلماں میں نہیں پر قائل اسلام ہوں
کیوں کہ مردانِ خدا کا بندۂ بے دام ہوں

منشی گوبند پرشاد فضاؔ

محمدؐ رہنمائے اِنس و جاں ہے
رسولِؐ کبریائے دو جہاں ہے
وہ محبوبِ جنابِ کبریا ہے
شفیع المذنبیں روزِ جزا ہے
لقب ہے سیّدِ کونینِ ذیشاں
خدا قرآں میں ہے اس کا ثناخواں
نبی ایسا کوئی دنیا میں پیدا
نہ تھا آگے، نہ اب ہے اور نہ ہوگا
نہیں ہرگز یہ طاقت ہے زباں کو
جو نعتِ مصطفیٰؐ کچھ بھی بیاں ہو
نہیں توصیف کا ہے مجھ کو یارا
کروں اب عرض مطلب آشکارا

دعا میری یہ اے شاہِ امم ہے
مجھے بھی تجھ سے اُمیدِ کرم ہے

دیا شنکر نسیمؔ

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری
کرتا ہے یہ دو زباں یکسر
حمدِ حق و مدحتِ پیمبرؐ

پانچ اُنگلیوں میں یہ حرف زن ہے
یعنی کہ مطیعِ پنجتن ہے
ختم اس پہ ہوئی سخن پرستی
کرتا ہے زباں کی پیش دستی

سرداری لعل نشترؔ

جنابِ محمدؐ شہِ انبیاء تھے
مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے

طلسم عداوت کو حضرت نے توڑا
خلائق میں رشتہ محبت کا جوڑا

یتیموں کے محسن نگہبان تھے وہ
غریبوں پہ سو دل سے قربان تھے وہ

گناہوں کے جس وقت طوفاں بپا تھے
وہی کشتیِ دہر کے ناخدا تھے

کیے صاف پہلے تو دل کاوشوں سے
جلا دی پھر اخلاق کی تابشوں سے

بچایا ہر انسان کو لغزشوں سے
رہائی جہاں کو ملی شورشوں سے

ہدایت کا دنیا میں پیغام لائے
وہ شمعِ تجلّائے اسلام لائے

نہ کی رنج و غم کی شکایت کسی سے
نہ کینہ نہ رنجش نہ نفرت کسی سے

میسّر یہ قدرت کسی کو کہاں تھی
زبانِ محمدؐ خدا کی زباں تھی

زمانے میں کس طرح رہتی غلامی
کہ تھے آپ آزادیوں کے پیامی

ہیں ممنونِ احسانِ ذاتِ گرامی
عراقی و ترکی حجازی و شامی

فقط ایک نشترؔ ہی کیا مدح خواں ہے
ثنا خواں محمدؐ کا سارا جہاں ہے

دھرم پال گپتا وفاؔ

چھڑا کے بُت کی پرستش سکھائی تھی وحدت
ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے

شراب نوشی کی بدعت کو اس طرح روکا
کہ اس کا پینا پلانا حرام ہو جائے

سکھایا اہلِ عرب کو برابری کا سبق!
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے

سیاسیات سے مذہب مِلا دیا تُو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا
تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے

ترے خال میں یہ سخت نا مناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رفاہِ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

وفاؔ جہاں میں وہ عالی مقام ہو جائے
عطا جسے مئے عرفاں کا جام ہو جائے

چاند بہاری لال صبا

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسولؐ اللہ
خدا کا کر لیا ہم نے نظارا یا رسولؐ اللہ

نہ پہلے تھا کوئی ثانی تمہارا یا رسولؐ اللہ
نہ اب ہوگا کوئی تم سا دوبارہ یا رسولؐ اللہ

خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یا رسولؐ اللہ

خدا حافظ خدا ناصر سہی لیکن یہ محشر ہے
یہاں تو آپ ہی دیں گے سہارا یا رسولؐ اللہ

ہمیں بھی تم سے الفت ہے ہمیں بھی عشق ہے تم سے
خدا ہی کا نہیں ہے کچھ اجارا یا رسولؐ اللہ

خدا سے مانگ کر اپنے ہی کوچہ میں بلا لینا
اگر جنت مجھے لے لے قضا را یا رسولؐ اللہ

خدا اپنا سمجھتا ہے صبا کو کیا معمہ ہے
بتاتا ہے وہ اپنے کو تمہارا یا رسولؐ اللہ

گورسرن لال ادیبؔ لکھنوی

قلم کو جب شرف حاصل ہوا نعتِ پیمبرؐ کا
بنا ہر لفظ اک تعویذ خوفِ روزِ محشر کا

کہا خورشید نے یہ میرا حق ہے کیوں زمیں پائے
لیا آغوش میں کرنوں نے سایہ جسم اطہر کا

دماغ و جاں منور ہیں ترے رُخ کے تصور سے
مشامِ جاں پہ احساں ہے تری زلفِ معنبر کا

تری چشمِ عنایت کے سوا میں تجھ سے کیا مانگوں
بھکاری ہوں مگر سائل نہیں ہوں سیم و گوہر کا

نہ ہو کچھ اور لیکن دولتِ ایماں تو رکھتا ہے
شہنشاہوں سے بہتر ہے بھکاری بھی ترے در کا

ادیبؔ خستہ پر محبوبِ خالق کی نوازش ہو
عیاں ہوگی حقیقت پردۂ باطل اگر سَرکا

چندر پرکاش جوہرؔ بجنوری

خم جس کی فضیلت پہ دو عالم کی جبیں ہے
سجدہ گہِ کونین وہ طیبہ کی زمیں ہے

اتنا کوئی اللہ کو محبوب نہیں ہے
صورت بھی حسیں، آپ کی سیرت بھی حسیں ہے

دنیا کا عقیدہ بھی ہے اپنا بھی یقیں ہے
جو بات ہے طیبہ میں کہیں اور نہیں ہے

یہ ارضِ مقدس ہے یہ طیبہؔ کی زمیں ہے
جنّت بھی یہیں مالکِ جنّت بھی یہیں ہے

اے خاکِ مدینہ ترے اعجاز کے صدقے
ہے عرش نشیں جو بھی یہاں فرش نشیں ہے

جس نے نہ کیا گنبدِ خضرا کا نظارا
وہ آنکھ حقیقت میں کوئی آنکھ نہیں ہے

کیوں گلشنِ طیبہ میں کروں خواہشِ جنت
کیا خلدِ بریں اس کے سوا، اور کہیں ہے

اللہ کے دیدار سے محروم رہے گا
دیدارِ نبیؐ کا جسے ارمان نہیں ہے

جوہرؔ کوئی عالم ہو ازل ہو کہ ابَد ہو
ہر حال میں دل سرورِ عالم کے قریں ہے

کرشن موہن

میمنت آگیں ہے نامِ مصطفیؐ
ہے پیامِ حق پیامِ مصطفیؐ

اہل ایماں کے لیے ہر گام پر
مشعلِ حق ہے کلامِ مصطفیؐ

کیوں نہ اُس کا نام ہو ہر دل عزیز
ہے ہر اک دل میں قیامِ مصطفیؐ

معرفت کی روشنی کے فیض سے
تھا فرازِ عرش بامِ مصطفیؐ

اہلِ دنیا پر کھلا معراج سے
کتنا اعلیٰ ہے مقامِ مصطفیؐ

ایک ہوں کیوں کر نہ محمود و ایاز
ساغرِ وحدت ہے جامِ مصطفیؐ

چھا گیا ہے عرصۂ کونین پر
جلوۂ حسنِ تمامِ مصطفیؐ

بے گماں اے ''کرشن موہن'' ثبت ہے
قلبِ گیتی پر دوامِ مصطفیؐ

ہیرانند سوز

جب مدحت و ثنائے شہِ دوسرا ہوئی
نامِ خدائے پاک سے ہی ابتدا ہوئی

وہ پا گیا نجات گناہوں کے بوجھ سے
محشر میں جس کو ان کی شفاعت عطا ہوئی

نورِ خدا تھا رُخ پہ رسالت مآبؐ کے
پروانہ وار آپؐ پہ دنیا فدا ہوئی

ہر اُمّتی پہ رنج و مصائب کی دھوپ میں
سایہ فگن انھیںؐ کے کرم کی رِدا ہوئی

اِکسیر ہوگی میری بصارت کے واسطے
مجھ کو نصیب اُنؐ کی اگر خاکِ پا ہوئی

اے شاہِ مُرسلین! کتابِ مبین سے
فِطرت ترے غلام کی حق آشنا ہوئی

اُترے ہیں جب بھی ذہن میں اشعار نعت کے
اے سوزؔ! اُن سے اور عقیدت سوا ہوئی

اندر سروپ ناداں

نہ ہم دنیا نہ عقبیٰ مانگتے ہیں
فقط تیرا سہارا مانگتے ہیں

ہمارے نام لکھ یہ سرفرازی
ترے قدموں کا صدقہ مانگتے ہیں

ہے جن کے سر پہ تیرا دستِ رحمت
وہ کب سایا ہُما کا مانگتے ہیں

جو مستحکم، ہیں مانندِ ہمالہ
سہارا وہ بھی تیرا مانگتے ہیں

کرم کر ہم پہ اے شاہِ مدینہ
اندھیرا ہے اُجالا مانگتے ہیں

ہمیں جانا ہے سوئے کعبۂ دل
ترا نقشِ کفِ پا مانگتے ہیں

زمانہ تجھ سے جو چاہے سو مانگے
ہم اِدراکِ زمانہ مانگتے ہیں

انھیں بھی اپنے ہونے کی خبر دے
یزیدوں سے جو بھِکشا مانگتے ہیں

ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ

مل گئی دونوں جہاں میں عزّ و شانِ زندگی
نامِ احمد جب ہوا وِردِ زبانِ زندگی

السّلام اے تاجدارِ انبیاء ختمِ رسل
اے حبیبِ کبریا اے پاسبانِ زندگی

فخرِ موجوداتِ عالم، آبروئے کائنات
پیکرِ انساں میں نورِ حق بہ شانِ زندگی

اہلِ دنیا کو ملا تجھ سے کلام اللہ کا
روشناسِ حق ہوئے دیدہ ورانِ زندگی

کج کلاہوں کی تمنا ہے بنیں تیرے غلام
تیری چوکھٹ کی غلامی میں ہے شانِ زندگی

اے مکینِ گنبدِ خضرا کرم فرمایئے
ہے ابھی درپیش مجھ کو امتحانِ زندگی

کالی داس گپتا رضاؔ

بزمِ احمد کو جو چھو کر بھی ضیاء آتی ہے
شب دیجور میں سو شمعیں جلا آتی ہے

زخمِ دِل کھولے ہی رکھنا کہ ابھی کھڑکی سے
دشتِ یثرب کی وہ مستانی ہوا آتی ہے

کیسے میلاد پہ برسیں نہ خوشی کے آنسو
دِن یہ آتا ہے تو رحمت کی گھٹا آتی ہے

آپ کا آنا تھا اس شمع کا جلنا جس سے
روشنی نیّرِ تاباں سے ہوا آتی ہے

ہم کو جنّت کی رُتوں کی نہیں پروا کہ اِدھر
ابر مکّے سے مدینے سے صبا آتی ہے

کہیں نزدیک ہی میلاد کی محفل ہوگی
پاس ہی سے کہیں آوازِ رضاؔ آتی ہے

جاوید وششٹ

اک برہمنِ ہند تجھے پیار کرے ہے
چوٹی سے ہمالہ کی نمسکار کرے ہے

کاشی میں بھی کعبے کی زیارت اُسے حاصل
تیری ہی محبت یہ چمتکار کرے ہے

ہے دھیان میں اس کے شبِ معراج کا منظر
وہ موند کے آنکھیں ترا دیدار کرے ہے

محرم ہے ترے فیض سے توحیدِ خُدا کا
کثرت کے ہر اک رنگ کا ستکار کرے ہے

ہے عرشِ بریں تیرے لیے صاحبِ لولاکؐ
قرآں تیری عظمت ہی کا اظہار کرے ہے

تو صاحبِ یٰسین تو ہی صاحب طٰہٰ
قرآن ہے شاہد کہ خدا پیار کرے ہے

بے تیغ و سناں ایک فقط کلمۂ حق سے
تو قیصر و کسریٰ کو نگوں سار کرے ہے

ہے غارِ حرا نورِ عبادت سے منوّر
فاراں کی سحر نور کا اقرار کرے ہے

رحمت ہے دو عالم کے لیے تیری تجلّی
تجھ پر ہی بھروسا یہ گنہگار کرے ہے

ہے اور ہی عالم میں یہ عاشق ترا جاویدؔ
تیری ہی محبت ہے جو سرشار کرے ہے

کمار پاشی

سہل ہے راستہ محمدؐ کا
جل رہا ہے دیا محمدؐ کا

بے یقینی کے ان اندھیروں میں
سب کو ہے آسرا محمدؐ کا

نعرۂ حق کی گونج ہے ہر سُو
دور پھر آگیا محمدؐ کا

جل اٹھے پھر چراغ منزل کے
بادباں کھل گیا محمدؐ کا

شب کی تاریک رات میں اب بھی
نور ہے جا بہ جا محمدؐ کا

جس طرف سے بھی ہو چلے آؤ
ہے ہر اک راستہ محمدؐ کا

پرچمِ سبز کھل گئے ہر سُو
چل پڑا قافلہ محمدؐ کا

ہے ہواؤں کے ہاتھ پر دیکھو
نام لکھا ہوا محمدؐ کا

کفر کی رات ڈھل گئی پاشی
دیکھ پھر دن ہوا محمدؐ کا

بال مکند عرشؔ ملسیانی

اے جانِ حزیں چل دیکھ ذرا وہ روضۂ پاک مدینے میں
جس روضے کی تنویر سے ہے اِک نور جہاں کے سینے میں

تصویر محمد صلّی اللہ، تنویرِ نبی سُبحانَ اللہ
ہے عکسِ حقیقت جلوہ فگن، ہر اک دل کے آئینے میں

دنیا کی کشاکش میں اے دل، یوں راحتِ دنیا ملتی ہے
توحید کا نعرہ لب پر ہو، تصویر نبیؐ کی سینے میں

دہلیز پہ ان کی سجدہ کر اور عُمرِ ابَد کا طالب ہو
مصروف ابَد تک رہنے دے دنیا کو مرنے جینے میں

گرداب کہاں، طوفان کہاں جب حضرت خود ہیں کشتی باں
وہ پار اترا جو بیٹھ گیا، توحید کے پاک سفینے میں

اے عرشؔ درِ محبوب خدا ملجا ہے مقدر والوں کا
کٹتے ہیں تصور میں اپنے، گو صبح و شام مدینے میں

کرشن کمار ناز مرادآبادی

کتنی بے نور سی لگنے لگی دُنیا مجھکو
جب سے خوابوں میں نظر آیا مدینہ مجھکو

جب بھی نام آپ کا لے کر میں اٹھاتا ہوں قدم
راہ دے دیتا ہے بہتا ہوا دریا مجھکو

ذہن کیا چیز ہے سانسیں بھی مہک جاتی ہیں
یاد جب آتا ہے گلزارِ مدینہ مجھکو

جیت لوں میں یہ حقوق اور فرائض کی جنگ
حوصلہ دیجئے ایسا مرے مولا مجھکو

روشنی کچھ تو نگاہوں کو عطا فرمادیں
جاگتے سوتے دکھا دیجئے جلوہ مجھکو

نازؔ ہونٹوں پہ نہیں یوں ہی محمد کا نام
چاہئے تھا کوئی مضبوط سہارا مجھکو

ہیرانند سوزؔ

جب مدحت و ثنائے شہِ دوسرا ہوئی
نامِ خدائے پاک سے ہی ابتدا ہوئی

وہ پاگیا نجات گناہوں کے بوجھ سے
محشر میں جس کو اُنؐ کی شفاعت عطا ہوئی

نورِ خدا تھا رُخ پہ رسالتؐ مآب کے
پروانہ وار آپؐ پہ دُنیا فدا ہوئی

ہر اُمّتی پہ رنج و مصائب کی دھوپ میں
سایہ فگن انھیںؐ کے کرم کی رِدا ہوئی

اکسیر ہوگی میری بصارت کے واسطے
مجھ کو نصیب اُنؐ کی اگر خاکِ پا ہوئی

اے شاہِ مرسلین! کتابِ مبین سے
فطرت ترے غلام کی حق آشنا ہوئی

اُترے ہیں جب بھی ذہن میں اشعار نعت کے
اے سوزؔ! اُنؐ سے اور عقیدت سوا ہوئی

کرشن بہاری نورؔ لکھنوی

بہہ رہے ہیں اشک آنکھوں کی طہارت کے لیے
دِل چلا ہے سبز گنبدِ کی زیارت کے لیے

کوئی گوشہ ہی نہیں چھوڑا شکایت کے لیے
آپؐ کو بھیجا گیا سب کی شفاعت کے لیے

یہ رسولؐ اللہ پر ایمان، اللہ پر یقین
لازم و ملزوم ہیں اے دِل عبادت کے لیے

آپ محبوبِ خدا ہیں دوسرا کوئی نہیں
آپ کی قربت ہے لازم اِس کی قربت کے لیے

ہم بتائیں کیا تمھیں قرآن میں سب کچھ تو ہے
خط کہاں کھینچا گیا ختمِ رسالت کے لیے

آپ کے در سے جسے ایماں کی دولت مل گئی
ہاتھ کیا پھیلائے وہ دُنیا کی دولت کے لیے

نظریں دیکھ آئیں مدینے کے گلی کوچے تمام
اب کہاں دل میں تڑپ اے نورؔ جنت کے لیے

راجیندر بہادر موجؔ

حبیبِ خدا خاتم الانبیا ہے
محمدؐ کا دنیا میں یہ مرتبا ہے

زمیں رک گئی آسماں رک گیا ہے
کہ ابنِ بشر رو بروے خدا ہے

مدثّر، مذمّل، امین اور صادق
زمانے میں ایسا کہاں دوسرا ہے

کبھی ماہِ غارِ حرا کی تجلّی!
کبھی آفتابِ رسل پُر ضیا ہے

ہوا جس پہ نازل کلامِ الٰہی
وہ خیر البشر احمدؐ مصطفیٰ ہے

مصیبت کے لمحات میں زندگی کے
علاوہ خدا اور محمدؐ کے کیا ہے

محمدؐ کے اقوال درسِ محبت
کلامِ محمدؐ کلامِ خدا ہے

محمدؐ کا دامانِ شفقت ہو جس پر
اسی کے لئے رحمتِ کبریا ہے

ہے طوفاں میں اے موجؔ کشتیِ ایماں
رسولِؐ خدا کا مگر آسرا ہے

آرائین سکینہ گلشنؔ بریلوی

روشن دلوں میں شمعِ عقیدت ہے آپ کی
دونوں جہاں پہ آج حکومت ہے آپ کی

بھٹکی ہوئی تمام ہی امت ہے آپ کی
اس وقت بھی رسولؐ ضرورت ہے آپ کی

ورنہ کہاں میں اور کہاں ذکر آپ کا
میں کہہ رہا ہوں نعت عنایت ہے آپ کی

کتنے رسول آپ سے پہلے ہوئے مگر
سب سے الگ ہی شانِ رسالت ہے آپ کی

دوزخ کی آگ چھو بھی سکے کیا مجال ہے
اس کو کہ جس کے دل میں محبت ہے آپ کی

جتنا سمجھ سکا ہوں بس اُتنا کہوں گا میں
قرآں ہے چاند چاندنی سیرت ہے آپ کی

کعبہ کو سجدہ کرکے مدینے کی سمت سے
آئی ہوئی ہواؤں میں نکہت ہے آپ کی

اس کے لئے ہے زیست کی ہر راہ صاف صاف
سچ اے رسولؐ جس پہ عنایت ہے آپ کی

حاضر ہے چاہے جب اسے کر لیجئے طلب
گلشنؔ کی زندگی تو امانت ہے آپ کی

مہاراجہ یمین السلطنت سر کشن پرشاد بہادر شاؔد

اس نے کہا کعبہ ترا؟ میں نے کہا چہرہ ترا
اس نے کہا چہرہ ترا؟ میں نے کہا جلوا ترا!

اس نے کہا جانا ترا؟ میں نے کہا ہستی تری
اس نے کہا مرنا ترا؟ میں نے کہا پردا ترا

اس نے کہا کیا کام ہے؟ میں نے کہا ہر وقت دید
اس نے کہا کیا شغل ہے؟ میں نے کہا سودا ترا

اس نے کہا کیا کفر ہے؟ میں نے کہا گیسو ترے
اس نے کہا اسلام کیا؟ میں نے کہا چہرا ترا

اس نے کہا دل کیا ہوا؟ میں نے کہا تو نے لیا
اس نے کہا کیا چور ہوں؟ میں نے کہا غمزا ترا

اس نے کہا مقصد ترا؟ میں نے کہا تو ہی تو ہے
اس نے کہا قسمت تری؟ میں نے کہا منشا ترا

اس نے کہا خدمت تری؟ میں نے کہا ہے بندگی
اس نے کہا کیا نام ہے؟ میں نے کہا بندا ترا

اس نے کہا وہ کون تھا؟ خدمت میں خواہانِ وصال
میں نے کہا وہ شاؔد تھا عاشق ترا شیدا ترا

آنند موہن گلزارؔ زتشی دہلوی

لا سے اِلاّ اللہ کی بڑھکر صدا دیتا ہے کون
قل ھو اللہ احد ہمکو سنا دیتا ہے کون

ہر طرف جب پتھروں میں ڈھونڈ تے ہیں ہم خدا
کفر اور الحاد کے پردے اٹھا دیتا ہے کون

ہر طرف جب شرک کی دنیا میں چلتی ہو ہوا
بولہبؔ، بوجہلؔ کا پردہ اٹھا دیتا ہے کون

نام کس نے رکھ دیا یہ رحمۃ للعالمینؐ
ایک اُمّی کو حِراؔ میں بھی پڑھا دیتا ہے کون

گالیاں اور سر پہ کوڑا جب یہودن سے ملے
اُس کی بیماری میں بھی جا کر دوا دیتا ہے کون

کل شجر سارے سمندر جس کی مدحت میں غریق
ماسوا اللہ کے اس کو ثنا دیتا ہے کون

اہل کعبہ، زر، جواہر، اور حسیں حاضر کریں
واحد و لاشرک کی شمعیں جلا دیتا ہے کون

یوسفؑ و عیسیٰؑ و موسیٰؑ کے محاسن ختم ہیں
صورتِ خیر الورا ہمکو دکھا دیتا ہے کون

لاکھ وحشت کی گھٹائیں آندھیاں بنکر اٹھیں
شمع وحدت پھر زمانے میں جلا دیتا ہے کون

عرش اعلیٰ پر یہ مع نعلین کس کا ہے گذر
دو کمانوں سے بھی کم وصلت دکھا دیتا ہے کون

جس نے گلزارؔ ارم خاک مدینہ کو کیا
اس سے نسبت اور تعشق کی جزا دیتا ہے کون

شیوشنکر سہائے دیوان تصوّر

کیا اس نے دنیا میں آ کر اجالا
زمانے کو تاریکیوں سے نکالا
دیا اس نے پیغامِ الفت جہاں کو
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
وہ اُمّی لقب ہادیِ دین برحق
اخوت کا سب کو سبق دینے والا
رسولِ خدا خاتم الانبیا ہے
کلامِ خدا کو یہاں لانے والا
دلوں میں محبت کا جادو جگا کر
دلوں سے کدورت کا فتنہ نکالا
جہالت کا ایک ایک بُت اُس نے توڑا
کیا بُت کدہ میں اُجالا اُجالا
مساوات کا درس دُنیا کو دے کر
پریشان خلقِ خدا کو سنبھالا
تصوّر مجسّم دُعا بن گیا ہے
نگاہِ کرم کی طلب کرنے والا

گنیش بہاری طرزؔ لکھنوی

اب کیا ڈبوئیں گے مجھے موجِ بلا کے ہاتھ
سایہ فگن ہیں مجھ پہ شہِ انبیا کے ہاتھ

آئے ہیں بن کے رحمت عالم رسولؐ حق
دونوں جہاں کے سَر پہ ہیں خیرالوریٰ کے ہاتھ

رُخ پر نثار برقِ تجلّی ہزارہا
گیسو کی لے رہے ہیں بلائیں گھٹا کے ہاتھ

دیکھے تو کوئی عظمتِ آدم کی منزلیں
جھک جھک کے چومتے ہیں ملک مصطفیٰؐ کے ہاتھ

مشغولِ گفتگو ہے خدا سے خدا کا نور
ٹھہرا ہوا ہے وقت ادب سے اٹھا کے ہاتھ

بٹھلا کے فاطمہؓ کے دلاروں کو دوش پر
خود ابتدا کو بخش دیے انتہا کے ہاتھ

کہنے لگے یہ چاند کے ٹکڑے کہ کیا کریں
انگلی کے تھے اشارے میں شامل خدا کے ہاتھ

دامن تو حشر میں بھی نہ چھوڑوں گا یا رسولؐ
دیکھوں گا کیسے جاؤ گے مجھ سے چھڑا کے ہاتھ

سویا ہوں طرزؔ اوڑھ کے برق رسولؐ پاک
دیکھے کوئی ذرا بھی مجھے اب لگا کے ہاتھ

پرکاش ناتھ پرویزؔ

خیال افروز ہے نامِ محمدؐ
بہت افضل ہے پیغامِ محمدؐ

مٹا دی تیرگی قلب ونظر کی
تجلی پاش ہے جامِ محمدؐ

ہوا عرفانِ ہست و بود اسکو
سنا جس دل نے پیغامِ محمدؐ

رہیگا تاابد سرشار وبے خود
ملا جس رند کو جامِ محمدؐ

دل وجاں کیوں نہ ہوں مرہونِ منت
دل وجاں پر ہے اکرامِ محمدؐ

فرازِ زندگانی کا ہے زینہ
جسے کہتے ہیں الہامِ محمدؐ

محمدؐ روحِ انوارِ دوعالم
محمدؐ ہست سردارِ دوعالم

لالہ تاراچند تارا لاہوری

خالی رہے نہ جام عنایت سے یہ غلام
ہے اتنی عرض مالک کوثر کے سامنے

اللہ رے فیض بخشش امت کے واسطے
سر رکھ دیا حسینؑ نے خنجر کے سامنے

شبیرؑ کو جنہوں نے کیا قتل بے گنہ
کیا منھ وہ لے کے جائیں گے حیدرؓ کے سامنے

یہ وصف مصطفیٰ کبھی خالی نہ جائے گا
مل جائے گا صلہ مجھے داور کے سامنے

پرواز مرغ روح کرے میرا یا خدا
جاکر نبیؐ کے روضۂ اطہر کے سامنے

تاؔرا غزل نہ ہر کس و ناکس کو تو دکھا
لے چل مگر رفیقؔ سخنور کے سامنے

تربھون ناتھ زتشی زارؔ دہلوی

ہوئی خود حقیقت مختفی، تھی جلی لباس مجاز میں
نظر آئی جس کی ضیائے ضو جسدِ قریشِ حجاز میں

ہوا رونما، جلوہ ترا جو اُخذ سرائے طراز میں
توچھپائے احمدؐ پاک کے نہ چھپا وہ پردۂ راز میں

ہوانشر ذات صفات میں رہا حق نہ پردۂ راز میں
ہوئے لات اور مناب رد، گئے پھینکے بول وبراز میں

نہ تھی خود سرائی وخودسری تو محمدؐ ہمہ ناز میں
تھا وہ عین نور خدامگر کہ چھپانہ رنگ نیاز میں

وہی حسن ستر کے نازنیں وہی عشق نشر نیاز میں
تھے سب اس کے شعبدے معجزے یہ نگاہ محرم راز میں

ہوئے منکر احدی حقیر ہوا کفر شرک انہیں مضر
تھی وہ لاالہ کی دلکشی صمدی اذانوں کے ساز میں

وہی ذات بابرکات تھی، بخدا سکون حیات تھی
وہ ربوبیت کی شمولیت تھی ادائے حلم طراز میں

وہی مصطفیٰ وہی مجتبیٰ، وہی مبتدا وہی منتہا
وہی سوز میں وہی ساز میں وہی تزک میں وہی تاز میں

وہی آن حق وہی شان حق وہی کان حق وہی جان حق
ہوئے مومن اس کے ہی کلمہ گو کئے سجدے اس کونماز میں

چاند بہاری لال صؔبا جے پوری

ہوں اگر روح الامیں بھی پاسبانِ مصطفےٰ
رک نہیں سکتے کسی سے عاشقانِ مصطفےٰ

عیدِ میلاد النبیؐ کی بزم ہے آراستہ
آج ہونا چاہئے اظہار شانِ مصطفےٰ

سادگی تو دیکھئے میری جبیں کی جھک گئی
عرش اعظم کو سمجھ کر آستانِ مصطفےٰ

کوئی سمجھا ہے نہ سمجھے گا کلام پاک کو
جس طرح سمجھے ہوئے ہیں عاشقانِ مصطفےٰ

اب مرا دامن نہیں ہے دامنِ رحمت سے کم
آپڑی ہے اس پہ خاکِ آستانِ مصطفےٰ

بادۂ توحید کا اک جام مجھ کو بھی تو دے
اے شبِ معراج والے میزبانِ مصطفےٰ

ہم دکھادیں گے تمہیں کعبہ ادھر آتا ہوا
جس طرف سجدہ کریں گے عاشقانِ مصطفےٰ

آخر انساں ہے صؔبا تو یہ ملائک کہتے ہیں
ہو نہیں سکتا بیانِ عزوشانِ مصطفےٰ

۞ ۞ ۞

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسولؐ اللہ
خدا کا کرلیا ہم نے نظارا یا رسولؐ اللہ

بھروسہ اس کو کہتے ہیں گنہگاروں نے محشر میں
خدا کے سامنے تم کو پکارا یا رسولؐ اللہ

شفیع حشر ہو تو پھر سبھی کے واسطے ہو تم
ہمیں کو کیوں نہ دو گے تم سہارا یا رسولؐ اللہ

خدا کا بحرِ رحمت اس قدر کیوں جوش میں آیا
کسی بیکس نے کیا تم کو پکارا یا رسولؐ اللہ

کلیم اللہ آتے بھی تو کیوں آتے مدینہ میں
انہیں کیا ہوش کھونے تھے دوبارا یا رسولؐ اللہ

پنڈت چرنجیو لال فانیؔ

"خدا کے پیمبر، بڑی شان والے"

خدا کے پیمبرؐ بڑی شان والے
ترے در پہ آئے ہیں ایمان والے
سکھایا جنہیں تو نے آنسو بہانا
ترے در پہ معمول ہے ان کا آنا
نہیں جانتے ہیں کہیں اور جانا
ترے عاشقِ زار پہچان والے
خدا کے پیمبرؐ بڑی شان والے.........

عبث میم کا ہے یہ پردہ اٹھادے
ہمیں احمدؐ پاک جلوہ دکھادے
بنادے ہمیں مست وبیخود بنادے
بڑے تیرے جلوے ہیں ارمان والے
خدا کے پیمبرؐ بڑی شان والے.........

ترے در پہ آئے جو بن کے سوالی
انہیں تو نے بخشا خزانوں کی والی
ترے در سے جائیگا فانیؔ نہ خالی
بڑی شان شوکت بڑی آن والے
خدا کے پیمبرؐ بڑی شان والے.........

❁❁❁

ہے محمدؐ سے محبت کیا کروں؟
کیا کروں ملنے کی صورت کیا کروں
میری جنت ہے مدینہ کی گلی
آرزوئے باغ جنت کیا کروں
مجھ کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد
شکر نعمت، شکر رحمت کیا کروں
میں ہوں اے فانیؔ گدائے مصطفےٰ
اور اظہار عقیدت کیا کروں

مسٹر چمن لال چمن

وہ خاتمِ پیغمبراںؐ　　وہ شاہ، وہ شاہ شہاں
وہ غمگسار بیکراں　　روح روانِ عاشقاں
محبوب رب دوجہاں
وہ جس کے آنے سے کھلی　　دل کے گلستاں کی کلی
پھر پھولنے پھلنے لگی　　جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی پھوٹی ہوئی
مشرق سے مغرب تک ہُوا　　اک دم اجالا نور کا
اورکفر کی ظلمت جو تھی　　کافور گویا ہوگئی
آنے سے اسکے بے گماں
وہ شاہ وہ شاہ شہاں☆ وہ خاتم پیغمبراںؐ
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ　　ابر کرم بحر سخا
مقبول و منظور خدا　　وہ حسن کا اک دیوتا
لولاک تھا جس کو کہا
اللہ نے جس کے لئے　　آیات سے تحفے دیے
وہ جس کو رب ذو المنن　　کہتا ہے خود محبوب من
میں کیا کہوں پھر اے چمنؔ　　وہ صاحب شق القمر
دیتے تھے موسیٰ پیشتر　　وہ جس کے آنے کی خبر

لالہ چندی پرشاد شیداؔ دہلوی

کردیا اک نور سے معمور ایوان عرب
آتش خاموش تھی وہ زیرداماں عرب
کون تھا وہ شمع دل افروز مہمان عرب
ہوگئی جس کی تجلی سے فزوں شان عرب
آفتاب معرفت سے ملک روشن ہوگیا
ذرہ ذرہ نور سے وادیٔ ایمن ہوگیا

ابررحمت ریز بن کر کون تھا جلوہ فگن
کھل گیا اک دشت خارستاں میں وحدت کا چمن
ہوگئی شان مقدس ہرطرف وہ جوش زن
بن گئے ریگِ رواں کے ذرے رشک یاسمن
بادصرصر میں شمیم راحت افزا آگئی
وہ مہک تھی شرک وبدعت کی کلی مرجھاگئی

نور سے معمور تھا شمع شبستان عرب
جس کے جلوے سے منور ہوگئی شان عرب
کردیا رنگین وحدت سے گلستان عرب
کلمہ گوحق کے ہوئے سب بت پرستان عرب
پیش کی وہ سامنے ہراک کے صورت نور کی
نعرۂ اللہ اکبر سے فضا معمور کی

(۲)

یہ رنگِ لطفِ سحاب بھی ہے نسیم رحمت مآب بھی ہے
رسولوں میں انتخاب بھی ہے زمیں پہ گردوں رکاب بھی ہے
رفیق بھی ہے خلیق بھی ہے شفیق ورمز طریق بھی ہے
وہ ایک بحرِ عمیق بھی ہے بشر فرشتہ جناب بھی ہے
وہ پیکرِ نور ہے مجسم وہ رازِ عرفانِ حق کا محرم
وہ عاجزوں بے کسوں کا ہمدم وہ اک جلالت مآب بھی ہے
رحیم بھی ہے کریم بھی ہے نعیم بھی ہے حکیم بھی ہے
جہاں میں فضل عظیم بھی ہے علیم راہ صواب بھی ہے
مئے رسالت کا نور پیکر خم حقیقت کا صاف منظر
وہ بادۂ معرفت کا ساغر جہاں میں دورِ شراب بھی ہے
وہ بحر عرفاں کا ہے سفینہ کہ حق کا سینہ ہے اک خزینہ
ہے بام حقانیت کا زینہ وہ گویا مد حساب بھی ہے
شفیع بھی ہے رفیع بھی ہے سمیع بھی ہے خبیر بھی ہے
بصیر بھی ہے نصیر بھی ہے مگر وہ امی خطاب بھی ہے
وہ ذرہ ہو کر بھی مہر ٹھہرا وہ قطرہ ہو کر بنا ہے دریا
بشر بھی فوق البشر ہے یکتا وہ بحر بھی ہے حباب بھی ہے
وہ سینہ اسکا فلک فضا ہے وہ قلب اس کا رہ صفا ہے
وہاں وہ بیدار رہنما ہے خضر جہاں محوِ خواب بھی ہے
وہ قاب قوسین کا نظارہ حبیب کہہ کر جسے پکارا
احد کا احمد سے ہے اشارا سوال بھی ہے جواب بھی ہے
ہے روح فردوس کا خزانہ کہ نعت گوئی کا ہے ترانہ
کہ جس پہ شیدا ہے اک زمانہ یہ باغ رضواں کا باب بھی ہے

پنڈت درگا سہائے سرورؔ جہاں آبادی

دل بیتاب کو سینے سے لگالے آجا   کہ سنبھلتا نہیں کمبخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طولِ شب غم نے نکالے آجا   خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگالے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتہ   کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا آجا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا   کون ہے ماہ عرب کون ہے محبوب خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دل ہی دل میں مرے ارمان گھلے جاتے ہیں   خاک پر گر کے دراشک رلے جاتے ہیں
تیری رسوائی پہ کم بخت تلے جاتے ہیں   ہوں میں بدکار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا

ہائے واماندگی وسعتِ دامانِ صراط   المدد المدد اے خضر بیابان صراط
ہر قدم پر نگہہ یاس ہے یاران صراط   دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفان صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

کان میں کچھ جو ادھر عذر نزاکت نے کہا   مرحبا بڑھ کے ادھر شاہد وحدت نے کہا
آبلائیں تری لوں جوش محبت نے کہا   پہونچا محبوب تو مشاطۂ قدرت نے کہا
خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے آجا

پنڈت دلارام رتنؔ پنڈوری

آیا ہے لب پہ نام رسولِ کریمؐ کا
جلوہ تڑپ اٹھا ہے ریاضِ نعیم کا

برسا جو ابر آپ کے لطفِ عمیم کا
گلزار بن کے کھل گیا شعلہ جحیم کا

بحرِ عدن میں لاکھ ہوں لولوئے شاہوار
کچھ رنگ روپ اور ہے درِّ یتیم کا

اے اہلِ بزم جانبِ بطحا چلا ہوں میں
پیغام لے کے آیا ہے جھونکا نسیم کا

خلدِ بریں جچے مری نظروں میں کس طرح
دیکھا ہے ایک پھول ریاضِ نعیم کا

اللہ رے خاکِ بیتِ مقدس کا مرتبہ
مسجود ذرہ ذرہ ہے عرشِ عظیم کا

حسنِ ازل نے بھی شہہ والا کی داد دی
اعجاز جب عیاں ہوا ماہ دونیم کا

وحدت کو ناز کیوں نہ ہو احمدؐ کی ذات پر
سمجھا ہے جس نے راز الف لام میم کا

شافع اگر حضورِ رسالت مآب ہوں
پھر کیوں نہ فیض عام ہو ربِّ کریمؐ کا

شاہد نہ ہوسکا کبھی مشہود سے الگ
نورِ خدا ہے نور رسول کریمؐ کا

کیوں کر بیاں ہو مدحتِ خیرالبشر رتنؔ
ہے تنگ قافیہ مری طبعِ سلیم کا

منشی راج بہادر زخمی

راہ پر آئے یہ برگشتہ مقدر اپنا
حرم پاک کے ہو پاس اگر گھر اپنا

یا نبیؐ سنبل گلزار جناں کو بھولے
تم سونگھا دو جسے گیسوئے معنبر اپنا

محو آئینہ رخسار محمدؐ ہیں ہم
ہفت کشور میں نصیبا ہے سکندر اپنا

جام بھر کر ہمیں یا ساقی کوثر دینا
ہو گزر حشر میں جسدم لب کوثر اپنا

لب شیرین محمدؐ کے جو لکھے اوصاف
شعر ہر ایک ہوا قند مکرر اپنا

ہم جو آنکھوں سے لگا لیتے ردائے عربی
پھر نہ جامہ میں سماتا تن لاغر اپنا

کیوں نہ اعجاز محمدؐ کے ہوں قائل اغیار
کرلیا ایک زمانہ کو مسخر اپنا

کیوں نہ مل جائے ہمیں منزل مقصد زخمی
خضر جادہ الفت ہے پیمبرؐ اپنا

راجیندر بہادر موجؔ فتح گڑھی

نور ہی نور ہے تا عرش بریں آج کی رات
راستہ تکتے ہیں جبریل امیں آج کی رات

ہیں وہی پھول وہی روز کے ماہ وانجم
جانے کیوں لگتی ہے ہر چیز حسیں آج کی رات

بن کے گہوارۂ مطلوب دو عالم یہ زمیں
بڑھ گئی چاند ستاروں سے کہیں آج کی رات

دیکھ کر عرش پہ محبوب خدا کی آمد
رک گئی گردش افلاک و زمیں آج کی رات

ایک لمحہ بھی سفر اور زمیں سے تا عرش
ایک انسان ہو اسد رہ نشیں آج کی رات

جلوہ افروز ہے وہ نور یقیں نور تمام
عرش اور فرش میں کچھ فرق نہیں آج کی رات

جذبۂ عشق کی وارفتگی شوق نہ پوچھ
اپنی ہستی کا بھی احساس نہیں آج کی رات

قابل فخر ہے یہ رات کہ اک ابن بشر
بن گیا رازالٰہی کا امیں آج کی رات

مذہب وقوم سے محدود نہیں فیض رسولؐ
جھک گئی سارے زمانے کی جبیں آج کی رات

تھی جہاں بارش انوار زمیں سے تا عرش
کاش ہوتا دل ناداں بھی وہیں آج کی رات

موج طوفانِ عقیدت کا کرشمہ یہ ہے
کشتیِ دل بھی ہے ساحل کے قریں آج کی رات

❁ ❁ ❁

نرالی ہے دنیا میں شانِ محمد
بیان خدا ہے بیانِ محمدؐ

محمد کے آگے کوئی کیا ٹھہرتا
خدا خود رہا نگہبانِ محمدؐ

تھا معراج کا ایک حیلہ وگرنہ
خدا کو بڑھانا تھی شانِ محمدؐ

مدینے کی ہجرت حریفوں کی حرکت
حقیقت میں تھا امتحانِ محمدؐ

زمیں سے فلک تک فلک سے زمیں تک
ہر اک سمت ہے داستانِ محمدؐ

جہاں سر بلندوں نے بھی سر جھکائے
وہی ایک تھا آستانِ محمدؐ

محمد کی ہستی کا مقصد یہی تھا
لگے راہ پر کاروانِ محمدؐ

محمد کا ہی فیض اے موجؔ ہے یہ
کہ سرسبز ہے گلستانِ محمدؐ

پنڈت رام پرتاپ اکمل جالندھری

کیا شان ہے جناب رسالت مآبؐ کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی
بخشا کلام پاک سے رنگ حیات نو
تعلیم کہہ رہی ہے مقدس کتاب کی
مذہب کو زندگی کے عمل سے ملا دیا
ممنون التفات ہے امت جناب کی
ہاں چشمۂ مروّت والطاف دیکھنا
جائے نہ آبرو مری چشم پرآب کی
قرآن پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ
تھی کن بلندیوں پہ رسائی جناب کی
مرہون لطف صرف مسلمان ہی نہیں
منّت کشِ کرم ہے خدائی، جناب کی
میرے بھی حال زار پہ ہو اک نگاہ لطف
بگڑی بنانے والے جہان خراب کی
ہو جس کے دست شوق میں دامن جناب کا
کیا اسکو فکر پرشش یوم الحساب کی
اکمل کہیں مقام ادب ہاتھ سے نہ جائے
توصیف لکھ رہے ہو رسالت مآب کی

OFFICE OF THE CULTURAL COUNSELLOR
EMBASSY OF THE ISLAMIC REPUBLIC OF IRAN
NEW DELHI

Mdineh-e Sokhan

A Collection of Na't (poems)
on Prophet Muhammad (p.b.u.h.)
by Indian Poets

Alhoda
International Publishers & Distributors